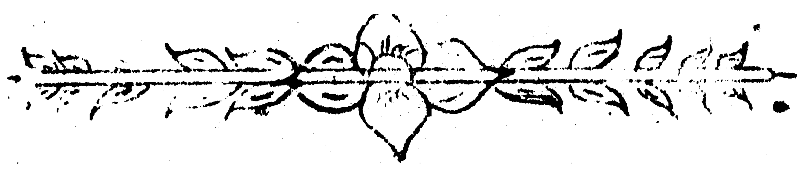
UNIVERSAL
LIBRARY

الحمد للہ والمنۃ کہ تاریخ حالات سرحلقہ افغانان

رستم شوکت شیر صولت مکرم الدولہ حافظ الملک نواب حافظ

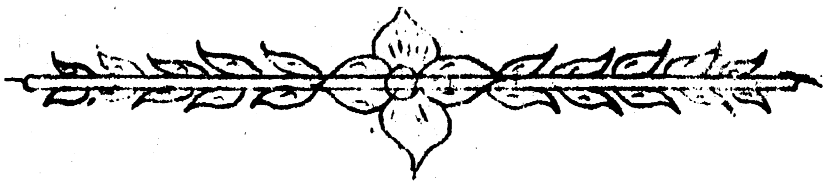
رحمت خان بہادر نصیر جنگ والی سابق ملک روہیلکھنڈ نوراللہ مرقدہ مسمی بہ



نقش سلیمانی فی البیان

حالات

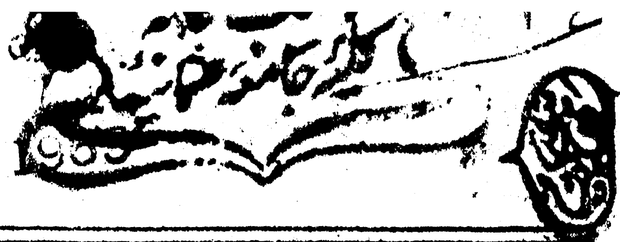
نواب حافظ رحمت خان



من تصنیف شیر بیشۂ سخنوری شاعر مستند نواب محمد سلیمان خان صاحب اسد سلمہ اللہ الصمد نبیرہ زادہ

نواب موصوف الصدر باہتمام حافظ احمد سعید خان منیجر مطبع محمدی

مطبع محمدی دربار ٹونک بقالب طبع در آمد



نقش اسم نام محمد



بسم اللہ الرحمن الرحیم



بعد حمد خداوند کبریا

نظم تعالی اللہ زہی قیوم و دانا ٭ تو انائی دہ ہر ناتوانا ٭ شعر صانع کیا عز و جلال
در ستایش زبانِ ناطقہ لال ٭ و نعت جناب سرور انبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین بیت محمد کز ازل تا ابد ہر چہ ہست ٭ ہست
آرایشِ نام او نقش بست شعر محمد سہر قدرت ہی کوئی ٭ بھلا کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہی حقیقت میں خدا جانے ٭ و منقبت آل اطہار امامین
الہمامین السعیدین الشہیدین سیدا شباب اہل الجنۃ ابی محمد الحسن و ابی
عبد اللہ الحسین رضی اللہ تعالی عنہما شعر بلبل صفت میں کیوں نہ پھروں

انکا دم اسد ✤ بیشک حسن حسین ہین باغ نبی کے پھول ✤ و ندحت
صحابۂ کبار قاتل المشرکین و الکفار شعر صدیق و عمر خلیفہ ہای دیندار ✤ عثمان و
علی بر ان تحیات ہزار ✤ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین **بیت** زلاف
حمد و نعت او لاست بر خاک ادب خفتن ✤ بجو د میتوان کردن درود میتوان
گفتن ✤ **بیان نسب** اما بعد یہ خاکسار ہیچمدان ذرہ ہیمقدار ننگ خاندان اعمل
خلائق امیدوار رحمت ایزد منان **مصرعہ** بدنام کنندہ نکونامی **محمد سلیمان اسد**
ابن نواب محمد موسی خان بہادر مرحوم ابن نواب محبت خان بہادر شہامت جنگ مغفور
خلف الرشید مکرم الدولہ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ
والئی سابق ملک روہیلکھنڈ نور اللہ مرقدہ کسیقدر احوال اپنا اور اپنے آبا و اجداد کا
جیسا کہ کتب معتبرہ تواریخ مثل خان جہانی و شیر شاہی و خلاصۃ الانساب و گلستان
رحمت و گل رحمت و تذکرۃ المتاخرین و عمادۃ السعادت و حسین شاہی و
تاریخ احمد شاہ درانی و اخبار حسن و صولت افغانی و تاریخ روہیلکھنڈ وغیرہ مین
دیکھا یا اپنے بزرگون سے صحیح و معتبر طور پر سنا بطور یادگار برای ملاحظہ صغار و کبار و نیز
بخیال اولاد و احفاد خود کہ بعد امتداد و بعید نسب اپنا فراموش نکرین و یگانہ
و بیگانہ مین فرق جانین رقم حوالۂ قلم کرتا ہے ۵ غرض تصنیف کر یا دِ ماند

که هستی را نهی نیم بقائی ÷ که بعض مورخین نے از راه جهالت و نادانی ویا به طمع دنیوی
ولا ریت صحیح طور پر حالات نواب حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر بارہ ولادت
مفصل تحریر نہین کیے اکثر غلطی کی ہی اور دروغ گوئی کو اصل تحریر مین راہ دی ہی بعض نے
اپنی نفسانیت ولیاقت کا اظہار یہانتک کیا ہی کہ نام ہی پورا نہین لکھا ہے یہہ قول کسیکا
بجا ہی شعر رذیل اشراف کو کیا جانتا ہے ÷ ہما کو چغد کب پہچانتا ہے بیت مبادا دل
آن فرومایه شاد ÷ که از بہر دنیا دہد دین بباد ÷ مورخکو صاف صاف لکھنا چاہئے چاند پر خاک
ڈالی سے کیا ہوتا ہی آسمان کا تہو کا منہ پر آتا ہی لیکن الحمد للہ والمنة کہ تحریر جملہ مورخین ومخالفین سے
بہی یہہ بات ضرور ثابت ہوئی ہی کہ حافظ رحمت خان بہادر پشت ہا پشت سے امیر زادہ
وشریف زادہ ہائے ولایت سے ہین نعوذ باللہ خواستہ کسی قسم کی مفلوک یا رذیل یا اہل حرفہ بازاری
آدمیو نمین سے تہے پروردگار عالم نے انکو ہی اپنے فضل وکرم سے امیر اور معزز رکہا اور ہندوستان مین
بہی بزور بازو و دلاوری خود صاحب ملک وحشم رہی — آمدم بر سر مطلب
کہ تمامی قوم پٹہان سہ صد ونود وپنج ۳۹۵ خیل پر مشہور ہین منجملہ اوسکی یکصد وبست وہشت ۱۲۸
خیل مجہول النسب اور باقی صحیح الاقوام ہین اور یہہ سب اولاد قیس عبد الرشید سے ہین
وقیس عبد الرشید کے تین فرزند تہے اول سٹربن کہ نام اوسکا ابراہیم ہی دوم بتین کہ نام
اوسکا شیخ بیت ہی سوم غرغشت کہ نام اسکا اسمٰعیل ہے — مفصل حال ہر ایک کا

لکھنا اِس مختصر رسالہ مین گنجایش نہین رکھتا نسب اس حقیر کا از نواب حافظ رحمت خان بہادر
تا بحضرت آدم علیہ السلام بدینعنوان پہونچتا ہی کہ حافظ رحمت خان [1] ابن شاہ عالم خان [2]
ابن محمود خان [3] ابن شہاب الدین خان [4] ابن ناصر الدین [5] ابن محمد شیر خان [6]
ابن بہادر خان [7] ابن عبد الجبار خان [8] ابن سلیمان [9] ابن عبد الاحد [10] ابن ملک احمد [11]
خان ابن سلطان محمد خان [12] ابن ملک فاروق [13] ابن ملک مستعان خان و یا عبد المنان [14]
خان ابن دولتخان [15] ابن بدلخان [16] ابن داؤد خان [17] ابن طریح [18] ابن شرف [19]
الدین ابن شرجن [20] کہ اصلی نام اسکا ابراہیم ہی ابن قیس عبد الرشید [21] کہ جو بعہد
نبوت سرور انبیا مشرف بدولت اسلام ہوئ ابن الیس [22] ابن سلون [23] ابن عطبہ [24]
ابن نعم [25] ابن حرہ [26] ابن جندر [27] ابن سکندر [28] ابن رمان [29] ابن عین [30]
ابن بہلول [31] ابن سلم [32] ابن صلاح [33] ابن فارود [34] ابن عصیم [35] ابن [36]
فہلول ابن نبی کریم [37] ابن محال [38] ابن حدیفہ [39] ابن منہان [40] ابن [41]
قیس ابن علیم [42] ابن شموعیل [43] ابن ہارون [44] ابن فمرود [45] ابن ابی [46]
ابن مہیت [47] ابن طلل [48] ابن لوی [49] ابن عمیل [50] ابن تارخ [51] ابن ارزند [52]
ابن مندول [53] ابن سلم [54] ابن افغان [55] ابن ارمیہ [56] ابن سارول [57]
ملقب بملک طالوت کہ قصہ اونکا قران مجید و فرقان حمید مین مذکور ہے

ابن قیس الملقب ابن ابال ابن ضرار ابن تحریب ابن فتح ابن عیس

ابن یمین ابن حضرت یعقوب علیہ السلام بعض مورخین نے ابن یہود ا ابن یعقوب علیہ السلام

لکھا ہی ابن اسحاق علیہ السلام ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام ابن

تارخ آذر بت تراش ابن ناخور ابن راعون ابن فالح ابن ہود

علیہ السلام ابن طاہر ابن صالح ابن ارخشد ابن سام علیہ السلام

ابن نوح علیہ السلام ابن الملک ابن متوشلح ابن ادریس علیہ السلام

ابن مہلائیل ابن قینان ابن انوس ابن مہتر شیث علیہ السلام

ابن حضرت آدم علیہ الصلوہ والسلام سنہ من نوشتم آنچہ دیدم درکتاب

آئینہ واللہ اعلم بالصواب ٭ معلوم کرنا چاہیئے کہ اولاد قیس سے اب تک لا

مین لوگ بہت کم رہگئی ہین اور بعض نے بسبب لاعلمی وجہالت نسب اپنا

فراموش کیا ہی دیگر اقوام افاغنہ مین شمار کئے جاتے ہین فقط اکثر کتب معتبرہ

مین لکہا ہی کہ جب ملک طالوت بمقابلہ ومجادلہ کفار نابنجار شہید ہو تو دو فرزند

ارجمند اوسکی یادگار رہے یعنی برخیہ وارمیہ برخیہ سے ایک فرزند وجود مین آیا

کہ نام اوسکا آصف رکہا اور ارمیہ سی ایک پسر بلند قدر پیدا ہوا کہ اسم اوسکا

افغان کیا اور بعض مورخین نے ارمیہ کے دو فرزند لکھی ہین یعنی افغان ومغول

کہ قوم مغلیہ اولاد نوح سی ہے اور افغان سے جہل فرزند ظہور مین آئی ہر دو برادر
والا قدر یعنی آصف اور افغان عہد حضرت سلیمان علیہ السلام مین عہدہ وزارت
اور امارت پر ممتاز رہتے بعد وفات حضرت سلیمان علیہ السلام کی افغان نے
بباعث کثرت اولاد کوہ سلیمان مین کہ تا ملک شام قریب بیت المقدس
واقع ہے سکونت اختیار کی چنانچہ اسی سبب اہل عرب قوم افاغنہ کو سلیمانی
کہتی ہین و اولاد افغان نے کبھی بت پرستی نہین کی ہمیشہ کسی نہ کسی نبی کی یہ لوگ
پیرو رہے بعدہ خوف بخت النصر سی کہ درپی تخریب قوم بنی اسرائیل کے تہا
اولاد افغان سے سکونت کوہ سلیمان کی چھوڑ کر کوہستان نواح غور
مین کہ تابع ملک خراسان ہی قیام اختیار کیا زبان پشتو ساکنان اوس
جاکے تہی قوم افغان بسبب بود و باش کے عادی اوس زبان کی ہو گئی
بعد امتداد بعید اصل زبان اپنی فراموش کی و بعض روایات ضعیف
مین یہہ بہی مذکور ہے کہ افغان بعہد حضرت سلیمان علی نبینا بسبب
مخالطت و مصاحبت دیوان عادی اوس زبان کا ہو گیا تہا بدین وجہ
اوسکی اولاد مین بہی وہی زبان مروج رہی و بعض نے بخلاف قیاس افغان کا
بطن دیونی سے تولد ہونا لکھا ہی و بعض نے سلسلہ قوم افاغنہ ضحاک سے

منسوب کیا ہے واللہ اعلم بالصواب تا عہد خلافت امیر المومنین حضرت
عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کوہ مذکور مین سکونت پذیر رہے و بقول
بعض قیس عبد الرشید بزمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرف بدولت
اسلام ہوئی و خطاب ابطانت فی سفینۃ الدین پایا و جنگ فتح مکہ مین
شریک تھے کثرت استعمال سی لفظ بطان بزبان فارسی پٹان ہوگیا اور
اہل ہند مین پٹھان مشہور ہوا قوم اونکی نے سکونت ملک روہ کی اختیار
کی ملک روہ کا بین ایران و توران اور ہند اور سندہ کی واقع ہے
حد شرقی ملک روہ کی ملحق ہے کشمیر سے اور حد غربی تا دریای المین کہ
متصل ہے ہرات کے اور حد شمالی تا کاشغر اور حد جنوبی تا بھکر دیکھو بیان
لکھا ہی کہ جب محمد قاسم برادرزادہ حجاج بن یوسف ملتان پر متصرف ہوا
قوم افغان حسب اجازت محمد قاسم کے کوہ روہ سی فرود آکر سکونت
پذیر ہوئی جبکہ محمود غزنوی نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور تمامی ممالک
عراق و خراسان اور ماوراالنہر اور سندہ وغیرہ پر تسلط حاصل کیا آٹھ
آدمی رئیس قوم افغان کے یعنی ملک خانو ۱ نوحی اور ملک عاموں ۲ اور ملک داؤد ۳
اور ملک یحیی ۴ اور ملک احمد ۵ اور ملک محمود ۶ اور ملک عارف ۷ اور

ملک غازی پیشگاہ والاجاہ سے ممتاز مراتب امارت پر ہوئی سلطان محمود نے
کہ لوائی عزیمت بجانب ہندوستان بلند کیا ایسا ن قوم افغان سے ہر مقابلہ
اور ہر مجادلہ مین کار ہنسمانہ ظہور مین آئے کہ زیادہ تر ترقی مراتب اور مناصب قوم
افغان کا باعث ہوا ہر گاہ کہ سلطنت خاندان عالیشان غوریون پر قرار پائی
اکثر افغان حضور پادشاہان غوریو مین مجتمع ہوئے القصہ عہد سلطنت غزنوی
و غوریون مین قوم افغان جلای وطن قبول کر کے جا بجا علیحدہ علیحدہ ہر ملک
و دیار مین سکونت پذیر ہوئی کہ شرح عالکھنا حال ہر ایک کا ان اوراق مختصر مین
گنجایش نہین رکھتا قوم ہیبج نے ملک شوراوک و پشین مین کہ تابع ملک قندہار کے
ہے بود وباش اختیار کی بعد چند مدت شہاب الدین خان جد امجد حافظ
رحمت خان بہادر نے سکونت شوراوک و پشین کی چھوڑ کر ضلع اٹک اور
لنگر کوٹ مین استقامت اختیار کی اور تا حیات اپنی اوسی ملک مین
قیام پذیر رہے اور بسبب بود باش اوس ملک کے قرابت اور یگانگت
شہاب الدین خان کی قوم [illegible] سے ہو گئی رئیس قوم یعنی خان والا شان
ملک خالو نے جدیہ ملبند رتبہ اپنی حبالہ نکاح شہاب الدین خان مین منعقد
کی لکھا ہے کہ شہاب الدین خان از بسکہ بزرگ ذات نیک صفات

تھے مرقد اونکا ملک ہزارہ مین متصل شاہی ڈھیری کے زیارت گاہ خلایق
ہے تین فرزند اونسے یادگار رہے – پایندہ خان اور محمود خان اور آدم خان
بعد وفات شہاب الدین خان کے محمود خان قایم مقام اور جانشین پدر
والاقدر کے ہوئے محمود خان نے سکونت موضع طور شہاست پور
کی اختیار کی اور رشتہ قرابت اور یگانگت کا حسب دستور اپنی باپ کے
قوم کمال زئی سے رکہا یعنی دختر خان والا شان ملک یار خان جیالہ
نکاح اپنی مین لائے جبکہ محمود خان نے موضع طور شہاست پورین
وفات پائی پانچ فرزند اقبال مند اونسے یادگار رہے آزاد خان و
شہزاد خان و حکیم خان اور حسن خان اور شاہ عالم خان
حکیم خان بقید حیات پدر والاقدر لاولد رہے ملک بقا ہوئے چونکہ لکہنا
یہان نسب حافظ رحمت خان کا منظور ہے لہذا اشہب قلم کو میدان تحریر
مین جولان کرتا ہون کہ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ
نور اللہ مرقدہ والی سابق ملک روہیلکہنڈ فرزند شاہ عالم خان مسبوق الذکر کے
تھے اور شاہ عالم خان نے بہی حسب دستور آبا و اجداد اپنے کے عقد خود
با دختر نیک اختر ملک محمد ابن ملک احمد کیا اور بجز حافظ رحمت خان اور ایک ہمشیرہ

اونکی کے جنکی بنوائی ہوئی مسجد شہزادی النسا بیگم دہلی مین بمحلہ بہاری پور بی بی صاحبہ کے نام سے اسوقت تک مشہور ہے اور کوئی اولاد شاہ عالم خان مسبوق الذکر کے نہ تھی ذکر آمدن داود خان بملک ہندوستان

کتب ہای تواریخ مین مسطور ہے کہ شاہ عالم خان کا ایک غلام موروثی داود خان نامی تھا اور حسب دستور ولایت کے کاروبار خانہ داری و دیہات و باغات شاہ عالم خان مذکور کے اوسی سے متعلق تھے شاہ عالم خانکو یہہ خیال ہوا کہ کچھہ گھوڑیان ہندوستان سے منگا کر اوراپنی ولایتی گھوڑے اونپر ڈال کر بچے لئے جاوین تو نہایت خوب ہون لہذا ۱۱۱۷ھ کہ زمانہ بادشاہت بہادر شاہ ابن عالمگیر کا تھا۔ داود خانکو مبلغ تیرہ سو یا گیارہ سو روپیہ دیکر جانب ہندوستان برائے آوردن مادیان اسپ روانہ کیا غرضکہ رفتہ رفتہ داود خان ۱۱۱۷ھ مین بامعدودی چند ہندوستان مین آیا اور ہندوستان کی زرریزی اور طرح طرح کی بدنظمیان اور بادشاہت کی خرابیان کہ جو اوس عہد مین واقع تھین دیکھکر جسکام کو شاہ عالم خان مذکور نے بھیجا تھا اوسی فراموش کرکے کار دیگر مین سرگرم ہوا جو کہ ہندوستان مین ہر طرف لوٹ مار و فتنہ و فساد برپا تھا اوسنے اول اثنائے راہ ہر دوار

پلاس کے جنگل مین موقع پاکر ایک سیٹھ ساکن بانس بریلی کو کہ وہ

بیچارہ بہی بمقام مذکور جاتا تہا لوٹ لیا اور ہلاک کیا اور قریب یکصد اشرفی

نقد و مال و زیور وغیرہ اوسکا لوٹ کر اور اوسکے نرگاوان کی جوڑی اپنے

سامان بار برداری کے واسطے لیکر یا دہ دوازدہ کس کہ ہمراہ اور ہمسفر اسکے

تہی چند مدت ڈاکہ زنی کرتا رہا جاگیرداران بریلی کہ بلاد اعظم ملک روہیلکہنڈ ہے

اور زمانہ سابق مین ملک بریلی و شاہجہانپور و سنبہل و مراد آباد وغیرہ کو

بسبب بود باش رکہنے راجپوتان قوم کٹہری کے کٹہر کہتے تہی لیکن اب

اسکو روہیلکہنڈ کہتے ہین وجہ تسمیہ روہیلکہنڈ کی انشاء اللہ تعالی آیندہ

ظاہر ہوگی خود سر ہوکر جنگ و جدل کرتے تہے اور ہر ایک شخص مرد سپاہی

جرار کا خواستگار رہتا جو کہ داود خان مرد قوی اور دلیر تہا چند روز

بعد ازین ملازمت زمیندار و نکی کرکے دولتمند ہوگیا اور جو ولایتی ہندوستان مین

بہ تلاش روزگار آیا داود خان نے اوسے اپنا ملازم کر لیا حتی کہ قریب

دو سو ہمراہیونکی جمعیت داود خان کے ساتہہ ہوگئی اوسوقت داود خان

مع اپنے ہمراہیونکے مدار شاہ زمیندار موضع مدکر پرگنہ برسیر سرکار بداون

کے پاس نوکر ہوگیا مدار شاہ سے بس از چند روز واسطے لوٹنے اور برباد

کرنے موضع بانکولی پرگنہ چوپالہ کو وہ موضع جاٹوں سے آباد تہا داؤد خانکو
روانہ کیا اوسنے وہان پہنچتے ہی موضع مذکور کا محاصرہ کیا زمیندار وہانکا تاب
مقاومت نہ لاکر مع جمعیت جاٹونکے فرار ہوگیا جو آدمی بہاگ سکا اونکو فوج کے
آدمی گرفتار کرکے داؤد خانکے سامنے لائے منجملہ اوس جماعت کی ایک لڑکا
فی الجملہ حسین و خوبصورت یہہ سات برس کا داؤد خانکو نظر پڑا لیکن مثل
مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ۔ بالای سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارہ بلندی ۔ دیکہتے ہی محبت دلی داؤد خانکے دلمین
جوش مارنے لگی اور اوس لڑکے کو قید سے رہائی دیکر اپنے فرزندی مین
لیا اور علی محمد خان نام رکہا مگر صحیح روایت یون ہے کہ داؤد خانکو یہہ لڑکا
شیرخوار ہنگام لوٹ یہ موضع بانکولی کسی بہیت مین پڑا ہوا ملا و چند گرگ
اسکے گرد بیٹہے تہے اور ماں اسکے مری ہوئی اوسکے پاس پڑی تہی
کسو وجہ سے کہ اون دنون قحط عظیم واقع تہا وہ شاید گرسنگی سے ہلاک
ہوگئی تہی اور ایک روایت ضعیف یہہ بہی ہے کہ کچہہ قوم جاٹی یا برہمنی یعنی
مادر نواب علی محمد خانکو کسی سپاہی نے اپنے گہر مین بٹہا لیا تہا اور یہہ طفل شیرخوار وہ
اپنے ساتہہ لائی تہی ۔ ویا یہہ لڑکا شاید اونہین سپاہی کے نطفہ سے پیدا ہوا ہو اور

پہچھو کے شوہر اور اُنکا نام ہنگھو تہا مگر چند روز قبل اس معرکہ کے وہ مر چکا تہا

بدینوجہ نواب محمد کلب علیخان بہادر مرحوم والی ریاست رامپور نے نسب

علی محمد خان کا طرف سادات کے منسوب کیا ہے غرضکہ علی محمد خان کی

قوم و نسب کے باب مین مورخین کا اختلاف ہے واللہ عالم بالصواب

لیکن راقم کو اس امر سے کچھہ سروکار نہین ہے نزدیک صرف اتنا کافی

ہے کہ رئیس کی قوم اوسکی سرداری و ریاست - اور فقیر کی قوم اوسکی

درویشی و کرامت ہے سہ ذات پات پوچھے نا کوئے × ہر کو بھجے سو

ہر کا ہوئے - سہ بنی آدم اعضائے یک دیگر اند - کہ در آفرینش

زیک جوہر اند - اکثر غلام بادشاہ ہوئے ہین البتہ شرافت ایک جوہر

ذاتی بیشک ہے صفاتی نہین جس شخص مین یہ دونون باتین بہم ہوتی ہین وہ

چشم خلایق مین بجمیع وجوہ زیادہ تر معزز و ممتاز رہتا ہے و جملہ ادنی و اعلیٰ

مین محترم ہوتا ہے اہل دنیا اوسے کسیطرح بنظر حقارت نہین دیکھہ سکتی

الغرض علی محمد خان نے اطاعت و فرمانبرداری داؤد خانکی اسقدر کی کہ

داؤد خانکے دلمین محبت علی محمد خان کی بیش از بیش مثل محمود و ایاز کے

ہوگئی اور محمد خان پسر صلبی داؤد خان کا اوسکی حیات مین نابالغ مرگیا

پس داؤد خان نے علی محمد خان کو اپنا تبنی گردانا خلاصہ یہہ کہ یہان پر ستارہ جاہ و جلال داؤد خان کا روز بروز ترقی کرتا جاتا تہا اور وہان شاہ عالم خان بسبب گم شدگی داؤد خان کے ہمیشہ فکرمند و پریشان رہتے تہے کہ واللہ عالم داؤد ہندوستان مین جاکر کیا ہوگیا رفتہ رفتہ بعد از چند سال خبر داؤد خانکی شاہ عالم خان کو پہونچی

ذکر آمدن شاہ عالم خان جانب ہندوستان

چونکہ شاہ عالم خان نے داؤد خان کو بہی مثل فرزند کے پرورش کیا تہا لہذا خان مذکور سنتی ہی اس خبر کے علاقہ روہ یعنی طور شہامت پور سے باہمعدودے چند روانہ ہوکر ملک کٹہر مین داؤد خانکے پاس آئے داؤد خان نے کوئی امر انکی تعظیم و تکریم مین فرو گذاشت نہ کیا اور مثل خادمونکے نہایت خاطر داری سے پیش آیا خان مذکور نے اوسکو اپنے ہمراہ ولایت لیجانے مین بہت اصرار کیا اوسوقت داؤد خان نے بہ لطایف الحیل بہت سا زر نقد اور جواہر وغیرہ خان موصوف کے پیش کش کرکے یہہ عرض کیا کہ آپ یہہ سامان لیکر ولایت تشریف لیجائین چونکہ میلا ہردوار کا قریب اگیا ہے لہذا مین وہان سے گہوڑیان وغیرہ بہی حسب الحکم آپکے خرید کر چند روز بعد حاضر خدمت ہوتا ہون شاہ عالم خان اسبات پر اوس سے عہد و مواثیق

مستحکم کرکے معہ جملہ مال واسباب روانہ ولایت ہوئے اور وہان انتظار
داؤد خانکا کرنے لگے چونکہ داؤد خانکو اب ہندوستانمین مزا اپنی حکومت اور
سرداری کا حاصل ہوگیا تہا ولایت مین جاکر شاہ عالم خانکی تابعداری کرنا
اوسکی طبیعت کیونکر گوارا کرتی چند سال تک داؤد خان وہان نہ گیا اور
یہان ہندوستانمین اوسکی روز بروز ترقی ہوتی گئی چنانچہ علاوہ مردان ہندوستانیکے
قریب پانسو ولایتی آدمی اوسکے لازم ہوگئے جب عرصہ زیادہ ہوگیا تو دوبارہ
شاہ عالم خان موصوف بقصد لیجانے داؤد خانکے ولایت سے ہندوستانمین
تشریف لائے اور داؤد خانکو بہت تنگ پکڑا تب داؤد خان نے مجبور
ہوکر مبلغ دو ہزار روپیہ (۲۰۰۰) سالانہ بطور نذرانہ دینا منظور وقبول کرکے بالحاح تمام
شاہ عالم خانکو رخصت کیا اثنا راہ مین بشہر بدایون گروہ بدمعاشان نے
بزمان فرخ سیر بطور ڈاکہ زنی یورش کرکے شاہ عالم خانکو بتاریخ نہم ۹ شہر ذالحجہ
شب جمعہ بدرجہ شہادت فائز کیا اور بعض کے نزدیک صحیح یون ہے
کہ یہہ سانحہ بوجہ شرارت وکورنمکی داؤد خان کے ظہور مین آیا واللہ اعلم
بالصواب الغرض داؤد خان یہہ خبر سنکر فوراً موضع بنیا بیولی سے متقبل
خان موصوف پہ پہنچکر بظاہر قاتلو نکی تلاش کرنے لگا لیکن سراغ نہ ملا

تب اوسی مقام پر جہان خان مذکور ہلاک ہوئے تھے دفن کیا چنانچہ مقبرہ

اونکا تعمیر کردہ حافظ الملک بہادر بیرون شہر بدایون اسوقت تک موجود ہے

اور بعض نے یون لکھا ہے کہ جب شاہ عالم خان داؤد خان کے پاس سے

رخصت ہوکر ولایت کو روانہ ہوئے چند سوداگر راہ مین ملے اونہون نے

بیان کیا کہ داؤد خان نے کئی گھوڑے قیمتی ہمسے خرید کئے ہین عرصہ

ہوا کہ قیمت اونکی وصول نہین ہوئی تم داؤد خان سے قیمت گھوڑونکی دلوا دو

جب تک گھوڑونکی قیمت وصول نہو گی تب تک ہم تمہین ولایت نجانے

دینگے خان مذکور نے واسطے دلانے قیمت گھوڑونکی اثنار راہ سے

لوٹ کر بسبب اس بدمعاملگی کے داؤد خانکو بہت ملامت کی اور کہا

کہ تیری باعث ہین سوداگرونکی قیدمین پہنسا اب تا وقتیکہ تجھکو نلیجاؤنگا ہرگز

ولایت کو نجاؤنگا جب داؤد خانکو یقین کامل ہوا کہ یہہ ہرگز مجھے ہندوستان مین

رہنی دینگے تب چند آدمیونکو طمع دنیاوی دیکر واسطے قتل کرنے شاہ

عالم خان کے آمادہ کیا چنانچہ اونہون نے موقع پاکر شاہ عالم خانکو بہنگام

خواب قتل کیا تب داؤد خان کو اطمینان حاصل ہوا ایک آدہ مورخ نو

موز نے ازراہ جہالت ونادانی یا از راہ خوشامد داؤد خان کو برادر

کلان حافظ رحمت خان کا لکھا ہے اور ایک آدہ نے برادر شاہ عالم
خان تحریر کیا ہے استغفر اللہ یہ قول اونکا بالکل بیجا و غلط ہے مصرع ع
بدین عقل و دانش بباید گریسیت ۔ جس زمانہ مین کہ شاہ عالم خان
قتل ہوئے حافظ رحمت خان فرزند صلبی شاہ عالم خان کہ اوس زمانہ
تک ولایت مین نابالغ تھے القصہ تہوڑے دنونکے بعد داؤد خان
بعد قتل شاہ عالم خان کے نوکری مدار شاہ کی چہوڑ کر سرکار دیبی چند
راجہ کوہ کاؤن مین حسب خواہش راجہ مذکور کے ملازم ہوگیا جب
نواب عظمت اللہ خان خلف مولوی عصمت اللہ نبیرہ عبد القادر فاروقی
لکہنوی ناظم ملک کہیڑ مقرر ہوکر واسطے تسخیر کاشی پور ور دُر پور کے
سرحد پرگنات راجہ دیبی چند مین معہ فوج وارد ہوئے راجہ مذکور نے داؤد
خان کو سردار فوج کا مقرر کر کے نواب عظمت اللہ خان سے مقابلہ کرنا
چاہا ہنوز معرکہ جنگ و پیکار برپا نہوا تہا کہ داؤد خان نے نواب عظمت اللہ
خان سے سازش کر کے لڑائی مین طرح دی راجہ نے فراست سے
دریافت کر کے مصلحتاً درگذر کی خود بالائی کوہ کوچ کیا اور بعد از ان
واسطے لینے زر تنخواہ کے داؤد خانکو طلب کر کے قید کر لیا کچہ عرصہ کے

بعد وہ اوسی قید مین مرگیا بعد فوت ہونے داؤد خان کے ملک
شنادیخان ابن شہزادخان اور صدرخان کمال زئی وغیرہ نے
پسر متبنی داؤدخان یعنی علی محمد خان کو جانشین داؤدخان کا قرار
دیکر خدمت نواب عظمت اللہ خان مین حاضر کیا اور ظلم راجہ دیبی چند کا
نسبت داؤدخان کے بیان کیا نواب مذکور نے بصلہ خیرخواہی داؤد
خانکے علی محمدخانکو معہ ہمراہیونکے نوکر رکھہ لیا۔ ذکر نواب علی محمد خان
علی محمدخان نے بعد چندروز کے نوکری نواب عظمت اللہ خانکی چھوڑکر
موضع بنیا یبولی پرگناب مقبوضہ داؤدخان پر اپنا قبضہ کیا اس دیہات مین
محمد صالح اجارہ پرگنات بریلی کا محمد شاہ سے لیکر آیا علی محمد علی خان نے
باشارہ نواب عظمت اللہ خان بمقام منونہ پرگنہ آنولہ پر محمد صالح کو ہلاک
کرکے منونہ وغیرہ پر بھی اپنا قبضہ و دخل کیا بعد ہلاک کرنے محمد صالح کے
ڈوڈھا زمیندار آنولہ کو معرفت اوسکے لارہونکے قتل کرا کے آنولہ کو
مسکن اپنا قرار دیا اب کوئی گرد و نواح مین ایسا نہ رہا کہ جو علی محمد خان سے
برابری و ہمسری کرتا ہر شخص علی محمد خان کی بہادری سنکر خواستگار
مددگار ہوتا تھا اسی عرصہ مین پروانہ وزیر الملک نواب قمر الدین خان بنام

در بارہ امداد عظیم اللہ خان کہ جو واسطہ تادیب سادات بارہا کی مقرر
ہوا تہا علی محمد خان مذکور کے پاس پہونچا بمجرد صدور پروانہ علی محمد خان
نے عظیم اللہ خان کے پاس پہونچکر جالسٹہ مین کار نمایان کیا اس خدمت
کے عیوض مین خوش ہوکر وزیر الممالک نے بخطاب نوابی اور نوبت و
خلعت فاخرہ سے علی محمد خان کو سرفراز کیا اور زر مشخصہ پرگنات السنی
بہ تخفیف لینا قبول کیا وبعض مورخین نے یہہ لکہا ہے کہ علی محمد خان نے
اپنے آپکو از خود بخطاب نوابی از راہ جرات مشہور کیا باین خیال سکہ ہر کہ
شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ الغرض نواب علی محمد خان نے جالسٹہ سے
آنولہ کی طرف مراجعت کیکے آبادی آنولہ اور چین اور تمدد پرگنات
مین کوشش کی مگر اکثر روہیلی بسبب کم سنی اور لیپہ متبنی ہونے داؤد
خان کے نواب کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے مین دریغ اور سرکشی
بہی کرتے تہے اس سبب سے نواب علی محمد خان متردد اور متفکر رہتے تہے
کہ انکو کیونکر قابو مین لانا چاہئیے

ذکر آمدن حافظ رحمت خان بہادر بملک ہندوستان

اس درمیان مین وہان یعنی ولایت مین حافظ رحمت خان جوان ہوکر

سن بلوغ کو پہونچی جو کہ یہہ بات بہی مشہور ہو چکی تہی کہ داؤد خان نے
از راہ کور نمکی شاہ عالم خان کو قتل کر ڈالا ہے چنانچہ رفتہ رفتہ یہہ بات
حافظ رحمت خان کے بہی گوش زد ہوئی فورًا خون نے جوش
مارا اور رگ حمیت جنبش مین آئے دلمین یہہ خیال بندہا کہ اپنے
پدر کے خون ناحق کا عوض داؤد خان سے ہندوستان مین چلکے لینا
چاہیئے یہہ عزم ٹہان کر با چند ملازمین و جان نثار مثل شیخ کبیر و گل شیر خان
وغیرہ و دیگر رفقا کے قصد ہندوستان کا کیا اور رفتہ رفتہ بمقام آنولہ تشریف
لائے یہان پہونچکر دریافت ہوا کہ داؤد خان نے انتقال کیا اور علی
محمد خان پسر متبنی جانشین اوسکا ہے اور نیز نواب علی محمد خان کو دریافت
ہوا کہ حافظ رحمت خان خلف شاہ عالم خان مرحوم یہان آئے ہین
سنتے ہی اس خبر کے نواب علی محمد خان خدمت حافظ رحمت خان مین
حاضر ہوئے اور کمال لجاجت و اطاعت و فرمانبرداری سے پیش
آئے اور حافظ رحمت خان کو مہمان شفیق اور مرد ادب مقدم اپنا سمجھکر بمقام
صدر بیٹہایا اور کوئی دقیقہ خاطر داری کا فروگذاشت نکیا جسطرح داؤد
خان حفظ مراتب شاہ عالم خان کا ہر امر مین ملحوظ رکہتا تہا اوسیطرح

نواب علی محمد خان حافظ رحمت خانکی عزت و آبرو کرتے تھی لیکن بباطن
نواب علی محمد خان کو حافظ رحمت خان کیطرف سے ایک نوع کا اندیشہ
بھی تھا اور نیز حافظ رحمت خانکو علی محمد خان کی جانب سے گونہ خیال
تھا بدین وجہ چند روز مہمان طریق پر رہکر ولایت کو مراجعت کی
اور وہان پہونچکر اپنا عقد با صبیہ ملک شادیخان کیا چونکہ علی محمد خانکو
حافظ رحمت خان بہادر سے نہایت تقویت و جمعیت حاصل
ہوئی تھی کسواسطے کہ جملہ روہیلہ اور افاغنہ حافظ رحمت خان بہادر
کو اپنا سردار قدیم تصور کرکے بمتابعت حافظ رحمت خان نواب
علی محمد خان کی بھی مطیع و منقاد ہو گئی تھی بعد واپس جانے حافظ رحمت
خانکی پھر نواب علی محمد خانکی ساتھہ وقتاً فوقتاً سرکشیان کرتے تھے
لہذا نواب موصوف کے دلمین یہہ خیال آیا کہ یہہ لوگ بجز حافظ رحمت خان
بہادر کے کہ وہ انکی سردار قدیم ہین میری اطاعت بخوبی نکرینگی
اسواسطہ متواتر خطوط طلب حافظ رحمت خانکی خدمت مین ارسال
کئیے اور دوبارہ ولایت سے بلاکر ہرامر مین اپنا شریک کیا بعد از چند
سال نواب علی محمد خان کسی زمیندار کو گرفتار کرکے بطلب زر کثیر

سزائے سخت دلوارہے تہے یہان تک کہ اوسکے دونون ہاتونکی دسون انگلیونمین کپڑا روغن مین تر کرکے آگ دلوائی چونکہ حافظ الملک بہادر قدیم سے متقی وحلیم ورحیم مزاج اور خدا ترس تہے اوس ظلم صریح کے دیکہنے کی تاب نلائے اور نواب علی محمد خانکو اوس بدعت سے مانع آئے نواب موصوف اوسوقت بپاس ولحاظ حافظ رحمت خان بہادر اس امر سے دست بردار ہوگئے مگر باطن یہہ بات خلاف مزاج گذری دوایک روز بعد ازان تخلیہ مین حافظ رحمت خان بہادر سے یہہ کہا کہ مین آپکا تابع فرمان ویساہی ہون کہ جیسا داؤد خان باپ مرا شاہ عالم خان مرحوم کا تہا لیکن آیندہ آپ مرے امورات ریاست مین اسطرح کی مداخلت نہ فرمائین کسواسطے کہ مین آپکا کہنا اگر مانونگا تو آپکو ملال ہوگا اور ریاست بے سیاست نہین ہوسکتی یہہ بات سنکر اوسوقت حافظ رحمت خان مصلحتاً خاموش ہوگئے مگر شب کے وقت معہ اپنے ہمراہیونکے بلا اطلاع نواب علی محمد خانکے جانب ولایت کوچ کیا اثنائے راہ مین آنولہ سے دس پانچ کوس نکلکر ایک قبرستان مین قیام کیا باین خیال کہ یہان تہوڑی دیر ٹہر کر خورد ونوش کرلین تو آگے روانہ ہون اوس تکیہ پر ایک فقیر کا مسکن تہا وسنے جو چلا

کہ حافظ بابا کہان چلے حافظ رحمت خان بہادر نے بیان کیا کہ مین
حسب الطلب نواب علی محمد خان کے چند روز سے ہندوستان مین
مقیم تہا لیکن اب سبب مجہے اوسنے ایک امر کا ملال ہوا لہذا قصد وطن کا
رکہتا ہون اون درویش نے بجواب اسکے حافظ رحمت خان بہادر
سے یہہ کہا کہ حافظ بابا اب تم ولایت جا کے کیا کرو گے یہین رہو
اور ملک گیریان کرو حافظ رحمت خان نے بجواب اسکے کہا کہ
نہین شاہ صاحب مین اب ہندوستان مین نہ رہونگا ضرور ولایت
جاونگا تب اون درویش نے کہا اچہا بابا اگر یہی خوشی ہے تو آج فقیر کے
کہنے سے یہین رہجاو کل چلے جانیکا اختیار ہے چونکہ حافظ رحمت
خان بہادر فقیر دوست اور خلیق مزاج تہے التماس درویش قبول
کر کے اوس روز وہین قیام کیا روز دویم نواب علی محمد خان بتلاش
حافظ رحمت خان بہادر اوسی مقام پر پہونچے اور حافظ رحمت خان
بہادر سے کہا آپ مجہسے ناراض ہو کر ولایت کو جاتے ہین مین ہرگز
نہ جانے دونگا جبتک جو یہ ہو سکیگا واپس لیجلونگا حافظ رحمت خان نے
اس سے انکار کیا اور نواب علی محمد خان نے اصرار کیا ایسی

ردوبدل میں وہ درویش بھی آئے اور حافظ رحمت خان بہادر کو سمجہایا کہ
حافظ بابا علی محمد خان تمہارے لینے کو آئے ہین اور ہر طرح منت و سماجت
کرتے ہین تم میری کہنے سے ضرور انکے ساتھہ واپس جاؤ اور ملال
خاطر دور کرو جب اون درویش نے بھی سمجہایا تو حافظ رحمت خان بہادر
نے یہہ فرمایا کہ اچھا مین جاتا ہون لیکن تین شرط ایکے ساتھہ اگر وہ نواب
علی محمد خان قبول کرین۔ اوّل یہہ کہ اسطرح کا ظلم شدید میرے سامنے نہو
اگر ایسا ہوگا تو ضرور مانع آونگا اور انکو قبول کرنا پڑیگا دوسرے یہہ کہ ملازم نکیجیے
نہ ہونگا۔ سویم یہہ کہ جب میری بود و باش ہندوستان مین ہی رہی تو
میری بہی اولاد اور نواب علی محمد خانکی بہی اولاد ہوگی وہ بہی انکے
خاندان مین کبہی نہ دونگا نواب علی محمد خان نے یہہ تینون شرطین منظور کرین
اور حافظ رحمت خان بہادر کو اپنے ساتھہ لے آئے ایک روز ہنگام
تخلیہ حافظ رحمت خان بہادر سے کہا کہ ایک امر کی خلش آپکی طرف سے
میرے بہی دلمین رہتی ہے اوسکی صفائی ہوجانا واجبات سے ہے
وہ یہہ ہے کہ شاید آپکے گوش زد ایسا ہوا ہو کہ میرے باپ یعنے
داؤد خان نے آپکے والد شاہ عالم خانکو حیلہ سے قتل کرایا ہے ہر چند

تھیہ امر غلط مشہور ہوا صحیح نہین ہہادر آپ اوسکا عوض کسیوقت
غفلت مین میرے ساتہہ کرین اور ہزار اشرفی بہی حافظ رحمت خانکے
روبرو رکھدین کہ اگر آپکو اسبات کا یقین کامل ہے کہ داؤد خان ہی نے
شاہ عالم خان کو قتل کرایا ہے تو یہہ ہزار اشرفیان خون بہا مین
حاضر ہین لیجئے اور معاف کیجئے بجواب اسکے حافظ رحمت خان بہادر
نے فرمایا کہ استغفر اللہ روپیہ لینا لالچی اور محتاج آدمی کا کام ہے تم
خود اسبات سے واقف ہو کہ مین خدا نخواستہ ولایت مین بہی محتاج
نہ تہا اور نہ ہون وہان بہی اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے
سب کچہہ عنایت فرمایا ہے ان اشرفیونکی مجہے کوئی ضرورت نہین ہے
اور دغا کرکے دہوکے مین مارنا نامردونکا کام ہے البتہ ولایت
سے مین ایسی ہی قصد پر آیا تہا کہ شاہ عالم خان کا عوض داؤد
خان سے لون لیکن چونکہ وہ مرگیا اور تم اوسکے پسر تہی ہو جبلبی
نہیں مین تم سے کسیطرح کی خصومت نہین رکہتا اطمینان خاطر
رکہو اور اس خیال باطل کو دلسے دور کرو بس یہہ بات
سنتے ہی نواب علی محمد خان بہت خوش ہوئے اور وہ جو

خلش پنہان دلمین تھی بالکل دفع ہو گئی اور حافظ رحمت خان بہادر کا
حد سے زیادہ اعزاز و اکرام کیا چند دیہات بطور نذر واسطہ مصارف
حافظ رحمت خان کے علیحدہ طور پر مقرر کر دئے اور اوس روز سے
بلا مشورہ حافظ رحمت خانکے کسی قسم کا معاملہ ملکی و مالی نکرتے تھے
اور آیندہ درمیان نواب علی محمد خان اور حافظ رحمت خان بہادر کے
یہہ بات قرار پائی کہ اب جسقدر ملک قبضہ مین آئے اوسمین سے
دو حصہ نواب علی محمد خان کے اور ایک حصہ حافظ رحمت خانکا رہے
حافظ رحمت خان نے جب یہہ خیال کیا کہ سرا جانا اب ولایت کو دشوار ہے
لہذا اپنے قبایل متعلقین و متوسلین ملازمین کو بھی طلب کر کے سکونت
اپنی ملک کیٹھڑ مین اختیار کی جب سے یہہ ملک کیٹھڑ بوجہہ بود و باش افغانان
موسوم بملک روہیلکھنڈ ہو گیا مصرعہ نام کیٹھڑ جب سے ہوا ہے روہیلکھنڈ؛
بعد ازین اور ولایتی وقتاً فوقتاً جوق جوق باسید روزگار آنے لگے اور
نواب علی محمد خان کی قوت بزور بازو سے حافظ رحمت خان بہادر
روز بروز ترقی پکڑتی گئی ۔ جنگ نواب علی محمد خان بہ ہرنند
کتھری چند روز حافظ رحمت خان کے قیام کو گذرے تھے کہ ہرنند

کٹھیری حکومت روہیلکھنڈ یعنی مراد آباد وغیرہ پر پہنچیگا بادشاہ ہند سے مقرر ہوکر آیا اور واسطے اخراج نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان بہادر وغیرہ کے معہ فوج کثیر روانہ آنولہ ہوا ہرچند نواب علی محمد خان نے معرفت مرزا لطیف بیگ معذرت کی لیکن کچھہ مفید نہ ہوئی آخرکار دریائے ارل کے کنارہ پر طرفین سے سخت لڑائی ہوئی ہرنند اور عبد النبی اجارہ دار شاہ آباد اور اوسکا بھائی دلیر خان معہ کسان ہمراہی کے ارا گیا اور فتح عظیم نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان کو حاصل ہوئی اوسوقت تمام روہیلکھنڈ یعنی مراد آباد و سنبھل و شاہجہان پور و شاہ آباد وغیرہ پر انکا قبضہ ہوگیا اور انکی جانب سے ناظم مقامات مذکورہ پر مقرر ہوئے اور اسقدر اسباب بیش بہا ہرنند کا ہاتھہ آیا کہ بالکل سامان ریاست اور حکومت درست ہوگیا مسمی لسین پت بنجارہ قابض پیلی بھیت کو بھی قتل کرکے پیلی بھیت اور دیگر پرگنات متعلق اوسکے حافظ الملک بہادر کے قبضہ میں آئے اور چند عرضیاں محمد شاہ بادشاہ کے حضور میں درباب بیقصوری اپنی اور زیادتی ہرنند کے ارسال کیں بادشاہ نے معین الملک کو واسطے تحقیقات اس امر کے مقرر کیا نواب علی محمد خان نے خبر آنے

معین الملک کی سنکر بعجلت تمام کنارہ دریاے گنگ پر حاضر ہو کر عذر بعجز پیش کیا معین الملک نواب سے رضامند ہو کر شاہجہان آباد کو واپس گئے

جنگ حافظ رحمت خان با راجہ کلیان چند

اس واقعہ سے دو سال کے بعد دولت چند پسر منشی کلیان چند راجہ کوہ کمایون کا راجہ کلیان چند پسر راجہ دیبی چند کے ظلم سے تنگ ہو کر نواب مذکور کے پاس آکر فریادی ہوا نواب نے اوسکا آنا غنیمت جانکر بمعیت حافظ رحمت خان بہادر بخشی سردار خان اور پایندہ خان اور نواب دوندیخان سپہ سالار کو مع فوج کثیر واسطے فتح الموڑہ کے روانہ کیا الموڑہ کا راجہ مقابلہ پیش آیا لیکن حافظ رحمت خان بہادر نے اوسکو شکست فاش دی اور راجہ کلیان چند کے قلعہ پر اپنا قبضہ کیا اور نواب علی محمد خان کو اس فتح پانے سے اطلاع دی نواب نے بھی یہہ خوشخبری سنکر الموڑہ پہونچکر چار ماہ تک وہان قیام کیا اور راجہ سری نگر سے ایک لاکھ ساٹھہ ہزار روپیہ سالانہ بطور نذرانہ مقرر کر کے آنوالہ کو واپس آئے اور دیہات اسنر کوہ پر اپنا قبضہ کیا۔

آمدن محمد شاہ دہلوی براے اخراج نواب علی محمد خان بمقام سنبھل

اسی واقعہ کے

چند روز بعد امیر خان اور صفدر جنگ نے محمد شاہ کے دل کو نواب ممدوح
اور حافظ رحمت خان کیطرف سے ایسا برہم کیا کہ بادشاہ نے نواب علی محمد خان
کے نکالدینے کا ارادہ مصمم کر کے معہ افواج کثیر ۱۱۵۸ ہجری مین شاہجہان
آباد سے کوچ کر کے سنبھل مین اپنا ڈیرہ کیا نواب نے یہہ خبر وحشت اثر
سنکر بہراسیمہ و مضطر قلعہ بنگڈہ مین کہ پانچ کوس پر آنولہ سے واقع ہے
پناہ گیر ہو کر عرضیان بحضور بادشاہ و وزیر الممالک نواب قمر الدین خان نکے اپنی اطاعت
و فرمانبرداری کی روانہ کین ہر چند وزیر الممالک نے چاہا کہ بادشاہ اوسکا قصور معاف
کرکے اپنے پاس طلب کرین لیکن بسبب خفگی بادشاہ کے سفارش وزیر کی
کام نہ آئی اور قائم خان اور امیر خان افسران فوج شاہی نے نواب پر حملہ کردیا
لیکن نواب نے کئی دن منتظر جواب عرایض ہو کر توپ اور تفنگ سے دفع الوقتی
کی آخر چارہ کار بجز حاضری کے نہ دیکھکر جیسا کہ بعض مورخین نے لکھا ہے بایماے
وزیر دہی کی ہانڈی بیچ نذر لیکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی و حافظ
رحمت خان نے زیر دامن کوہ شمالی جنگل مین پناہ گیر ہو کر قیام کیا و جمعیت
افاغنہ کو تا امکان زیادہ منتشر نہونے دیا۔ بادشاہ نے نواب کو بطور حراست
وزیر الممالک کے سپرد کیا اور حکومت روہیلکھنڈ پر فرید الدین خان پسر

عظیم اللہ خان اور بدر الاسلام خانکو جنکی مسجد تعمیر کرائی ہوئی متصل نواب
آصف الدولہ کی مسجد کے بریلی کے بازار مین ابتک موجود ہے مامور
کیا اور خود معہ فوج کے شاہجہان آباد کو واپس گیا جوکہ وزیر الممالک کو سرفرازی
نواب بدل منظور تھی ایک روز یہہ موقع پاکر معافی قصورات نواب علی محمد خان
کی چاہی اور عرض کی کہ بالفعل راجہ کا سرہند سے بہت مراد تہا اور متمردی پہ
کمر باندہی ہے لہذا مصلحت وقت یہہ ہے کہ علی محمد خانکو قید سے رہائی دیکر
خدمت سرہند پہ مامور فرماوین اور یہہ حکم ہو کہ حافظ رحمت خانکو بہی بلاخوف
وخطر دامن کوہ سے معہ جمعیت افاغنہ طلب کرلو اور جانب سرہند روانہ
ہو وہ ہر دو پسر خود یعنی عبد اللہ خان وفیض اللہ خان کو بطور یرغمال
سپرد سرکار کرو چونکہ ہر دو اشخاص بہادر و جرار ہین اگر باقبال شاہی مہم
مذکورہ کو سر کرلین فہو المراد واگر احیاناً معاملہ وگرگون ہوا تو ملک کٹہر کا فتنہ
وفساد مٹا مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید + بیک کرشمہ دو کار + آیندہ
جو کچہہ رائے فیض پیرا سے مناسب مصلحت ملک خسروان ہو وانمند

رہائی یافتن نواب علی محمد خان از قید مامور سرہند

بادشاہ نے سفارش وزیر الممالک منظور کرکے خدمت نیابت

نواب کو مامور کیا اور خلعت فاخرہ معہ اسپ و فیل و نوبت و نشان اور
بحالی منصب کے عطا کرکے خطاب نواب کا دیا حافظ رحمت خان بہادر
کہ ہنوز لشکر میں تھے بموجب تحریر نواب علی محمد خان کے افغانونکو جو کہ بسبب
ویرانی وبرہمی ریاست کے پراگندہ ہوگئے تھے اور ہوئے جاتے تھے
جا بجا سے انکو بہ کمال کوشش قریب بیاشت ہزار پیادہ و سوار جمعیت
بہم پہونچا کر شاہجہان آباد مین آکر بمقام چار باغ ڈیرہ کیا اور سکے ہزار
اشرفیان کہ نواب علی محمد خان نے بروقت حاضر ہونے حضور بادشاہ کے بطور امانت
حافظ رحمت خان کے پاس رکھوائی تھین بخسیہ حوالہ کردین نواب مذکور نے
جماعت پریشان مجتمع دیکھکر اور اسوقت بے سروسامانی مین اسقدر زر
کثیر غنیمت جانکر حافظ رحمت خان کا شکریہ ادا کیا اور جانب سرہند کوچ
کیا اور عبد اللہ خان و فیض اللہ خان اپنے فرزندونکو بطریق پیشگی عمال
تفویض وزیر الممالک کیا الغرض تمام سرہند بتائید خدا بعد جنگ و جدال
بسیار بسبب دلاوری حافظ رحمت خان بہادر کے نواب کے قبضہ مین آیا
سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین خبر آمد آمد احمد شاہ ابدالی کی ہند مین گرم ہوئی محمد شاہ
کو ازبسکہ نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان بہادر کیطرف گوشۂ خاطر تھا

کہ مبادا بسبب ہمہ قومی کے یہہ لوگ احمد شاہ ابدالی سے موافقت کریں
پس واسطے کشود کار کے وزیر الممالک سے مشورہ کیا وزیر نے عرض کیا کہ اگر حضور
خدمت روہیلکھنڈ بہر نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان وغیرہ کو سرفراز فرماوین
تو فوراً سرہند کو چھوڑکر روانہ روہیلکھنڈ ہو جائینگے بادشاہ نے وزیر کی
یہہ رائے پسند کرکے فرمان متضمن سند ملک روہیلکھنڈ بنام نواب مذکور نافذ فرمایا

دوبارہ قابض شدن نواب علی محمد خان و حافظ رحمت خان بملک روہیلکھنڈ

ہنوز فرمان شاہی پاس نواب کے نہ پہونچا تہا کہ شقہ احمد شاہ ابدالی کا
اس مراد سے پاس نواب کے پہونچا کہ اگر اسوقت شرکت اہالیان دولت
ملحوظ خاطر تمہاری ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ بروقت حصول سلطنت
ہند خدمت وزارت و امارت تمہارے سپرد کیجائیگی نواب علی محمد خان
تحریر جواب مین حافظ رحمت خان بہادر سے مشورہ طلب تہے ا...
احسانات وزیر الممالک کے ملحوظ خاطر تہے کہ شقہ محمد شاہ کا بہی پہونچا نواب
بمجرد اطلاع پانے مضمون شقہ کے انتظام سرہند کسی معتبر آدمی کے
سپرد کرکے خود معہ حافظ رحمت خان بہادر جانب روہیلکھنڈ روانہ
ہوئے سمیان جیتر بہوج اور ہدایت علی خان حاکمان بریلی اور مرادآباد

بخوف لشکر نواب ممدوح کے قلعہ جات خالی کردئے ملک متعلقہ کٹھیر پر نواب
علی محمد خان اور حافظ رحمت خانکا تسلط دوبارہ ہوگیا اور وزیر الممالک براے
مقابلہ احمد شاہ ابدالی دہلی سے جاکر بضرب گولہ توپ ماری گئی و شاہ موصوف
بسبب آتشزدگی ارابہائی بان و سوختگی خیمہ ہا و لشکر وغیرہ بعد فتح شکست
پاکر ولایت کو واپس گیا عبد اللہ خان و فیض اللہ خان پسران نواب کو جو
سپردگی مین وزیر کے تھے احمد شاہ ابدالی گرفتار کرلیگیا علی محمد خانکو بسبب
مقید ہوجانے دونون بیٹون اور انتقال وزیر الممالک کے کہ بہرحال انکا ممد و
معاون تھا کمال رنج والم ہوا اور مرض استسقا نواب کا کہ جو شروع
ہوچکا تھا ترقی پکڑ گیا اس اثنا مین ایک خط ابو المنصور خان صفدر جنگ کا
بنام نواب بدین مضمون آیا کہ بتاریخ ۲۸ ماہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ سنہ ہجری مطابق
۱۷۴۸ء کے محمد شاہ نے انتقال کیا اور احمد شاہ بجاے اونکے تخت
نشین ہوئے لیکن عہدہ وزارت پر ابتک کسی کو مقرر نہین کیا ہے
مزاج بادشاہ کا اس جانب مائل ہے مگر امرا تورانیان چاہتے ہین کہ
خلعت وزارت انتظام الدولہ خانخانان پسر قمر الدین خان کو مرحمت
ہو اگر اسوقت مدد کرو تو کمال عنایت ہوگی نواب نے چاہا کہ واسطے

مدد صفدر جنگ کے روانہ شاہجہان آباد ہو لیکن بسبب عارضہ استسقا
کے مجبور ہوکر حافظ رحمت خان بہادر کو واسطے امداد نواب صفدر
جنگ کے معہ فوج جرار روانہ کیا اور ایک خط باین مضمون لکھا کہ مین
بسبب اپنی بیماری کے مجبور و معذور ہون مگر اخوی مکرم و معظم حافظ
رحمت خان بہادر برائے کمک پہونچتے ہین —

آمدن حافظ رحمت خان برائے کمک نواب صفدر جنگ بمقام دہلی

نواب صفدر جنگ نے جب خبر قریب پہونچنے حافظ رحمت خان
بہادر کی سنی نواب نجابت الدولہ اپنے فرزند کو معہ چند اور امیرون کے
استقبال بہیجا حافظ رحمت خان بہادر داخل شاہجہان آباد ہوئے
نواب صفدر جنگ بکمال خاطرداری و مدارات پیش آئے اور دن کی
دعوت معہ تمام فوج کے کی آخر الامر امرار تورانیان بسبب دبدبہ
و شجاعت حافظ رحمت خان بہادر کے نواب صفدر جنگ سے
مزاحمت نکر سکے نواب صفدر جنگ کو خلعت وزارت بادشاہ
کیطرف سے عنایت ہوا اور حافظ رحمت خانکو بہی بادشاہ نے
خوش ہوکر خلعت فاخرہ و نوبت نشان اور خطاب مکرم الدولہ

حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بہادر نصیرجنگ کا عطا فرمایا اور ایک
فیل و پالکی وغیرہ مزید بران بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جس وقت نواب
صفدرجنگ و حافظ الملک بہادر قلعہ شاہجہان آباد سے بعد حصول
خلعت وزارت و امارت واپس ہوئے ہین تو ہر دو سردار باوقار ایک
فیل پر سوار تھے اور نواب صفدرجنگ شکریہ عنایات و امداد
حافظ الملک کا کرتے جاتے تھے کہ یہ خلعت وزارت مجھکو من بعد
فضل خدا آپکی امداد سے ملا ورنہ امرار تورانیان واللہ اعلم کسقدر فتنہ
وفساد کرتے اور مشہور ہے کہ باہم دیگر دستار بھی تبدیل کی یعنی صیغہ
اخوت بڑہا چنانچہ اسیوجہ سے نواب شجاع الدولہ اکثر حافظ الملک بہادر کو
عمو صاحب کرکے لکھتے تھے ہنوز حافظ رحمت خان بہادر شاہجہان آباد
مین تھے کہ خط نواب علی محمد خانکا بنام حافظ الملک بدین مضمون پہونچا
کہ اب آپ بہت جلد تشریف لاوین مین قریب المرگ ہون حافظ
الملک بہادر نے وہ خط نواب علی محمد خان کا نواب صفدرجنگ کو دکھایا
اور رخصت ہوکر بہت جلد داخل روہیلکھنڈ ہوے اور تمام حال
مین وعن نواب علی محمد خان سے بیان کیا اس عرصہ مین نواب کے

مرض نے اور بہی ترقی پکڑی ہر چند حکیم سید احمد گیلانی نے علاج کیا
مگر کوئی دوا موثر نہیں ہوئی آخر ۳ ماہ شوال ۱۱۶۱ہجری کو مطابق
۱۷۴۸ء کے قصبہ آنولہ میں اس جہان فانی سے رحلت کی اور
اوسی جگہہ دفن ہوئے بعد چند سال کے حافظ الملک بہادر نے
ایک عمدہ مقبرہ نواب کا بنوا دیا کہ وہ مقبرہ آجتک وہان موجود ہے
جسوقت نواب علی محمد خان نے انتقال کیا چھہ فرزند اونکے یعنی
عبداللہ خان وفیض اللہ خان وسعد اللہ خان ومحمد یار خان و
اللہ یار خان ومرتضی خان اور کئی لڑکیان تہین سوائے مرتضی خانکی سب
کی اولاد اسوقت تک موجود ہے۔

ذکر ریاست نواب سعد اللہ خان وحافظ الملک بہادر

جسدم کہ نواب علی محمد خان قریب مرگ پہونچے تمام ارکان ریاست کو
مجتمع کر کے پگڑی اپنی سر سے اوتار کر حافظ الملک بہادر کے سر پر
رکہدی اور تمام عہدہ دارون و سرداروں کی جانب مخاطب ہو کر کہا
کہ تم سبکو بخوبی معلوم ہے کہ حافظ رحمت خان بہادر ابن شاہ
عالم خان مغفور کے حقوق مربے بڑہکر ذمہ میرے اور میرے باپ

داؤدخان کے تھے اسلیئے بلحاظ حقوق سابقہ کے حافظ الملک بہادر کو مینی اپنا
بھی سب ملک و مال سپرد کیا انکو چاہیئے کہ عمر بھر اطاعت خان موصوف
سے سرتابی نکرنا اور بجان ودل ہر امر مین فرمانبردار رہنا ایسا نہو کہ بعد
مرے بسبب نا اتفاقی کے جمعیت تمہاری پریشان ہوجائے اور اس
ریاست مین کہ نہایت جانفشانی سے بہم پہونچی ہے خلل واقع ہو سب
نے بالاتفاق اطاعت حافظ الملک کی منظور کی اور کہا کہ یہہ
سردار قدیم ہمارے ہین ہمکو انکی اطاعت اور فرمانبرداری مین کچھہ عذر
نہوگا اوسوقت نواب علی محمد خان نے چشم پر آب ہو کر یہہ شعر پڑہا شعر
دردل ہمین پنداشتم ایران زنم توران کشم — چون مرگ آمدنا گہان
ایران کجا توران کجا۔ لیکن حافظ الملک بہادر نے فوراً وہ دستار
اپنے سر سے اوتار کر سعد اللہ خان پسر سویم نواب علی محمد خان کے
سر پر رکھدی اور یہہ فرمایا کہ مجھکو تمنا تمہاری ریاست کی نہین یہہ
تمہارے فرزند کو مبارک ہو جسقدر کہ میرا حصہ ہے وہی کافی ہے
مگر البتہ انصرام جملہ کاروبار ریاست اور پرورش اس لڑکے کی
من بعد بفضل خدا مین اپنے ذمہ واجب جانونگا چنانچہ اس بات سے

نواب علی محمد خان بہنگام مرگ زیادہ تر حافظ الملک بہادر سے راضی و
خوشنود ہوکر جان بحق تسلیم ہوئے اوسوقت سے جملہ کاروبار ریاست
متعلق بہ نواب حافظ الملک کے ہوے و سعد اللہ خان پسر نواب علی محمد خان
زیر تربیت حافظ الملک کے رہے حافظ الملک بہادر بہی مثل اپنی فرزندونکے
اوس لڑکے کو جانتے تہے و جملہ خوانین و سرداران ریاست مطیع و منقاد
حافظ الملک بہادر کے رہے یہان پر ایک آدہ مورخ نے ازراہ
غلط فہمی یا بطور خوشامد یون بہی تحریر کیا ہے کہ نواب علی محمد خان کا
منشائے خاطر اوسوقت باطن یہہ تہا کہ اگر حافظ الملک بہادر سری دستار
اپنے سر پر رہنی دین اور ریاست قبول کرلین تو چند اشخاص پوشیدہ
طور پر ایسے لگا رکہے تہے کہ وہ حافظ الملک بہادر کو اوسیوقت
قتل کر ڈالین استغفر اللہ یہہ بالکل غلط ہے نواب علی محمد خان منافق
نہ تہے کہ جنکا ظاہر کچہہ اور باطن کچہہ اور ہوتا اونہون نے جو امر کیا بخلوص
نیت کیا بہادر لوگ ہرگز منافق نہین ہوتے یہہ طریق نامردونکا ہے
حافظ الملک بہادر دستار نواب علی محمد خان کی اپنے سر پر رکہنے
مین کسیطرح موجب افتخار نہ سمجہتے تہے اس خیال سے دستار نواب

علی محمد خان کی اونکے فرزند نابالغ کے سرپر رکھدی ورنہ ظاہر ہے کہ
بحیات نوابعلی محمد خان اکثر خوانین وسردار اونکی اطاعت سے گونہ
سرتابی کرتے تھے اور حافظ الملک کی فرمانبرداری اپنا سردار قدیم جانکر
فخر وسعادت جانتے تھے اگر حافظ الملک بہادر کے دلمین طمع
ریاست ونوابعلی محمد خان سے کسی قسم کی کدورت ہوتی تو نواب
علی محمد خان کے حیات مین فطور پیدا ہوسکتا تھا کسواسطے کہ کوئی
سردار انکی اطاعت سے سرتابی نہین کرتا تھا بلکہ بمتابعت حافظ الملک
بہادر نوابعلی محمد خان کی بھی اطاعت کرتے تھے لہذا یہہ تحریر
مورخین سراپا غلط ہے القصہ حافظ رحمت خان بہادر نے
تا عرصہ ہژدہ سال بموافقت وشراکت نواب علی محمد خان جنگ
وجدال وملک گیری کی اور داد شجاعت دی چھہ مہینہ بعد انتقال
نواب علی محمد خان کے نوابصفدر جنگ نے جو عہد وپیمان نواب حافظ الملک
بہادر سے بروقت پانے خلعت وزارت کے کئے تھے
یک لخط فراموش کرکے قطب الدین خان نبیرۂ نواب
عظمت اللہ خان کو پیشگاہ احمد شاہ بادشاہ سے سند رہیلکھنڈ

گی دلواکر روانہ کیا اور یہہ چاہا کہ جسقدر ملک خاص قبضہ اقتدار نواب علی محمد خان مرحوم مین تہا وہ ملک قبضہ حافظ الملک بہادر و نواب سعد اللہ خان سے نکلجائے لیکن حافظ الملک بہادر نے یہہ امر گوارہ نکر کے بذریعہ نامہ و پیام صلح چاہی مگر قطب الدینخان اس ارادہ سے باز نہ آئے ناچار حافظ الملک بہادر نے نواب دوندیخان و عبد الستار خان و سید معصوم کو واسطے مقابلہ قطب الدین خان کے بریلی سے روانہ کیا بعد جنگ و پیکار بسیار قطب الدین خان ۱۱۶۱ ہجریہ مطابق ۱۷۴۸ عیسوی کی میدان جنگ مین معہ کسمان ہمراہی مارے گئے دوندیخان بہادر وغیرہ افسران فوج حافظ الملک بہادر کو فتح حاصل ہوئی باقی فوج انکی فرار ہوگئی جو کہ ابو المنصور خان صفدر جنگ کو پریشان کرنا جمعیت افاغنہ کا منظور تہا۔

جنگ نواب حافظ الملک بہادر بہ نواب قایم خان بنگش رئیس فرخ آباد

بعدا نواب قایم خان ابن محمد خان بنگش مالک ۲۲۰۰۰ ہزاری رئیس فرخ آباد کو واسطے تخلیہ ملک ان روہیلکہنڈ کے دربپہ وہ آمادہ کیا قایم خان نے بطمع دنیاوی اصلاح خیال ہمقومی کا نکیا اور باغواے محمود خان آفریدی سند روہیلکہنڈ کی اپنے نام لکہوالی اور فرخ آباد سے روانہ ہوکر بعبور دریاے گنگ

سے فوج مقام اونہت مین ڈیرہ کیا حافظ الملک بہادر نے سید احمد شاہ صاحب کو کہ جنکی اولاد سے تا حال کچہہ اشخاص شہر بریلی مین سادات نو محلہ کے نام سے مشہور ہین واسطے فہمایش قایم خان کے بہیجا ہر چند سید صاحب نے فہمایش کی مگر سود مند نہوئی بلکہ یہہ کہا کہ ہمارے یہان ایسے سید اور ایسے قرآن بہت ہین اوسوقت سید صاحب کو غیظ و غضب طاری ہوا رنگ چہرہ کا سرخ ہو گیا اور اوس قرآن شریف کے جزدان پر ہاتہہ رکہکر یہہ فرمایا کہ نہ مجہسا سید تمہارے یہان ہے اور نہ ایسا قرآن خدا نے چاہا تو یونہین میدان سے اوڑ جاؤ گے جیسے اسوقت قرآن سے گرد یہہ کہکر یہہ آزردہ خاطری واپس تشریف لائے آخرش ۱۱۶۱ ہجری مین مطابق ۱۷۴۸ع کے بمقام دوندری کہ جو آنوالہ سے چودہ کوس پر واقع ہے ؎ دو لشکر رسیدند جائے مصاف ؛ دو پر کار بستند چون کوہ قاف ؛ بسخت ہنگامہ کارزار گرم ہوا ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت ؛ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ؛ ہزار ہا بندگان خدا طرفین سے تہ خون و خاک ہوئے اور نواب قایم جنگ معہ باون فیل جنگی و دو صد امرا و ذیشان شلک بنادیق فوج حافظ الملک بہادر ہمراہیان

عبدالستار خان سے کہ کشت جوارین پوشیدہ تھے عین معرکہ مین
ہلاک ہوئے لشکر نواب حافظ الملک مین نشان ظفر کہلے وصدا ے
کوس فتح بلند ہوئے زنقارہ آواز آمد برون بزکہ دو نست دو نست
گردون دون سے اور بہت اسباب گران بہا حافظ الملک بہادر کے
قبضہ مین آیا بعد اس فتح خداداد کے حافظ رحمت خان بہادر نے سجدہ شکر
بجناب باری بجالاکر قایم خانکی لاش کو پالکی خاصہ مین ڈالکر فرخ آباد روانہ
کیا اور شہر بدایون اور پرگنات مہر آباد اور بہت کہ شامل ریاست
فرخ آباد تھے اپنے قبضہ مین کیئے اور فرخ آباد وغیرہ اپنے طرف سے بی بی
صاحبہ زوجہ محمد خان بنگش کو دیدیا اس لڑائی مین حافظ الملک بہادر
اور نواب دوندیخان اور بخشی سردار خان وغیرہ سے بڑی دلاوری اور
جرئت ظہور مین آئی حافظ الملک بہادر نواب سعد اللہ خان پسر خورد
نواب علی محمد خان مرحوم کو بہی اپنے ہمراہ اس جنگ مین لیگئے تہے
چنانچہ معظم خان نے عین معرکہ جنگ و قتال مین فیل اپنا برابر فیل سعد اللہ
خان کے لاکر تین مرتبہ کمر بند اپنا گردن سعد اللہ خان مین کہ اوسدنون بعمر ہفت
سالہ تہے ڈالا مگر سید حسین شاہ نے کہ خواصی مین بیٹھے تہے

ہر مرتبہ تلوار سے کاٹ دیا آخر کار گولی ایک پیادہ کی بندوق کی سینہ
معظم خان پر لگی کہ وہ ہلاک ہوئی بعد اس فتح کے حافظ الملک بہادر نے
شیخ کبیر و ملا دیندار خانکو واسطے تسخیر ناکمتہ و پرگنات دامن کوہ کے
مامور کیا شیخ کبیر نے بعد محاربات بسیار کے سیتاپور و کہری وغیرہ حد
شرقی قریب خیرآباد تک فتح کئے جو کہ حافظ الملک نے روز انتقال نواب
علی محمد خان سے اکثر عرضیاں بحضور احمد شاہ ابدالی واسطے رہائی
عبداللہ خان و فیض اللہ خان پسران نواب علی محمد خان کے بھیجی تہیں جب
احمد شاہ ابدالی ۱۱۶۴ سنہ ہجری مطابق ۱۷۵۱ سنہ عیسوی دوبارہ ہندمین
آئے اور کوڑامل کو قتل کرکے معین الملک کو صوبہ دار لاہور کا
مقرر کیا اوسوقت حافظ الملک بہادر نے بمعیت یعقوب علیخان برادر
زادہ اشرف الوزرا نواب شاہ ولی خان بہادر کے تحایف عمدہ
و عرضی معروضہ خلوص ارادت بحضور بادشاہ موصوف و چند مراسلے
باقسام لطیف بخدمت وزیر باتدبیر و دیگر امرائے ذیشان مقربان
سلطان یعنے جہان خان و شاہ پسند خان و آزاد و خان و برخوردار خان
وغیرہ کے بہیجے بجواب اسکے فرمان شاہی بمزید عنایات

گوناگون وجواب خرائط استحکام وغیرہ معرفت خان مسبوق الذکر کے حافظ الملک
بہادر کو وصول ہوکر باعث مسرت خاطر فیض مظاہر کے ہوئے اور عبداللہ خان
و فیض اللہ خان کو بھی بخاطر حافظ الملک بہادر قید سے رہائی بخشی اور خود
سمت ولایت مراجعت کی عبداللہ خان و فیض اللہ خان رہائی پاکر سنہ ۱۱۶۵ھ میں
روہیلکھنڈ میں آئے بعد چندے روز نواب صفدر جنگ نے فرخ آباد فوج کشی کی
جب التجا کی بی بی صاحبہ یعنی زوجہ نواب محمد خان بنگش حافظ الملک بہادر نے
فوج سے مدد کی چنانچہ ہنگام کارزار ضرب بندوق ملازمان فوج
حافظ الملک بہادر سے نواب اسحق خان مارے گئے و نواب صفدر جنگ کی
گردن پر گولی لگی کہ جسکے صدمہ سے ہاتی پر بیہوش ہوگئے اور شکست پائی
اسی سال میں نواب آصف الدولہ خلف نواب شجاع الدولہ تولد ہوئے بعد چندے روز
اس قصہ کے سنہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۴ع کی بسبب تقسیم ملک روہیلکھنڈ ـ بوجہ
قطب شاہ پنجابی کہ انیس و جلیس نواب عبداللہ خان کا تھا - مابین نواب
عبداللہ خان و نواب فیض اللہ خان کے نزاع واقع ہوئی پس ہمراہ رافعت
فتنہ و فساد حافظ الملک بہادر نے اسطرح پر ملک جداگانہ تقسیم کیا کہ پرگنات
اوجہیانی وغیرہ بجمع مبلغ تین لاکھ روپیہ سالانہ نواب عبداللہ خان کو

مرتضی خان کا حصہ قرار پایا اور نواب فیض اللہ خانکو رام پور وغیرہ بشراکت نواب

محمد یار خان بارہ رغوں کے ملا اور پرگنات انولہ وغیرہ بحساب سات لاکھہ روپیہ

سالانہ کے بشراکت نواب اللہ یار خان نواب سعد اللہ خان کے حصہ مین آیا اور

شہر مراد آباد و سنبھل و کاشی پور و ٹھاکر دوارہ و امروہہ وغیرہ نواب

دوندی خانکو مع تنخواہ رسالہ کے مرحمت کیا اور شہر بدایون و اوسہیت

وغیرہ فتح خان خانسامان کو دیا و پرگنات کوٹ وغیرہ بخشی سردار خان کو دی

و شاہجہان پور و بریلی و پیلی بہیت و چند پرگنات اسکو وہ بجمع مبلغ

پینتالیس ۴۵ لاکھہ روپیہ سالانہ حافظ الملک بہادر سے متعلق رہے سب لوگ

اس تقسیم سے رضامند ہو کر بہ اطاعت حافظ الملک بہادر اپنے اپنے کار بار

مین مشغول ہوے لیکن نواب عبد اللہ خان یعنی پسر کلان نواب علی محمد خان مرحوم مغفور

اس تقسیم سے ناراض ہو کر کئی بار بحیلہ و دغا ہلاک کرنا حافظ الملک بہادر کا چاہا

اور چند مرتبہ کھانے مین زہر ملا کر حافظ رحمت خانکے پاس بہیجا لیکن حافظ الملک بہادر

نے اطلاع پا کر وہ کہانا نہ کہایا انجام کار جب دیکہا کہ یہ کسیطرح اپنی شرارت

سے باز نہین آتے تب نواب عبد اللہ خان سے کہلا بہیجا کہ تم روہیلکھنڈ سے

نکل جاؤ چونکہ عبد اللہ خان تاب مقابلہ کی نہ رکہتے تہے ہراسان ہو کر وسیو فتنت

جانب فرخ آباد چلے گئے و نیز فیض اللہ خان کہ در پردہ نواب عبداللہ خان
کے شریک تھے اونسے بھی بطور چشم نمائی یہہ کہلا بھیجا کہ تم
بریلی مین آکر رہو۔ رامپور سے دست بردار ہو۔ نواب فیض اللہ خان
بموجب حکم حافظ الملک بہادر فوراً بریلی مین چلے آئے تھوڑے دنون
کے بعد نواب احمد خان بنگش کی سفارش سے حافظ الملک بہادر نے
عبداللہ خان کا قصور معاف کیا اور روہیلکھنڈ مین رہنے کی اجازت
دی عبداللہ خان نے اپنا قیام اوجہانی مین قرار دیا اور انکو سانپ
پکڑنیکا نہایت شوق ہوا آخرش وہی شوق اونکی حق مین
زہر ہوا ایکروز سانپ کے کاٹنے سے ۱۱۶۷ء مین ہلاک ہوئے
اور اوسی مقام پر دفن ہوئے۔ اور مرتضیٰ خان نی سکندرآباد مین
انتقال کیا اور الہ یار خان نے سل کی عارضہ جانگسل سی جان
دی حافظ رحمت خان نی پیلی بھیت آباد کر کے دارالریاست اپنا
قرار دیا اور حافظ آباد اوس کا نام رکھا۔ شعر

حافظ آباد اوس جگہہ کا نام | خاص پیلی بھیت کہتے ہین عوام

اس برس مین نواب صفدر جنگ نے جاوید خان خواجہ سرا کو

کہ بادشاہ کا بہت سو بہہ لگا ہوا تہا ضیافت کے بہانہ سے بلا کر قتل کیا
احمد شاہ بادشاہ نے اس حرکت سے ناراض ہو کر اونکو عہدہ وزارت
سے معزول کر کے بجای صفدر جنگ انتظام الدولہ پسر نواب قمر الدین خانکو
وزیر مقرر کیا اور خلعت امیر الامرائی کا عمدة الملک غازی الدین خان کو
عنایت کیا۔ صفدر جنگ نے ارادہ مقابلہ کا باہر شہر کے خیمہ اپنا برپا کیا
اور نواب حافظ الملک بہادر سی درخواست امداد کی حافظ رحمت خان نے
مصلحت وقت جانکر واسطے مدد نواب صفدر جنگ کے لشکر چہل ہزار
پیادہ و سوار روہیلکہنڈ سے کوچ کیا۔ لیکن بمقام ہاپڑ مین پہونچی تہی
کہ شقہ شاہی واسطے ممانعت شرکت صفدر جنگ کی بنام اونکی پہونچا تہا
حافظ رحمت خان نی منحرف ہونا بادشاہ وقت سی مناسب نجانا اور بہانا
بیماری کا کر کے جانب روہیلکہنڈ کوچ کیا۔ میر مناقب وغیرہ جو فرمان
شاہی لائے تہے وہ پر اسکے ہوی کہ کچہہ جمعیت حافظ الملک بہادر کے
لشکر سے واسطے مقابلہ ابو المنصور خان صفدر جنگ کے شاہجہان اباد کو
بہیجا ئین بخیال اسکے میر مناقب نے تذکرہ اس کا ہر ایک رسالہ دار
و افسران فوج سے کیا لیکن ورتو کوئی ملازمت حافظ رحمت خان کی

چھوڑکر جانے پر راضی ہوا مگر ایک نجیب خان عمرخیل کہ جمعداری ایک

سو سوار کے رسالہ نواب وزندی خان مین نوکر اور جا دبہی اونکی ساتھہ

ہمراہ میر منافت کے روانہ ہو گئے

احوال نواب نجیب الدولہ

واضح ہو کہ نواب نجیب خان بن اصالت خان خانت عنایت خان قوم افغان

عمرخیل عہد حکومت نواب علی محمدخان مین ہمراہ بشارت خانکی ولایت سی آکر

ملازم ہوئی تہے اور بعد انتقال نواب علی محمد خان کے جب تمام روہیلکہنڈ

پر حافظ الملک بہادر کا قبضہ ہوا وہ شاہجہان آباد کو ہمراہ میر منافت جیسا کہ اوپر

مذکور ہوا چلےگئے اور نواب غازی الدین خان کے ذریعہ سے دربار شاہی مین

پہونچکر خلعت اور نوبت اور خطاب نجیب الدولہ حاصل کیا اور بجنور اور نہٹور

اور شیرکوٹ اور افضل گڈہ وغیرہ بادشاہ کی طرف سے اونکو ملا نجیب الدولہ

نے ۱۱۶۸ھ مین ایک جگہ خوش فضا دیکہکر قلعہ پتہر گڈہ اور بازار دلچسپ تعمیر

کرکے نجیب آباد نام رکہا اور اوسکو دارالحکومت اپنا قرار دیا ۱۱۸۴ ہجری

مین مطابق ۱۷۷۰ع نواب نجیب الدولہ نے وفات پائی- تین فرزند اونسے

یادگار رہے ایک ضابطہ خان دوم کلو خان سوم لو خان- ذکر ضابطہ خان

انشاء اللہ تعالی اپنے مقام پر آئے گا - الغرض حافظ الملک نے ہاپڑ سے واپس آکر ایک عمارت اول منزل درمیان بریلی اور پیلی بھیت کی بنوا کر نام اوس جگہ کا حافظ گنج رکھا ازان بعد واسطے انتظام پرگنات نانکمتہ کے پیلی بھیت سے کوچ کیا اور نواب عنایت خان اپنے فرزند کلان کو حسب وصیت نواب علی محمد خان کے دختر سے منعقد کیا بعد ازین حسب استدعائی نواب نجیب الدولہ عزیمت فرمائی شاہجہان آباد ہوے جبکہ لشکر ظفر پیکر قریب جسن پور پہونچا دریافت ہوا کہ فوج مرہٹہ قصد عبور دریائے گنگ کا رکہتے ہی لہذا حافظ الملک بہادر نے بخشی محمد سردار خان کو واسطے انسداد فوج مذکور روانہ کیا کچھ دن بخشی صاحب مانع عبور اوس فوج دریا موج کے ہوئے آخر کار لشکر مرہٹہ بلا عبور دریائے گنگ کر کے مثل مور و ملخ بخشی سردار خان پر حملہ کیا لیکن بخشی ممدوح از راہ جوان مردی و دلاوری مطلق ہراسان ہوے اور پائے استقامت میدان جنگ سے نہ ہٹنے دیا تا وقتیکہ

رفتن نواب حافظ الملک برائے محاربہ مرہٹہ ہائی دکن و تشریف آوردن احمد شاہ درانی و بیان جنگ

نواب حافظ الملک بہادر باصغائی خبر ہذا بسرعت تمام واسطے امداد بخشی صاحب

موصوف کی داخل اوس مقام پر ہوے چند روز جانبین سے میدان
حرب وضرب گرم رہا اسی درمیان آمد شاہ درانی کی ازروی اخبار
معلوم ہوئی بمجرد دریافت اس خبر کے اعتماد الملک غازی الدین خان و دتا
پٹیل و بھاؤ و جھنکو سرداران مرہٹہ کہ رو باش حافظ الملک بہادر و نجیب الدولہ
بہادر کے تھی مقام سکرتال سے بنا بر مقابلہ شاہ موصوف روانہ سمت کرنال
ہوے پس حافظ الملک بہادر نے بخشی محمد سردار خان اور فتح خان خانسامان
کو واسطے حفاظت ملک روہیلکھنڈ کے روانہ فرمایا اور خود بدولت بنفس نفیس
بانتظار تشریف آوری شاہ والا کے اسی جگہ قیام پذیر رہے حتی کہ شاہ موصوف
داخل مقام مذکور ہو کر مصروف بجنگ و جدال ہوا اسی درمیان ایک رات
فتح خان برادر ابراہیم خان گاردی نے شب خون لشکر حافظ الملک بہادر پر
مارا ہرچند کہ غافل و ہوشیار و خفتہ و بیدار میں بہت تفاوت ہے لیکن اہل لشکر
افغانان روہیلکھنڈ ہمراہیان حافظ الملک بہادر از راہ جرأت ذاتی و دلاوری
صفاتی ایسی لڑے کہ انجام کار تا دم صبح لشکر مدعی کو شکست فاش دی —

نقل ہے کہ ایک روز افغانان ہمراہی نواب عنایت خان بہادر و ملازمان
نواب نجیب الدولہ بہادر نے مرہٹوں کی لشکر میں داخل ہو کر جنگ شروع کی اور

صبا مرہٹہ نکو ابکر اونکی بازار سے گزرے اور توپخانی مین توپون پر
ٹھیکرے مثل بجانا اور بلیچیہ افغانی لگانا شروع کیا کہ دفعتہ چالیس پچاس
ہزار مرہٹہ کمین گاہ سے نکل کر افغانون پر لشکر مین آگرے اور محاصرہ کرکے
تیغ و نیزہ مارنا شروع کیا اوس دن ہرچند افغان خوب لڑے لیکن بسبب
کثرت فوج غنیم سعی انکی فائدہ مند نہوئی بہت انمین سے مارگیی چنانچہ
قریب چھ ہزار خاص روہیلہ کے ملازمان نواب نجیب الدولہ و نواب عنایت خان
سے اوس روز کام آئے اور قریب پانسو پیادون کی زخمہای شمشیر و نیزہ
کھا کر فوارہای خون سر و تن سی روان وخنزنان رقص کنان مرہٹونکی
لشکر سے باہر آئے نواب شجاع الدولہ کہ سورچہ ان کا قریب مورچہ نواب
نجیب الدولہ کے تھا اس جراحت کی حالت مین رقص کرنا اور شادمان
رہنا سپاہیون کا دیکھکر نہایت متعجب ہوی اور کہا آفرین آپکی جرأت و بہادری
پر اور یہ قطعہ پڑھا ۔ **قطعہ**

سعدیا فرازل حسن بترکان دادند عقل و دانش ہمہ با مردم یونان دادند
ناز و اندوہ کرشمہ ہمہ با مردم ہند جرأت و خودسری و جہل با فغان دادند

نواب حافظ الملک بہادر بسبب مبتلا ہونے مرض تپ محرقہ کے خود اس

خود اس جنگ مین شرکت نہی خیمہ مین رہی۔ ہرچندیکہ اس جنگ عظیم الشان مین نواب شجاع الدولہ بہادر و نواب نجیب الدولہ بہادر و نواب غالب جنگ احمد خان بہادر بنگش رئیس فرخ آباد و نیز دیگر سرداران ہندسی شل بہرام جنگ نواب دوندی خان و نواب فیض اللہ خان وغیرہ بہی اکثر شریک تہے و لشکر شاہ والا جاہ احمد شاہ درانی برلئے کمک مزید بران اور ہرایک سرداری موافق حوصلاپنی کے داد شجاعت دی اور مردانگی کی مگر نواب شجاع الدولہ بپاس خاطر مرہٹہ ہا کسیقدر پہلو تہی کرتی رہے صاحب تاریخ حسینشاہی لکہتا کہ احمد شاہ درانی حسب الطلب بادشاہ ہند اسی ہزار سوار ہمراہ لیکر قندہار سی قریب دہلی پانی پت کرنال مین برائی استمداد داخل ہوا رات کے وقت غنیم کی فوج مین ایک جاسوس بہیجا تاکہ اوسکی لشکر کا اندازہ کرکے واپس آئے وہ جاسوس تمام رات لشکر غنیم مین پہرا لیکن انتہا سے فوج نپائی ناچار دم صبح واپس آکر شاہ والا جاہ سی صورت حال عرض کی شاہ موصوف نی فوراً اوسکو قتل کرایا اور دوسری شب ایک شاہزادہ رومی کہ ہمراہ شاہ کی آیا ہوا تہا اوس سے فرمایا کہ ای برادر آج کی رات تم جاکر فوج غنیم کا اندازہ کرآؤ چنانچہ شب دویم شہزادہ رومی اپنی ہیئت تبدیل کرکی برائے جاسوسی لشکر غنیم مین گیا اور اوسیطرح دم صبح واپس آکر بادشاہ کی کان مین آہستہ کہا کہ جاسوس نی صحیح کہا تہا وہ بی خطا مارا گیا اسواسطی کہ فوج غنیم کا اندازہ کرنا غیر ممکن

ہے مجمع بہت ہے اور چار دن طرف لشکر کے خندق کہود و اگر اوسمین
آگ دیکار کہی ہے۔ یہہ سنکی احمد شاہ درانی نی فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی فتح
بدولت و اقبال کی ہوگی۔ اسلئے کہ غنیم پر باین ہمہ کثرت افواج رعب
و ہیبت ما بدولت کا اسقدر غالب ہی کہ آگ کا حصار کرکی مقابلہ کرہاہی
اور وجہ قتل جاسوس اول کی یہہ تہی کہ اوسنی علانیہ بیان کردیا اس خبر کی
سننی سی اور کثرت فوج اور سامان بی انتہائی غنیم سی ہماری بہادران
لشکر کی دلونپر ہیبت طاری ہو جاتی وہ ضرور اس خبر کا اظہار کرتا۔ اس درمیان
مین ایک جاسوس اور آیا اور خبر دی کہ گوبند بنجارہ تیس ہزار بیل غلہ کی لدی ہوے
بطور رسد لشکر غنیم مین لئی جاتا ہے شاہ موصوف نی دلیل خان سپہ
سالار کو حکم دیا کہ فوراً اس اوس کافر کا لشکر رسد لوٹ لاؤ دلیل خان نے عرض کیا
کہ مین راہ ہندوستان سی نا بلد ہون کوئی راہبر چاہئی علی بیگ سفیر بادشاہ
ہندوستان کا حاضر تہا۔ فوراً اوسنی ایک جسپر واہیکو ہمراہ دلیل خان کے معہ
رسالہ خود کردیا سپہ سالار مذکور نی چند کوس پہونچکر گوبند بنجارہ کو قتل
کیا اور سب بیل غلہ کی واسطے کباب کے ذبح کرکی آدہی آدہی بیل اور ایک ایک
کون غلہ کی اوپر اپنی اپنی گہوڑون کے رکہکر معاودت کی اور بحضور بادشاہ درانی حاضر

ہوکر بہو بندہ جات کا پیش کش کیا آخر کار ساتوین روز اسکی علی الصباح احمد شاہ
سوار ہوکر میدان کو گیا حافظ رحمت خان مع پچاس ہزار پٹہانون کے
ہمراہ شاہ تہی اور بادشاہ اسوقت گہوڑے پر محروف بیٹہا ہوا حقہ پیتا تہا
اور عنایت خان پسر حافظ الملک اپنی گہوڑیکو میدان مین گشت دیریا
تہا شاہ نی پوچہا کہ یہہ کون ہے حافظ رحمت خان نے عرض کیا کہ بندہ زادہ ہے
اس درمیان مین ایک شتر سوار میدان جنگ سے آیا اور عرض کی کہ مدد کی ضرورت
ہی شاہ نی عنایت خان کو اشارہ کیا عنایت خان نے ازراہ دلاوری فوراً
اپنی ذاتی تین ہزار سوار افغان ہمراہ لیکر مرہٹون پر دہاوہ کیا اور اپنی گہوڑے
کو پاشنہ مارکر اوس آتشین حصار کی اوپر سی پہند الیگیا دفعۃً سب سواران
لشکر عنایت خان گہوڑی اپنی اپنی پہندا کر خندق کی پار نکل گئی اور
جس شخص کا گہوڑا پہاند نہ سکا وہ اوس خندق آتشین مین گرکر خاکستر ہوگیا
حاصل کلام کا یہہ کہ ضرب نیزہ و شمشیر سی دریاے خون روان
ہوا۔ اس واقعہ کو ایک شتر سوار نی پہنچا کر احمد شاہ درانی جامی مین ہوکر عرض
کیا حافظ الملک یہہ خبر سنکر بیقرار ہوئے اور محبت پدری نے جوش مارا شاہ
سی عرض کیا کہ ہمراہ عنایت خان کی جماعت قلیل ہے بادشاہ نی کچہہ جواب

اسکا بدیا حافظ الملک نے دوبارہ عرض کیا اور یہہ چاہا کہ شاہ مجہکو حکم دیدے
اسی اثنا مین حاجی کریم داد خان از سرداران فوج شاہی نے با دوازدہ
ہزار سوار مسافت بست و چہار کردہ راہ طی کئے ہوئی آکر بادشاہ
کو سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ بروکگ عنایت خان بکن بعد چند ساعت
کی حاجی عطائی خان بہی سرداران فوج شاہ درانی سی اوسیقدر مسافت
طی کئے ہوئے بادوازدہ ہزار سوار آپہونچی شاہ والاجاہ نی فوراً انکو بہی یہہ
حکم دیا کہ بروکگ حاجی کریم داد خان بکن بعدازان ایک شتر سوار نے
آکر شاہ کو خبر دی کہ ادہی افغان رسیلے لشکر غنیم مین پہونچکر افواج مرہٹہ
کو درہم و برہم کردیا ہے تاہم لشکر مرہٹہ مثل مور و ملخ چہار جانب سے
یورش کئے ہوئے چلا آتا ہے اسوقت شاہ والاجاہ نے چند ہزار
سوار ان ہمراہی کو حکم دیا کہ تم لوگ پیادہ ہو جاؤ اور گہوڑے اپنی
اپنی زین و لگام اوتار کر جانب لشکر مرہٹہ چہوڑ دو چنانچہ سواران
مذکور نے فوراً ایسا ہی کیا مطلب یہہ تہا کہ مرہٹون کا دستور ہے کہ وہ
اکثر گہوڑیون پر سوار ہوتی ہین پس یہہ گہوڑے جو لشکر سے چہوٹی
فوراً گہوڑیونکی بو پاکر لشکر مرہٹہ مین جا پڑے اسکی باعث سی اور

زیادہ درہمی برہمی مرہٹونکی لشکر مین واقع ہوئی کہ گہوڑیان ہر طرف بہاگتی پہرتی
تہین اور گہوڑے اونکا پیچہا کرتی تہی بہ نوجہ سواران مرہٹہ سخت پریشان اور مجبور ناچار
ہوگئے۔ دویم یہہ کہ نواب نجیب الدولہ کی ہمراہ کئی سوار اسپان بان آتشین تہا انہونے
بان بازی ... کی اسکی وجہ سی مرہٹونکی ڈیرونمین آگ لگ گئے وعلاوہ ازین چونکہ
مرہٹونکی ساتہہ ہاتہی بکثرت تہی وہ صدائے بانہائے آتشین وشوخگی خیمہ ہائے روگردان
ہوکر فرار ہوئے اور اپنی لشکر کو روندتے ہوئے کہین سے کہین نکل گئے لحاصل
عنایت خان نے اوسی دار وگیر مین بعد جنگ وجدل بسیار اپنی آپ کو اوس گروہ
مین کہ جسکا بہاؤ افسر تہا قریب اوسکی پہونچایا بہاؤ نے اول نیزہ عنایت خان پر
مارا عنایت خان نے ازراہ چالاکی وچستی اپنی آپ کو نیزہ کی آن سی بچاکر برچہا
اوسکا بقوت تمام ہاتہہ سی پکڑ کر ایسا جہٹکا دیا کہ بہاؤ پشت اسپ سے اوکہڑ کر
فرش زمین پر گرا ۵ زشمشیر عنایت خان دران جنگ ؛ اجل گفتا سرا و بہ
تراشید ۰۰ عنایت خان نے شمشیر ہندی سی سر اوسکا کاٹکر فتراک مین رکہا اور
طبل فتح جنگ بجواکر معاودت کی ۵ دہل زن دہل نہ دہ بجتین ہم کہ دین
دین اودین اودین اوہ۔ اسی اثنا مین ایک شتر سوار میدان جنگ سے شاہ کے
حضور مین اور آیا اور یہہ مژدہ سنایا کہ شاہ کو فتح مبارک اسلئے کہ غنیم نے

شکست فاش کہا کر نشان سیاہ بلند کیئے ہین اور مرہٹی افغان و
خیزان بہاگی جاتی ہین بعد عنایت خان نے حاضر ہوکر سر بہاؤ احمد شاہ درانی
کی پیشکش کیا۔ روایت ہی کہ جنہکو سردار خورد بہاؤ ایک گہوڑے پر
سوار بہت تیز رو اور چالاک اور زیور طلائی سے آراستہ تہی کلاہ تاج نما
کمل بجواہر نہایت بیش قیمت سر پر رکہی ہوئے اوس وار دگیر مین تنہا بہاگا جاتا تہا
اتفاقاً نظر ایک افغان سوار کی ہمراہیان عنایت خان سی اوسپر پڑی
بطمع کلاہ درخشندہ اوسنے گہوڑا اپنا اوس گہوڑے کی پیچہی چہیز کیا جنہکو نے
جو دیکہا کہ سوار بارادہ قتل تعاقب کیئے چلا آتا ہے بخوف جان گہوڑے
اپنی کو زیادہ تیز بہگایا افغان کو طمع کلاہ نے باز نرکہا گہوڑا اپنا دوڑاتے
ہوئے مثل قابض ارواح پیچہی اوسکی چلا جاتا تہا کہ قریب تین کوس کے جنہکو
گریزان راہ گیا اوسوقت گہوڑے اوسکی بے طاقت ہوگئے اوس
افغان نے جب یہہ حال دیکہا فوراً اپنی گہوڑے کو تیز کرکے شل ہوا
کے لیگیا اور دفعتاً مرگ ناگہان کی طرح اوسپر نازل ہوکے ایسی تلوار لگائی
کہ گردن گہوڑے کی دو ٹکڑے ہوگئے اور جنہکو زمین پر گر پڑا اوس
افغان نے سر اوسکا کاٹکر مع کلاہ جملہ سامان اور اشرفیان وغیرہ جو کہ اوسکے

خورجی مین ہتین اور سباز و سامان مادۂ اسب لیکر شاد کام معاودت
کی جب قریب کرنال کے پہونچا کلاہ کو گوبر کے ڈہیر مین چہپا کر سر جہنگو
کا روبرو عنایت خان کی لایا عنایت خان نے کہا کہ اے خان
سر جہنگو کا تو تم کاٹ لایا اور کلاہ اوسکی کون لیگیا اور کیا ہوئی جو کہ سراست
ماری مین بہہ قوم مشہور ہے افغان نے کہا کہ اوسکی کلاہ کو ہمنے گوبر مین
چہپا دیا ہے اس خیال سے کہ وہ بہت اچہی ہے آپ لیلیگا ہمین ندیگا
عنایت خان ہنسی اور کہا کلاہ کو بہی لے آؤ ہم تمکو اوسکی عوض مین بہت
اشرفی دیگا و سپہ سالار لشکر کردیگا وہ افغان جلد واپس گیا اور کلاہ بہی
لاکر عنایت خانکی حوالہ کی عنایت خان نے اوسکو قریب پانسو اشرفی کے
انعام دیا اور تمام جواہرات جہنگو اوس سے لیکر سپہ سالار لشکر کردیا اور
اوسی روز عنایت خان نے سر جہنگو کا بہی احمد شاہ درانی کو نذر کیا چنانچہ
اوسوقت شاہ والا جاہ نے پشت عنایت خان کی اپنی ہاتہہ سے
ٹہوک کر یہہ فرمایا کہ این فتح بنام تو نہادیم مبارکباد آفرین بر تو و رحمت
خدا بر پدر تو و خلعت و خطاب نوابی سے سرفراز فرماکر ملک اٹاوہ و
مین پوری و شکوہ آباد وغیرہ ازراہ قدردانی و عزت افزائی اپنی

طرف سی عنایت کیا اس جنگ کے تاریخ کسی ہندی کہنے والینے یہہ
کہی ہے سے سن گیارہ سو چوہتر مین دن بدہ پڑا جو جبارہ ؛ بچہٹے
جمادی الثانی کو شہ جیتا بہاو مارا ؛ اور اعزاز حافظ الملک بہادر کا
جملہ روسا ہند سی زیادہ بڑہایا اکثر اپنے ساتہہ خاصہ تناول کراتے تہی
وبسبب کبر سنی کے بزرگ داشت فرماتے تہی ۔ ونیز فی ما بین اشرف
الوزرا نواب شاہ ولی خان بہادر و نواب حافظ الملک بہادر کے کمال
ارتباط و اتحاد تہا چنانچہ عہدہ وکالت ہندوستان پر حافظ الملک
نواب حافظ رحمت خان بہادر کو و منصب امیر الامرائی نواب
نجیب الدولہ کو اور نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد کو مرتبہ
بخشیگری و نواب شجاع الدولہ بہادر کو عہدہ وزارت ہندوستان
پر مامور کیا و نیز خطاب فرزند خان بہادر کا عطا فرمایا اس جنگ مین صدہا
سرداران مرہٹہ مارے گئے بچکر بہت کم نکلے حتی کہ چالیس پچاس کوس تک
برابر لاشین پڑین نظر آتی تہین اور سیل خون سم اسپان سی گذر گیا تہا
لکہا ہے کہ چہٹی جمادی الثانی کو ۱۱۷۴ہجری مین یہہ معرکہ جدال و قتال بمقام
پانی پت کرنال گرم ہوا تہا مشہور ہے کہ نواب عنایت خان ابن

حافظ الملک بہادر نے بجنگ مذکور اسقدر شمشیر زنی کی تہی کہ
بعد فتح قبضہ تلوار کا انکی ہاتہہ سے بدقت چہوٹا کسواسطے کہ ہاتہہ ورم کر گیا تہا
اور خون بکثرت جم گیا تہا لیکن ملہار راؤ ہلکر بسبب نواب شجاع الدولہ
و نواب نجیب الدولہ کی کہ مورچہ اوسکا مقابل مورچہ ہاے ہر دو نوابان
موسوفین تہا معہ ہمراہیان خود سلامت نکل گیا اور مہاراؤ سیندہیہ
دولت راؤ سیندہیہ کا چچا اوس زمانہ مین بنام پٹیل مشہور تہا اور
بعد اسکے اوسنے ہندوستان مین بہت اقتدار پیدا کیا زخمی ہوکر
بہاگا اور ایک پانو سوار ولایتی نے ساٹہہ کوس تک اوسکا تعاقب
کر کے ضرب گولی بندوق سے پاؤن اوسکا زخمی کیا اور گہوڑے سے گرا کر اوسہانہ
و سامان لیکر واپس چلا گیا پٹیل مذکور کو جان سے نہین مارا چنانچہ اسی سبب سے
اوسکی پاؤن مین ہمیشہ لنگ رہا کہ بغیر امداد غیر کے چل نہین سکتا تہا
اور ابراہیم خان گاردی بہی دستگیر ہو کر بادشاہ کے روبرو آیا ہر چند
نواب شجاع الدولہ نے سفارش اوسکی بحضور بادشاہ کی پر مقبول
نہوئی کسواسطے کہ بادشاہ نے پیش ازین چند مرتبہ پیغام اپنی رفاقت
قبول کرنیکا پاس اوسکی بہیجا تہا مگر اوسنے منظور نکیا۔ اس لڑائی مین بہت

مال واسباب مرہٹون کا بطور غنیمت قبضہ اہالیان دولت شاہ
درانی مین آیا زان بعد یہہ بہی فرمایا کہ ہم شجاع الدولہ کو اپنی ہمراہ
ولایت لیجانا چاہتے ہین نواب شجاع الدولہ یہہ بات سنکر
نہایت پریشان وہراسان ہوئے اور ہندوستان کی مفارقت
سخت ناگوار گذری لیکن شاہ درانی کی حکم سی انکار نکر سکتے تہے۔ آخرالامر
حافظ الملک بہادر سی کہا انکا اعزاز واکرام شاہ موصوف سب سے
زیادہ کرتا تہا اس باب مین سفارش چاہی حافظ الملک نے مقدمہ
ہمراہ نہ لیجانے نواب شجاع الدولہ کے پادشاہ سی عرض کیا اور
اور یہہ کہا کہ تمام ہندوستانی لوگ یہہ کہین گے کہ ایک شخص جو
کہ جو انکی درمیان باقی رہگیا تہا اوسکو بہی سب افاغنہ نے ملک ہندوستان
سی خارج کرادیا۔ لہذا میری عرض یہہ ہے کہ شاہ اپنے ہمراہ شجاع الدولہ
کو نہ لیجادین یہہ کلام حافظ الملک سے سنکر شاہ نے فرمایا کہ ہمکو
کو شجاع الدولہ کے ساتہہ کسی قسم کی خصومت نہین ہے مگر ہمارا یہ
خیال تم لوگون کے ہم شجاع الدولہ کو ہندوستان سی لیجانا چاہتے تہی
اگر تمہاری خوشی نہین ہے تو خیر ہم اپنے ساتہہ نہ لیجائینگے مگر یاد رہے

کہ کبھی نہ کبھی تم نتیجہ اس نیکی کا شجاع الدولہ سی بدپاؤ گے - اور خود دہلی مین چندروز قیام کرکے عقد اپنا ہمشیرہ احمد شاہ دہلوی و عقد تیمور شاہ پسر خود بدختر احمد شاہ دہلوی کرکے اور بہت سا زر نقد و اسباب گران بہا وہان سے لیکر جانب ولایت روانہ ہوئے نواب شجاع الدولہ اس سفارش سی نہایت شکر گذار حافظ الملک کے ہوئے -

فرستادن حافظ الملک ملا محسن خان را برائے قبضہ کردن ملک اٹاوہ و مین پوری و شکوہ آباد وغیرہ

بعد ازین حافظ الملک نے روہیلکھنڈ مین پہونچکر ملا محسن خان کو واسطے قبضہ کرنے ملک اٹاوہ وغیرہ کے بعد عطائے خلعت سرفرازی رخصت فرمایا جب ملا موصوف قریب اٹاوہ پہونچی کشن ناؤ و بالا پنڈت کی سرکار مرہٹہ سی خدمت اوس ملک پر مقرر تہی با جمعیت وافر مقابلہ کیا آخر اندک قتال و جدال مین تاب مقاومت نہ لاکر گریزان ہوئے ملا محسن خان نے بعد فتحیابی شادان و فرحان شہر اٹاوہ مین خیمہ قایم کیا اور چند مدت اوس ملک کے انتظام مین مصروف رہی واکثر زمیندار ذی اقتدار و راجہ ہائے والا تبار نے اطاعت و

متابعت قبول کی مگر بعض نے از راہ فتنہ و فساد کو نچوڑا سر کشی و تمردی پر کمر باندہی چونکہ ملا محسن خان نے گوشمالی اون سرکشون کی اپنی طاقت سے باہر دیکھی لہذا عرضی متضمن استمداد خدمت حافظ الملک بہادر مین ارسال کی حافظ الملک نے بدریافت اس خبر کے شجاع ابن نظر شیخ محمد کبیر خان کو معہ لشکر ظفر پیکر واسطے امداد ملا محسن خان کر روانہ فرمایا پس ہر دو سرداران با وقار نے بہم ہو کر انتظام اوس ملک کا بخوبی کر لیا ہر سرکش کا سر دبا کر زیر کیا

بیان تیاری شہر پناہ پیلی بہیت

اسی سال میواڑہ مین قحط عظیم واقع ہوا اور اہا پناہ گان خدا باستماع شہرہ فیض رسانی و غربا نوازی حافظ الملک بہادر کے جوق جوق ملک کے سلہٹ بہین پہونچی نواب حافظ الملک نے پرورش اون سب کی بخوبی فرمائی جبکہ کثرت انکی حد زیادہ گذری اور شل ہو رہنے کے ہو گئے تو حافظ الملک نے حکم واسطے درستی شہر پناہ پیلی بہیت کی صادر فرمایا و تا عرصہ دو سال ہمت والا ہمت کو برائے رفاہ و فلاح مساکین اسی امر خیر مین مصروف رکہا ازان بعد برائے انتظام جلال آباد تشریف لیگئے بعد قیام چند روز مقام مذکور مین خط نواب احمد خان بنگش کا بایں مضمون پہونچا

رفتن نواب حافظ الملک حسب التماس نواب احمد خان بنگش بمقام فرخ آباد و برائے مصالحت باہم دیگر

کہ نواب شجاع الدولہ و نواب نجیب الدولہ باتفاق یکدیگر واسطے
تکلیف دہی دوستدار کے عازم فرخ آباد ہین لہذا آپسی خواستگار
امداد ہون پس بدریافت اس حال کے حافظ الملک بہادر روانہ
جانب فرخ آباد ہوے الغرض دایرہ دولت نواب شجاع الدولہ
کا تا بہ سرائے بہلول اور خیمہ نواب نجیب الدولہ کا خداگنج مین تہا
کہ حافظ الملک بہادر نے دو شخص معتبر کو بخدمت نوابان موصوفین مع
خرلطیہ ہا بنابر امتناع اس ارادہ بیفائدہ کے بہیجا چنانچہ نواب نجیب الدولہ
بمجرد دریافت مافی الضمیر حافظ الملک بہادر جریدہ فرخ آباد مین تشریف
لے آئے و بپاس خاطر نواب حافظ الملک بہادر صلح درمیان مین
آئی و نواب شجاع الدولہ بہادر یہہ خبر دریافت کرکے سرائے بہلول سے
روانہ ملک اودہ ہو گئے بعد اصلاح اس معاملہ کے عرضی شیخ محمد کبیر
کی بدیمضمون پہونچی کہ ملہار راؤ نے شورش برپا کرکے محمد حسن خان

حاکم بہاولپور کو عاجز کر رکھا ہے۔

رفتن حافظ الملک بمقام بہاولپور برائے اعانت محمد حسن خان

حافظ الملک بہادر بمجرد ملاحظہ عرضی مذکور بزودی تمام مع جنود ظفر آمود ملک اٹاوہ کو روانہ ہوئے جبکہ ڈیرہ دولت قریب بہاولپور پہونچا ملہار راؤ رعب آمد آمد لشکر ظفر پیکر سے حواس باختہ ہوکر بسرعت تمام بعبور دریا جمن روانہ ملک دکن ہوا اور تمام راجہ ہائے ذی شوکت و زمینداران باعزت نے دایرۂ دولت حافظ الملک بہادر پر حاضر ہوکر نذرین گذرانین و قدمبوسی حاصل کی و جبین ارادت آستانہ اطاعت پر رکھی اسی سالین حافظ الملک بہادر نے دو روپیہ روزانہ شاہ مسیح اللہ صاحب مارہرولیکا بطور دستخرچ مقرر فرمایا جبکہ موسم بارش قریب پہونچا مقام مذکور سے روانہ ہوکر داخل دار الریاست پیلی بہیت ہوئے قبل ازین یعنی ۱۱۶۷؁ ہجریمین مطابق ۱۷۵۳؁ عیسوی کے غازی الدینخان نے احمد شاہ کو قید کر کے بہادر شاہ کے پوتہ کو بادشاہ بناکر عالمگیر ثانی مشہور کیا تہا اور بعد چند روز کے مرہٹون کی مدد سے اوسکو قتل کیا ازان بعد شاہ عالم موضع لکہنو گھاٹ عظیم آباد مین تخت نشین ہوئے۔

رفتن حافظ الملک بمقام دہلی حسب الطلب حضرت شاہ عالم

اور بعد چند سال کے شاہجہان آباد مین پہونچکر کئے فرمان مشعر طلب حافظ الملک کو بہیجے چنانچہ حافظ الملک نے بموجب حکم بادشاہ شاہجہان آباد کو کوچ کیا بادشاہ نے خبر آنے حافظ الملک حافظ رحمت خان کی پرچہ اخبار سے دریافت کرکے امراے شاہی کو واسطے استقبال حافظ الملک بہادر کے بہیجا اور ہنگام ملازمت انواع انواع نوازش سے سرفراز فرمایا جو کہ حافظ محمد یار خان خلف حافظ الملک بہادر ہمراہ تہے اونکو مرحمت خلعت فاخرہ و منصب پنجہزاری و خطاب معظم الدولہ حافظ محمد یار خان بہادر حشمت جنگ کا عطا فرمایا۔ سنہ ۱۱۶۷ ہجرین مطابق سنہ ۱۷۵۴ عیسوی

انتقال نواب سعد اللہ خان

نواب سعد اللہ بہادر پسر سومی و قایم مقام نواب علی محمد خان نے وفات پائی حافظ الملک بہادر کو انتقال سعد اللہ خان کا بڑا صدمہ ہوا کہ اکو مثل فرزندون اپنی کے بعد وفات نواب مذکور پرورش کیا اور اپنی ہاتہہ سے دستار علی محمد خان کی انکی سر پر رکہی تہی اور انہین کو جانشین نواب علی محمد خان کا گردانا تہا چنانچہ زیادہ تر یہہ سبب بہی تہا کہ نواب عبد اللہ خان و نواب فیض اللہ پسران کلان نواب علی محمد خان مرحوم بباطن حافظ الملک بہادر سے گونہ خلش رکہتے تہے۔ مصنف سیر المتاخرین نے ازراہ غلطی سعد اللہ خان کو

داماد حافظ رحمت خان بہادر کا لکھا ہے اِس شخص کی طرز تحریر عبارت
سی ایسا پایا جاتا ہے کہ یہہ شخص بکدام وجہ من الوجوہ حافظ الملک
بہادر سی خصومت رکھتا تہا۔ یہہ امر بالکل غلط ہی دختران حافظ الملک
بہادر سی کوئی دختر اولاد نواب علی محمد خان مین منعقد نہین ہوئی البتہ
اولاد نواب علی محمد خان سی چند عورتین خاندان حافظ الملک مین منعقد ہوئے
ہین۔ اول دختر نواب علی محمد خان بہ نواب عنایت خان ابن حافظ
الملک دوم دختر نواب فیض اللہ خان بہ نواب محمد اکبر خان ابن
حافظ رحمت خان سوم دختر نواب کاظم علیخان بہ محمد مجتبی خان
نبیرہ نواب محمد اکبر خان مگر البتہ خاندان نواب امیر الدولہ بہادر شمشیر
جنگ مورث اعلی ریاست ٹونک سی کہ وطن قدیم اونکا سنبہل ہے
و نیز نجیبال ہنقوی کہ وہ نسل سٹرن سی سالار زی بیزوال ہین اس
قسم کی رشتہ داریان ہوئین ہین کہ خاندان حافظ رحمت
خان بہادر سی دو ایک دختر خاندان نواب امیر خان بہادر مین
منعقد ہوئی ہین و خاندان نواب امیر الدولہ بہادر سی چند مستورات
خاندان نواب حافظ الملک بہادر مین منسلک ہوئی ہین و خاندان

غالب جنگ سے یعنے نواب احمد خان

بنگش رئیس فرخ آباد سے بہی ایک دختر مسماۃ بادشاہ بیگم عرف بچیا بیگم
خاندان نواب حافظ الملک بہادر مین سعد اللہ خان خلف نواب محمد عمر خان سے
منعقد ہوئی ہے و یک دختر عبد الرشید خان از خاندان حافظ الملک بہادر بمقام
نانپارہ بہ امیر حسن خان عرف ننہو صاحب فرزند فتح بہادر خان سے منعقد ہوئی
پس از چند سال بعد زمانہ غدر دو مستورات خاندان حافظ الملک سے یعنی دختران
سلطان حسن خان نبیرہ احمد یار خان مرحوم خاندان نواب شاہجہان بیگم
صاحبہ والیہ ریاست بہوپال مین بہی منعقد ہوئی تہین مگر دونون کا انتقال ہوگیا چنانچہ
اب سلطان علیخان خلف نواب سلطان حسن خان مرحوم بہوپال مین تا حال قیام
رکہتے ہین ور ریاست سے مشاہرہ مناسب پاتے ہین اور ایک دختر بنت
محمد عابد علیخان مرحوم خاندان حافظ الملک سے لکہنؤ مین نظام الدین احمد خان
خلف تہور خان بہادر ابن فیض خان بہادر رسالہ دار سے منعقد ہوئی تہی
اوسکا بہی انتقال ہوگیا اور ایک دختر نیاز علیخان مرحوم بہ عبد العزیز خان ساکن
ملیح آباد سے بہی منعقد ہوئی ہے علاوہ ازین بعد غدر بعض بعض مستورات خاندان حافظ الملک

بہادر سے دیگر مقامات پر بہی منعقد ہوئی ہین کہ صحیح طور پر راقم کو اونکے حالات دریافت نہین ہے ع چہی گفتم ودر چہ پرداختم ٭ کجا بود اشہب کجا تاختم ٭
القصہ بعد وفات نواب سعد اللہ خان کے تمامی ریاست روہیلکہنڈ یعنے بریلی وپیلی بہیت وسنبہل ومرادآباد وامروہہ وشاہجہان پور ورامپور وبدایون وانولہ ونانکمتہ وسہسوان واجہیانی وسرولی وبسولی وشاہ آباد وٹہاکر دوارہ وچو محلہ وریہر وا اٹاوہ وشنکوہ آباد وحین پوری ودیگر دیہات وپرگنات وغیرہ تا دامن کوہ حد شرقی قریب خیرآباد تک کہ کل آمدنی جسکی ایک کروڑ تیس لاکہہ روپیہ سالانہ کی تہی منجملہ اوسکے پینتالیس لاکہہ روپیہ سالانہ کا ملک جاگیرداران ورسالہ داران وغیرہ پر علی قدر مراتب منقسم تہا وپچاسی لاکہہ روپیہ سالانہ کا ملک خالصہ زیر حکومت وتنبیہ انتظام حافظ الملک بہادر مین رہا نواب عبد اللہ خان رئیس شاہجہان پور ونواب دوندیخان ونواب فیض اللہ خان اور بخشی سردار خان وغیرہ کل روسا روہیلکہنڈ ماتحت حافظ الملک بہادر کے رہے ۔

نواب فیض اللہ خان کا دوبارہ رامپور پر قابض ہونا ۔

دوبارہ وجہ عنایت رامپور کی نواب فیض اللہ خان کو یہہ ہوئی کہ نواب فیض اللہ خان بحکم حافظ الملک بہادر رامپور چہوڑکر بریلی مین رہتے تہی جیسا

کہ اوپر تحریر ہو چکا ہے - چونکہ حافظ الملک بہادر کو اولاد نواب علی محمد خان کی
ساتھہ ہر طرح رعایت اور خاطر داری منظور تھی لیکن انکے بعض بیجا باتون سے
مجبور ہو کر بطور چشم نمائی اسقدر سی بیدخل کر دیا تھا مگر نوبت وغیرہ انکی دروازہ پر
بریلی مین بدستور سابق بجتی تھی ایک روز اتفاقاً نواب عنایت خان خلف اکبر حافظ
الملک بہادر کہ جنھون نی ہنگام جنگ بہاؤ جھنکو وغیرہ مرہٹیہ بحضور احمد شاہ
درانی کارنمایان کئی تھے و نیز خلعت و خطاب نوابی کا شاہ موصوف سی پایا
تھا وہ اپنی شجاعت کے غرہ مین اکثر حرکات خلاف مزاج حافظ رحمت خان
بہادر کے عمل مین لاتی تھے کہ بعض اوقات حافظ الملک بہادر اون کی
طرف سی رنجیدہ خاطر ہو کر کلمہ جوانمرگ کا اونکے حق مین ارشاد فرماتی تھے
اور قیام اون کا بھی شہر بریلی مین رہتا تھا اونھون نے ایکروز صدائے نوبت نواب
فیض اللہ خان کی سنکر یہہ فرمایا کہ نوبت انکی بیٹھکوا دو یہہ ہمارے شہر مین رہکر نوبت
اپنے دروازہ پر کیون بجواتی ہین چنانچہ حسب الحکم نواب عنایت خان کے ملازمون
نے ایسا ہی کیا کہ نوبت نواب فیض اللہ خان کی بیٹھکوا دی اس امر کا رنج قلق نواب
فیض اللہ خانکو گذرا اور فریاد و شکایت نواب عنایت خان کی تیئین ہیبت مین جاکر نواب حافظ
رحمت خان سی کی حافظ الملک بہادر نی سنکر یہہ کہا کہ ہان وہ جوانمرگ ایسا ہی خودسر ہو گیا ہے

اچھا تمہارا رامپور ہمنی تمپر سجال کیا تم وہان جاکر بدستور نوبت بجواؤ چنانچہ نواب فیض اللہ خان حافظ الملک بہادر سے مرخص ہوکر دوبارہ قابض رامپور وغیرہ کے ہوے کہ جنکی اولاد مین ریاست رامپور اسوقت تک موجود ہے۔

فرستادن نواب حافظ الملک نواب عنایت خان را بکمک نواب شجاع الدولہ

بعد ازین سنہ ۱۱۷۷ ہجری م ۱۷۶۳ء کے نواب قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ سرکار انگریزی سے شکست پاکر نواب شجاع الدولہ بہادر سے خواستگار امداد ہوی نواب شجاع الدولہ بہادر نے اسباب مین حافظ الملک بہادر سے بہی استعانت چاہی چنانچہ نواب حافظ الملک نے حسب استدعاے نواب شجاع الدولہ اپنے فرزند کلان یعنی نواب عنایت خان بہادر کو معہ چند امیر ان تدبیر و رسالہ دار ذی اقتدار یعنی خان محمد خان و محمد میر خان۔ و رحمت خان۔ و مستقیم خان۔ و میر باز خان۔ و سیف الدین خان۔ با جمعیت دوازدہ ہزار پیادہ و سوار براے کمک روانہ کیا۔ اثنا راہ مین درمیان افغانان لشکر نواب عنایت خان و گشائیان ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر کے گاوکشی پر فساد برپا ہوا۔ کہ قریب دو ہزار کس

کستانپن یعنی ناگمہ۔ رسالہ بینی بہادر و ہمت بہادر وغیرہ اور پچاس آدمی
افغان لشکر نواب عنایت خان سی مجروح و مقتول ہوئے سمجھتا۔
بر موجب نواب عنایت خان بہادر نے اپنے لشکر کا ڈیرا و لشکر نواب وزیر
سی علاحدہ و یک گروہ جدا رکھنا بہتر سمجھا کہ اغلب گنگا کو کشتی سی پار نہ ہیگر
سپاہ اپر کوئی صورت فساد پیدا ہوئین بر اسی کہ گنگ نواب موصوف آیا ہون
ہمراہی خنگ یا بہی اوانہین دنون مین ہمت خان پسر دوم حافظ الملک بہادر نے
انتقال کیا اس حادثہ سی رنج والمزاج حافظ الملک بہادر پر طاری ہوا۔

شکست یافتن نواب شجاع الدولہ بمقام بکسر از صاحبان انگریز بہادر و آمدن بہ نزد حافظ الملک بہادر و پیلکہنیدہ

بعد ازین جو کہ نواب شجاع الدولہ نے نواب قاسم علیخان کے
ساتھہ خلاف عہد کیا تھا یعنی بمقام بکسر بوجہ سازش بینی بہادر و فرار شدن سواران
مغلیہ کہ خزانہ نواب موصوف کا لوٹ کر گریزان ہو گئے جسکی تاریخ کسی نے کل گیون کہی ہے
۱۱۷۸ ہجری مین سرکار انگریزی سی شکست کہا کر نہایت غمگین و پریشان مع عیال و
اطفال بریلی مین داخل ہوئے او عیال و اطفال اپنے بریلی مین چھوڑ کر دار الریاست
پیلی بہیت مین حافظ الملک بہادر پاس پہونچے۔ اور شکست سی چشم پر آب ہو کر

حافظ الملک بہادر سے امداد چاہی نواب حافظ رحمت خان کمال تعہد وتدارات نواب وزیر اودہ سے پیش آئے اور کمک دینی کا اقرار کیا ہر چند کہ بعض مفسدون نے اون زمانہ مین حافظ الملک بہادر سے پوشیدہ یہہ عرض کیا کہ ایسی وقت مین آپ نواب شجاع الدولہ بہادر کو قید کر لین تو سرکار انگریزی نہایت رضامند ہو کر یقین ہے کہ تمامی ملک اودہ مع توابع اوسکی آپ کو دیدیگی اور آپ سرکار انگریزی سے عہد وپیمان کر لین یہہ بات سنکر حافظ رحمت خان بہادر نے فرمایا کہ استغفر اللہ یہہ کام بہادرون کا نہین بلکہ نامردون کا ہے کہ جو سردار اپنے اوپر اعتماد کر کے اونکی ملک مین پناہ لی۔ اور وہ اوسکے ساتھہ بدنامی پیش آوے دوم یہہ کہ نواب وزیر مجکو لخت جگر صاحب کا فرماتے ہین مین اونکی ساتھہ فریب کرنا نہایت جبن اور نامردی سمجھتا ہون بلکہ اعانت نواب صاحب کی مجپر ہر طور واجب ہے نواب عنایت خان بہادر کو مع فوج ہفت ہزار پیادہ سوار ہمراہی کمک نواب شجاع الدولہ کے ہمراہ کر دیا۔ اور جبتک نواب وزیر وطن رہے بکمال خاطر داری و مہمان نوازی پیش آئے چنانچہ در ایام قیام بریلی بوجہ ہمسنی درمیان معین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر و نواب معز الخان خان ابن حافظ الملک بہادر کے ارتباط زیادہ ہو گیا بہا الحاصل نواب شجاع الدولہ بہادر بغرض مقابلہ سرکار انگریزی مع نواب عنایت خان

بہادر روانہ کوچ کیا - اور فرخ آباد مین تشریف لائی اور یہان آکر غالب جنگ نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد سے بہی مدد چاہی نواب احمد خان نے نواب وزیر اودہ سے یہہ کہا کہ مجہکو آپکی امداد کرنے مین کوئی عذر نہین ہے لیکن صلاح بہتر یہی ہے کہ آپ حتی الامکان اب انگریزون سے صلح کرلین نوبت بہ اینجا رسید کہ آپ کی فوج ہمراہی شکست خوردہ ہے بمقابلہ افواج سرکار انگریزی ہرگز جوانمردی نکرسکیگی اور گریزان ہوگی علاوہ ازین بافعل خزانہ ایکا توم جملہ ہنگام گریز لوٹ لیگئے ہے بہنوز جس کسی قدر سو بہی یہہ بہی وقت ہوگی نواب وزیر نے رائے احمد خان بنگش کی پسند کرکی بظاہر رائے منقادیکوچ کیا مگر بباطن صلح مد نظر ہے اور انجام کار السیاہی ظہور مین آیا کہ حضرت نواب غازی الدین خان بہادر و ملہار راؤ کے باہم صلح ہوگئے غرضکہ بعد صلح نواب شجاع الدولہ و سرکار انگریزی نواب عنایت خان بہادر اپنی ملک کو واپس تشریف لائے - نقل مشہور ہے - کہ بعد صلح بحکم گورنر جنرل بہادر نواب شجاع الدولہ بہادر نے اپنا خیمہ و لشکر مقام فرودگاہ سی پانچ کوس پیچہے ہٹایا اور نواب گورنر جنرل بہادر نے اپنا خیمہ و لشکر اوس مقام پر کیا کہ جہان پر لشکر نواب شجاع الدولہ کا تہا - اور نواب عنایت خان بہادر نے اپنا خیمہ و لشکر اوسی مقام پر کیا کہ جہان تہا - نواب گورنر جنرل بہادر نے - لشکر نواب عنایت خان دیکہکر یہہ کہلا بہیجا کہ آپ نواب وزیر کی کمک کو آیا تہا جبکہ نواب وزیر نے اپنا

لشکر جمیع پیچھے ہٹایا آپنے ساتہہ لوگونکو کوچ کیون کیا ہماری ساتہہ آپکو جنگ منظور ہے
نواب عنایت خان بہادر نے جواب اسکا نواب گورنر جنرل بہادر سے کہلا بہیجا کہ نواب وزیر سے
اور آپ سے صلح ہوگئی اور مین بیشک اونہین کے کمک کو آیا تہا آپ پاس لڑنے جیسی مرضی حضرت
کرین مجھے سرکار انگریزی سے بیکار لڑنا منظور نہین ہے آپ تشریف لیجائین جب میرا جی چاہیگا مین
بہی کوچ کرجاونگا مدت مدید ان جگہ سے بافضال خدا قدم کبھی پیچھے نہین سرکا ہے آپ جانین یا ور
نواب شجاع الدولہ جانین یہہ جواب سنکر نواب گورنر جنرل نے فرمایا کہ اچھا انکا اختیار ہے ہمکو غرض
نواب شجاع الدولہ بہادر کی تہے وہ لشکر اپنا پیچھے ہٹا لیگی آپ جبتک چاہین یہین چند روز رہین
چنانچہ تین روز بعد اسکے نواب عنایت خان بہادر نے بہی مع لشکر اوس مقام سے کوچ
کیا تین دن تک میدان جنگ چہوڑا اسی سال مین ایک طوائف برقی نام نہایت
حسینہ وجمیلہ قلعہ عظیم آباد و مرشدآباد وغیرہ سے بخیال ملازمت نواب وزیر
اودہ وارد ہوئی ہنوز نواب صاحب تک نہ پہونچی کہ نظر عنایت خان
بہادر کے اوس پر پڑی طوائف سمجہکر اوسکو طلب کیا تو اوس
طوائف نے حاضر ہونے مین انکار کیا
اور یہہ کہلا بہیجا کہ مین برائے ملازمت نواب
وزیر اودہ آئی ہون وہ پٹھان مجھی کیا نوکر رکہین گے

مین لاکہ روپیہ یا ہو اسی کم ملازمت نکرون گی یہ جواب لوسکا سنکر فوراً نواب عنایت
خان نے مبلغ لاکہہ روپیہ اوسکو بہجواکر اپنے ملازمون سے کہاکہ ابہی اوسکو اپنی ساتہہ لی آؤ چنانچہ کارپر
دازان نواب عنایت خان نے ایسا ہی کیا۔ کہ اوسی فوراً سے لے آئے وہ عورت بہہ سبب حشمی و
نوازش نواب عنایت خانکی دیکہکر نہایت راضی اور خوش ہوئے چونکہ نواب عنایت خان بہی
وجیہ و شکیل جوان تہی اوسنی بہر انکی مفارقت گوارہ نکی عقد کرکے گہر مین بیٹہہ گئی چنانچہ اوسکی
بطن سے نواب عنایت خان کا ایک فرزند بجیات نواب حافظ الملک بہادر تولد
ہوا کہ نام اوسکا یحیی خان رکہا گیا بعد انتقال نواب عنایت خان و شہادت
حافظ الملک نواب محبت خان بہادر نے بخیال دور اندیشی اپنا عقد اوس نیکبخت سے کرلیا
لیکن نواب صاحب موصوف کی کوئی اولاد اوسکی بطن سے نہین ہوئی **القصہ** بعد ازین
حافظ الملک بہادر نے عقد اپنی بعض اخلاف کا کیا۔ یعنی نواب ارادت خان کو با دختر
نواب عبد اللہ خان شاہجہانپوری منعقد کیا و نواب محبت خان کو با دختر عبد الستار
خان منعقد کیا چند روز بعد ازان نواب حافظ محمد یار خان کا نکاح با دختر محمد خان کمال
زئی جو بعہدۂ جمعداری مشہور تہے کیا و نواب حسن خان کا عقد صبیہ محب اللہ
خان خلف نواب دوندیخان سے ساتہہ کیا و نواب ذوالفقار خان کو
با دختر کمال زئی خان منعقد کیا و نواب محمد دیدار خان کا عقد بہ صبیہ

میرخان بارڈ کیا سنہ ۱۱۸۱ہجری مین نواب حافظ رحمت خان نے بصرف مبلغ تین لاکھ روپیہ
پیلی بہیت مین جامع مسجد بنوائی جسکی تاریخ المسجد بیت المتقین ہے انہین دنون مین ایک
شب نواب میرزا علیخان دلاور جنگ و نواب سالار جنگ نے بمقام فیض آباد آتشبازی اپنے
مکان پر کثرت چہوڑائی اتفاق سے ایک ہوائی نواب شجاع الدولہ کے مکان مین خاص نواب
صاحب کے پلنگ پر آگری اور دریافت ہوا کہ یہہ آتشبازی ہر دو نوابان موصوف الصدر کے
یہان داغی جاتی تہی اسوقت نواب شجاع الدولہ بہادر نے برہم ہوکر یہہ فرمایا کہ ہر دو صاحبان سے
یہہ کہدو کہ وہ شہر سے چلے جاوین چنانچہ ہر دو نواب موصوف بآزردہ خاطری فیض آباد
سے روانہ ہوکر ملک روہیلکہنڈ نواب حافظ الملک بہادر کے پاس چلے گئے حافظ
الملک بہادر نہایت خاطرداری سے پیش آئے اور کوئی دقیقہ لوازم مہمانداری کا
فروگذاشت نہین کیا و بارسال خطوط ان دونون صاحبان کی صفائی نواب شجاع الدولہ
بہادر سے کرادی چنانچہ نواب جناب موصوف الصدر نے ہر دو نوابان معزز الیہا کو پہر فیض
آباد مین طلب کر لیا ۔ عرصہ کم و زاید ایک ماہ سے ہر دو صاحبان موصوفین کا قیام
بحضرت نواب حافظ الملک بہادر رہا اس درمیان مین فیما بین نواب محبت خان
بہادر و نواب دلاور جنگ کے اتحاد زیادہ ہوگیا ۔ درمیان نواب سالار
جنگ و نواب ارادت خان ابن حافظ الملک کے اتحاد بڑہا سنہ ۱۱۸۲ ہجری

مین دوبارہ نواب شجاع الدولہ و نواب نجیب الدولہ مہاراجہ سیندھیہ بہادر ملک کو
بنا بر کمک ہمراہ لیکر عازم فرخ آباد ہوے حافظ الملک بہادر بابت [illegible] نواب احمد
خان برائے استعانت روانہ ہوکر بمقام اوسہت پہونچے تھے کہ نواب نجیب الدولہ
نے بمقام ہاپوڑ انتقال کیا اس واقعہ سے حافظ رحمت خان بہادر کو رنج ہوا اور مہاراجہ
سیندھیہ بہادر ملکہ محمد ضابطہ خان کو لیکر راہی اوسطرف کے ہوئے ملک [illegible]
کہ ایک عرصہ سے زیر حکومت نواب حافظ الملک بہادر کے تھا [illegible]
قبضہ مین لانے ہرچند ارادہ کیا گیا لیکن ملک مذکور قبضہ اہالیان دولت سے نکل
گیا اسی درمیان مین بہرام جنگ نواب دوندیخان بہادر کا انتقال ہوا حافظ
الملک بہادر بہم تعزیت تشریف لیجاکر چہل روز بسولی مین قیام پذیر رہے
ملک مال اونکی اولاد پر تقسیم کرکے جانب پیلی بہیت مراجعت فرمائی ١١٨٥
ہجری مین حضرت شاہ عالم بادشاہ حسب التماس نواب احمد خان
بنگش قصد فدائی فرخ آباد ہوئے [illegible] راہ مین [illegible] نواب
احمد خان نے انتقال کیا

عزم فرمودن شاہ عالم [illegible]
مرہٹہ بہ نجیب آباد و شکست خوردن [illegible]

محمد ضابطہ خان معہ نواب فیض اللہ خان

پس شاہ والاجاہ باجمعیت مرہٹہ عازم نجیب آباد ہوے اور نواب
محمد ضابطہ خان پر حملہ کیا محمد ضابطہ خان معہ نواب فیض اللہ خان کے
مقابلہ پیش آئے آخر کار شکست پاکر ۔ داخل
روہیلکھنڈ ہوئے ۔ تعاقب مین اونکے مرہٹون نے
روہیلکھنڈ پر چڑہائی کی اوسروزون نواب حافظ الملک بہادر بنا بر اداے
رسم تعزیت نواب احمد خان بنگش کے فرخ آباد تشریف لیگئی ہوئی تہی مظفر جنگ
بکمال مدارات پیش آئے اور کوئی دقیقہ لوازم مہمانداری وحفظ مراتب بزرگ
داشت کا فروگذاشت نکیا بعد از چندروز فرخ آباد سے معاودت کی تہی
کہ خبر فوج کشی مرہٹہ وغیرہ جانب روہیلکھنڈ دریافت ہوئی ونیز یہہ خبر نواب
شجاع الدولہ کو بہی بمقام قصبہ مہان کا ہرون سی دریافت ہوئی متردد ہوکر
باین خیال کہ شعر ۔ سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل ؛؛ چو پر شد نشاید گذشتن
بہ پیل ؛؛ ۔ مہان سی بمقام شاہ آباد کوچ کیا ۔ بمقام مذکور پہونچی
تہے کہ محمد ضابطہ خان بہے وہان پہونچے نواب موصوف
نے محمد ضابطہ خان کی تسلی کی وبخیال

دوراندیشی کپتان ہارپر صاحب بہادر کو بخدمت نواب حافظ الملک بہادر
بہ طلب کمک روانہ کیا حافظ الملک نے خبر آمد صاحب موصوف کی سنکر
نواب محبت خان اپنی فرزند کو برائی استقبال چند کوس روانہ کیا و ہنگام
ملاقات نائب فرنش خود اکر لیگئی و بکمال مدارات پیش آئے اور کمک پر
مستعد ہو کر فوراً احمد خان خلف بخشی سردار خانکو برائے الستداد
روانہ کیا چند روز باہم جنگ و جدال رہی چونکہ بمقابلہ اوس فوج گران کا
احمد خان کی فوج [illegible] لہذا حافظ الملک بہادر بذات خود معہ لشکر
جرار روانہ ہو کر مقام مذکور پر پہونچے اور لڑائی شروع ہوئی ایکروز مرہٹون نے دہوکا
دیکر شب خون حافظ الملک بہادر کے لشکر پر مارا اور خیمہ احمد خان کو
دایرۂ دولت حافظ الملک بہادر کا تصور کر کے جا پڑے۔ و بعد از جنگ
جدال بسیار احمد خان کو گرفتار کر لیگئی اوسوقت اکثر اشخاص غمخوار نے
حافظ الملک بہادر سے عرض کیا کہ یہہ مقام مخدوش ہے یہان خیمہ حضور کا
نصب رہنا قرین مصلحت نہین لیکن حافظ الملک بہادر نے کچھہ خیال نہ
فرمایا اور خیمہ اپنا از راہ جرئت و دلاوری ہرگز وہانسے نہ ہٹایا اور مقام ننگا پور
جنگ طرفین سے شروع ہوئی احمد خان کی رہائی کا معاملہ صلح پر لا کہ

روپیہ پر قرار پایا حافظ الملک بہادر سے ذولاکھہ روپیہ اپنی پاس سے دیکر احمد
خان کو قید مرہٹہ سی رہائی دلوائی اِس درمیان مین صاحبان انگریز و نواب
شجاع الدولہ بہادر بہی وہان جا پہونچی اور گفتگو سے معاملہ جانبین سی شروع ہوے
آخر کار بعد جنگ و پیکار بسیار بمعرفت صاحبان انگریز بہادر و نواب شجاع
الدولہ کی چالیس لاکھہ روپیہ پر فیصلہ ہوا کہ بعد دینے مبلغان مذکور کے
محمد ضابطہ خان سی ہکو مزاحمت نہوگی پس اطمینان مرہٹون کا نواب
شجاع الدولہ نے کردیا مگر پاس حمیت افغانی تمسک چالیس لاکھہ
روپیہ کا بطور عہد نامہ نواب شجاع الدولہ کو حافظ الملک بہادر نے بموجب
استدعا سے نواب موصوف بتاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۱۸۵ھ ہجری مطابق ۱۸
جولائی ۱۷۷۲ء عیسوی کی متضمن اس مضمون کا لکھدیا کہ اگر نواب شجاع
الدولہ مرہٹون کو ہمارے ملک سے خواہ لڑکر خواہ صلح سی نکالدین تو ہم دس
لاکھہ روپیہ نقد دینگے اور تیس لاکھہ تین سال مین من ابتدا سے ۱۱۶۰ف
لغایت ۱۱۶۲ سنہ فصلی اداکردینگے بعد تحریر اس عہد نامہ سے کے مرہٹہ اپنی ملک
کو راہی ہوئے اور محمد ضابطہ خان نے از سر نو اپنی ملک پر قبضہ پایا حافظ
الملک بہادر نے دار الریاست میں بہت بین ہوپنچکر محمد ضابطہ خان نے

کہلا بھیجا کہ اگر یکمرتبہ اتنا روپیہ ادا کرنا ممکن ہے تو بتدریج صورت ادا کرنا چاہئے محمد ضابطہ خان نے صاف انکار کیا تب حافظ الملک نے روپیہ مندرجہ تمسک ذمہ اپنے واجب الادا سمجھکر منجملہ چالیس لاکھ کے مبلغ پانچ لاکھ روپیہ اپنے پاس سے نواب شجاع الدولہ کو روانہ کیا پینتیس لاکھ روپیہ باقی رہا۔ اور اسی سالمین بحشمتی سرداران افغانی تقضا کی بعد ازمن نواب عنایت خان خلف کلان حافظ الملک بہادر نے باغوائے بعض مفسدان راہ سعادت مندی کو چھوڑکر نواب حافظ الملک سے مقابلہ کیا آخرکار منفعل ہو کر اور خود شکست اٹھا کر پاس نواب شجاع الدولہ کے چلے گئے اسی ایام میں شیخ محمد کبیر خان نے وفات پائی حافظ الملک بہادر کو نہایت غم و الم ہوا بعد چند روز کے وہاں پہنچکر عفو تقصیرات چاہا حافظ الملک بہادر نے حسب سفارش نواب شجاع الدولہ بمقتضائے شفقت پدری قصور نواب عنایت خان کے معاف کئے۔ لیکن نواب عنایت خان کو بوفور خجالت طرح طرح کے عوارضات نے گھیرا اور درد مثانہ سے نہایت تکلیف پہونچی حافظ الملک بسبب عارضہ عنایت خان کے کمال فکرمند و متردد رہتے تھے۔

آمدن نواب نجف خان و مہاراجہ ہلکر و بہ تسخیر ملک نواب

شجاع الدولہ و اجازت راہ گزر و امداد خواستن از نواب حافظ الملک بہادر

کہ ۱۱۸۵ ہجری مین نواب نجف خان سے نے مہاراجہ سیندھیا و راجہ ہلکر کو متفق کر کے ارادہ تسخیر ملک نواب شجاع الدولہ کا مصمم کیا اور نامہ بدرخواست امداد پاس حافظ الملک بہادر کی بہیجا اور اجازت راہ گذر چاہی اور طرح طرح کی منافع تحریر کیے اور یہہ لکہا کہ ملک نواب شجاع الدولہ سی ملیگا ہم نصف آپکو دینگے لیکن حافظ الملک نے بلحاظ استحکام پذیر ہونے ابدا اتحاد نواب شجاع الدولہ کے سرگشت نواب نجف خان کو صاف انکار کیا اور نواب شجاع الدولہ کو بذریعہ خط اس حال سی اطلاع دی نواب شجاع الدولہ نے حافظ الملک بہادر کی خدمت مین شاہ مدن صاحب کو کہ خلیفہ دریائتی سید اسحاق صاحب بمقام ٹونک و چند اشخاص از مردوزن ہنوز شاہجہان پور مین موجود ہین روانہ کیا اور خط مین لکہا کہ جو باتین کہین اوسکو منزل خاص میری گفتگو کی سمجھیگا القصہ شاہ مدن صاحب نے نواب حافظ رحمت خان کی خدمت مین پہونچکر نواب شجاع الدولہ کی طرف سے بیان کیا کہ اگر آپ امداد نجف خان کی نہ کرینگے اور مرہٹون وغیرہ کو شکست ہوگی تو ملک اٹاوہ دوبارہ آپکی قبضہ مین آجاویگا اور جو مبلغ پینتیس لاکہہ روپیہ بابت

معاملہ محمد ضابطہ خاں کی باقی میں رہ گیا بنا بر پیشنگی حافظ الملک بہادر نے شاہ مدن کی
گفتگو پر اعتماد کامل کیا اور مرہٹوں سے جنگ پر آمادہ ہوئے اور امداد نواب شجاع الدولہ
کی متقدم جانے نواب نجف خان نے جبکہ اس حال سے اطلاع پائی جانب روہیلکھنڈ پھری
کی اور حافظ الملک بہادر بھی سامان جنگ درست کر کے سد راہ مرہٹوں کی
ہوئے بمقام رام گھاٹ جنگ شروع ہوئی تھا کہ عین معرکہ میں ایک عرضی از
طرف صندل خان نواب ناظر [illegible] کہ جسکا آباد کیا ہوا محلہ [illegible] بازار
صندل خان شہر پیلی بھیت میں واقع ہے اس مراد سے پہونچی کہ بتاریخ [illegible] سنہ ہجری
مطابق ۱۷۷۲ع کے نواب عنایت خان نے انتقال کیا بدریافت اس خبر وحشت
اثر کے حافظ الملک بہادر کو ملال رنج و صدمہ ہوا جو کہ نواب شجاع الدولہ [illegible]
[illegible] جنرل بارکر صاحب بہادر [illegible] مدد مرہٹوں کے مقابلہ میں [illegible]
[illegible] پاس نواب شجاع الدولہ کے پہونچے جنرل بارکر صاحب سے ملاقات [illegible]
مرہٹوں سے [illegible] شروع [illegible] معرکۂ کارزار ہو آخر کار بعد جنگ و جدال
[illegible] نواب شجاع الدولہ بہادر نے باہمداد جنرل بارکر صاحب و حافظ الملک بہادر کے
مرہٹوں کو شکست دی مرہٹوں نے اس مقام سے فرار ہو کر ارادہ تسخیر مراد آباد و بلوکہ
حافظ رحمت خان بہادر مقبوضہ نواب دوندی خان کا کیا حافظ الملک نے یہہ خبر

سنتے ہی جانب مراد آباد کوچ کیا اور مرہٹوں وغیرہ کو اس ارادہ سے باز رکھا
اور نکال دیا اور جانب بریلی مراجعت فرمائی بعد ازین نواب شجاع الدولہ بہادر مع
جنرل چاپکمین صاحب بطریق ادای رسم تعزیت نواب عنایت خان مرحوم بریلی مین
تشریف لائے بعد فاتحہ خوانی وغیرہ کے نواب شجاع الدولہ نے تخلیہ مین حافظ الملک
بہادر سے یہہ کہا کہ ہم نے تمام افسران فوج انگریزی کو متفق کر لیا ہے مناسب وقت
یہہ ہے کہ اس بات کو غنیمت سمجھکر صاحبان انگریز کو گرفتار کر لو حافظ الملک نے
جواب دیا کہ میری نزدیک یہہ امر قرین مصلحت نہین ہے انجام اسکا اچھا نہوگا
نواب شجاع الدولہ نے فرمایا کہ اگر یہہ بات مناسب نہین ہے تو ہم اور آپ
باہم ہوکر انگریزون سے مقابلہ کرین نواب حافظ رحمت خان نے کہا کہ بالفعل یہہ امر بہی
ہم اپنی طاقت سے باہر دیکھتے ہین البتہ اگر تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی معاونت اور
دستگیری کرے تو ممکن الوقوع ہے ورنہ خام خیالی ہے مثل کمبر کے بہر شکست
پائیگا نواب شجاع الدولہ نے اس بات کو پسند کر کے عرضداشت بخدمت
تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی شعر بہ تشریف آوری ہندوستان تحریر کر کے
حوالہ حافظ الملک بہادر کی بدینوجہ کے کہ عہدہ سفارت ہند متعلق بہ حافظ الملک
تہا اور خود مع جنرل چاپکمین صاحب بہادر جانب اودہ کوچ کیا ۔ حافظ الملک

سے نے بعد تشریف بری نواب وزیر کی خان محمد خان اپنی ہمشیرہ زادے کو سعادت الدولہ
عبد اللہ خان کشمیری واسطے واپس کرنے تمسک مذکورہ بالا کے روانہ کیا خان
محمد خان بہادر بلا تجدید نواب موصوف پہونچکر تمسک طلب کیا نواب
شجاع الدولہ نے چند روز لیت و لعل امروز فردا مین گذرا مین جسکہ خان محمد خان نے
مکرر تقاضائے تمسک مذکورہ بالا کیا تو نواب شجاع الدولہ بہادر نے صاف انکار کیا
کہ ہم نے واپسی تمسک کا وعدہ نہین کیا ہے تم وہ تمسک شاہ مدن سی طلب کرو
تب خان محمد خان لفظ لعنت اللہ علی الکاذبین کہکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور شاہ مدن صاحب کے پاس آکر کیفیت گفتگوے نواب شجاع الدولہ بہادر
بیان کی شاہ صاحب موصوف نے کہا کہ بجد آمین اپنی طرف سی تمسک واپس دینے
کا وعدہ بدون حکم نواب وزیر نہین کیا تھا۔ لیکن اب کیا کیا جاوے کہ نواب صاحب
اپنے عہد سی منحرف ہو گئے مین اپنی پاس وہ تمسک نہین رکھتا ہون کہ تمکو دیدون

بیان جنگ حافظ الملک نواب شجاع الدولہ

القصہ خان محمد خان نے بآزردہ خاطری وہان سی واپس آکر سب حال سن وعن
حافظ الملک بہادر سی عرض کیا جو کہ کاروبار ریاست اور نزول متعلق خان

محمد خان سی تہا اور یہہ نواب وزیر زادہ سی کمال ناراض ہوکر آئے تہے وہ عرضی
کہ نواب شجاع الدولہ نے بجہت تیمور شاہ تحریر کرکے حوالہ حافظ الملک بہادر
کے تہی اور ایک خط بہی قبل ازین بنام حافظ الملک ارسال کیا تہا ہنوز عرضی مذکورہ
روانہ ولایت ہونے پائی تہی بلا اطلاع حافظ الملک بہادر حضرت منیر الدولہ بحضور
جنرل جانسن صاحب معہ خط روانہ کردی صاحب موصوف نی عرضی تذکرہ بلا ذریعہ
چہٹی وارن ہسٹنگز صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہند کو ارسال کی نواب موصوف
نے وہ عرضی لیکر معہ فوج جانب بنارس کوچ کیا اور نواب شجاع الدولہ کو طلب فرمایا
نواب وزیر زادہ فوراً ہنگام عشرہ محرم ۱۱۸۶ ہجری کثرت بارش با چند سواران
ہمراہی مقام بنارس داخل ہوئے وقت ملاقات بہنگام گفتگو دیگر نواب گورنر
جنرل بہادر نے وہ تحریر پیش کی نواب وزیر اوس عرضی کو دیکہکر دنگ ہوگئے
اور کچہہ جواب معقول نہ بن سکی تا دیر دم بخود رہے لیکن محمد الیچ خان نے عرض کیا کہ
یہہ تحریر بالفعل یا نقل اس تحریر کی آج آپ یہان رہنی دین کل مفصل جواب دیا جاویگا
نتیجہ انتقال اس عرضی وغیرہ کی نواب گورنر بہادر نے نواب شجاع الدولہ کے پیش
کی سوز وغم نواب صاحب نے بمشورہ محمد الیچ خان یہہ جواب دیا کہ بیشک
یہہ تحریر میری ہے اور مین نے لکہی ہے اور مہر بہی اسپر میری ہے مگر اوسوقت تحریر کی تہی

کہ جب مقام بکسر فیما بین نیاز مند و سرکار انگریزی کی تنازع واقع تہا جسدن سی کہ صلح درمیان نیاز مند و سرکار انگریزی سے ہو گئی کوئی عرضی بین بہین لکہی حافظ رحمت خان نے از راہ عداوت سند اسکی بمعرفت منیر الدولہ ارسال حضور کی ہے نواب گورنر نے فرمایا کہ ہم آپ و حافظ الملک کے نہایت دوستی ہے کہ وجہ خصومت کیا نواب شجاع الدولہ نے بیان کیا کہ میرا اسلیے پینتیس لاکھ روپیہ بابت تحریر تمسک بمقدمہ نواب محمد ضابطہ خان حافظ الملک سے چاہی ہنگام مطالبہ وہ دینی میں عذر کرتے ہین اور مین روپیہ اپنا لینا چاہتا ہون بعد ازین بگفتگوئے خوشامد آمیز و اقسام وغیرہ کے منغص مزاج نواب گورنر بہادر کو فرو کر کے یہہ کہا کہ غور فرمائیکا مقام ہے کہ اگر ول نیاز مند مین ازجانب سرکار انگریزی خدا نخواستہ کسیطرح کا خیال ہوتا تو ہنگام طلب کثرت بارش مین اسطرح جریدہ کیونکر چلا آتا ہے بہر کیف دوستدار اور نیاز مند با خلاص سرکار انگریزی کا ہون الغرض سب طور سے مزاج نواب گورنر بہادر کو فرو کر کے یہہ کہا کہ بالفعل مجکو چار مقدمہ سخت درپیش ہین امداد کی توجہ مین انکی رفع ہو سکتے ہین انشاء اللہ تعالی بعد انفراغ ان مقدمات کے مبلغ اسی لاکھ روپیہ بطور نذرانہ حضور مین پیش کش کرونگا بموجب آنکہ مصرع — زر بر سر فولاد نہی نرم شود۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے استفسار مقدمات کیا نواب شجاع الدولہ نے
کہا اول یہہ کہ مبلغ پنتیس لاکہہ روپیہ بقیہ تمسک بابت مقدمہ محمد ضابطہ خان
حافظ الملک سے دلوا یا جاوے دوسری یہہ کہ اخراج راجہ بلونت سنگہہ کا ملک
بنارس سے مجہکو منظور ہے تیسرے آپ اعانت راجہ مذکور کی نکریں تیسرے ملک کوڑہ
جہان آباد کہ چند عرصہ سے قبضہ اقتدار امیر الدولہ مین ہے بدستور زیر حکومت
میری آئے۔ چوتہے روابط اتحاد فیمابین نواب صاحب اور سرکار انگریزی جسطرح کہ مستحکم
ہین ویسی ہے بعد میرے آصف الدولہ سے استحکام پذیر رہین گے نواب
گورنر جنرل بہادر نے سوائے اخراج راجہ بلونت سنگہ کے جملہ مراتب مذکورۂ
الصدر بخیال دور اندیشی کہ سرداران ہند کا توڑنا اور کمزور کرنا ملحوظ خاطر تہا منظور
فرمائے اور دو لاکہہ دس ہزار روپیہ ماہوار خرچہ فوج کا اور چالیس ہزار روپیہ نقد لینا
قبول کرکے جانب کلکتہ مراجعت کی نواب شجاع الدولہ نے اپنی ملک مقبوضہ مین
پہونچکر پہلے محمد ضابطہ خان اور مظفر جنگ رئیس فرخ آباد کو کہ خفی استعانت
بارہا حافظ الملک بہادر نے کی تہی بطمع ہا گونہ گون اپنی ساتہہ متفق کرلیا اور بعض
سرداران وجاگیرداران حافظ الملک بہادر سے موافقت کرنیکی فکر تہی کہ خود سمیان
محب اللہ خان و فتح اللہ خان پسران نواب دوندیخان مرحوم اور احمد خان پسر

بخشی سردار خان وغیرہ نے ارادہ سے نواب شجاع الدولہ کے آگاہی
پاکر عرضیان اپنی بضمن عدم شراکت حافظ الملک بحضور نواب شجاع الدولہ بہادر
بطور اخفا ارسال کین نواب موصوف نے غنیمت جانکر ہر ایک کو وعدہ ترقی سے
خوشنود و امیدوار کیا الغرض ہر طرح اطمینان خاطر کر کے پہلی اٹاوہ وغیرہ کو مرہٹون
کی قبضہ سے نکالکر ماہ رجب ۱۱۸۷ ہجری مطابق ماہ اکتوبر ۱۷۷۳ء اپنی قبضہ مین کر لیا اور موقت
حافظ الملک بہادر نے ایک خط بخدمت نواب شجاع الدولہ بدین مضمون
تحریر کیا کہ آپ کو خوب معلوم ہے۔ کہ ملک اٹاوہ پر حسب عنایت احمد شاہ
ابدالی بدقت تمام مرہٹون کی تحت وتصرف سی نکالکر مخلص نے اپنا قبضہ کیا تھا۔
مگر بوجوہات چند در چند مصلحتاً بالفعل مرہٹون کے قبضہ مین چند روز سے چھوڑ دیا
گیا لہذا آپکو اٹاوہ وغیرہ سے دست بردار ہونا چاہئی کیونکہ روابط اتحاد مقتضی
اس امر کی ہین نواب شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ فی الحال اٹاوہ
وغیرہ مرہٹون سی قبضہ اہالیان دولت مین آیا ہے آپ کا اسمین کچھ حق
نہین حافظ الملک بہادر نے ہر چند وجوہ مناسب تحریر کئے لیکن نواب شجاع
الدولہ بہادر نے کہ انکو بنائے فساد اٹھانی منظور تہی نہ مانا اور یہہ لکھہ بھیجا کہ پہلے مبلغ
پینتیس لاکھہ روپیہ بقیہ نسبت بحید و بعدہ نسبت ملک اٹاوہ کے جو مناسب

ہوگا لکہا جائیگا اسکی جواب مین حافظ الملک بہادر نے لکہا کہ آپ نے شاہ

مدن کے زبانی جو وعدہ کیا تہا اوس پر مستحکم رہنا چاہئی اور طلب زر عزیز واجب نہ تہا

ہے نواب شجاع الدولہ بہادر نے کچہہ جواب اسکا نہ دیا اور سامان جنگ درست

کرکے راجا وائی کو مدد کو بہی بطمع دنیاوی موافق کرلیا تاکہ اعانت اور رفاقت

حافظ الملک بہادر سے باز رہے جرنل چامپین صاحب کو ہمراہ لیکر راہ فرخ آباد سے جانب

روہیلکہنڈ کوچ کیا جرنل چامپین صاحب نے از راہ مصلحت اندیشی ایک خط اس مضمون

کا حافظ الملک بہادر کو لکہا کہ اگر پینتیس لاکہہ روپیہ فی الحال ادا ہوسکے تو کچہہ وعدہ کرنا

چاہئی یا ضلع شاہجہان پور ہمارے متعلق کرنا چاہئے کہ اوسکی محاصل سے ہم زر مقرر

نواب شجاع الدولہ کا ادا کردین اور نواب کو اس ارادہ سی باز رکہین ۔ وبعد ادائے

قرضہ مذکورہ بالا شاہجہان پور آپکو واپس کیا جائیگا لہذا حافظ الملک نے پہر خطوط

بنام محمد ضابطہ خان و دیگر سرداران مذکورہ بالا کہ جو بہ ظاہر مطیع حافظ الملک اور

بہ باطن نواب شجاع الدولہ سے ساز کر چکے تہے بہ مضمون تحریر کیے

کہ اگر نواب وزیر اپنے وعدہ سی منحرف ہوگئی ہین تو کیا مضائقہ تم سب لوگ

ملکر یہہ روپیہ ادا کردو بجواب اسکی سب اشخاص نے صاف انکار کیا اور یہہ

لکہا کہ اب یہہ روپیہ تلوار کی نوک پر ہے ہم ہرگز اسکے دینے دار نہین اوسوقت دیوان

راؤ پہاڑ سنگھ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حال کفران نعمت سرداران فوج و جاگیرداران وغیرہ کا حضور پر بخوبی روشن ہے۔ اس صورت مین کار جنگ کا انجام بخیر ہونا معلوم مناسب وقت یہہ ہے کہ بوقت جنرل چاپکین صاحب کے مصالحت قرار پائی تو بہتر اگر نواب شجاع الدولہ وعدہ آئندہ پر رضامند ہون تو چھتیس ۳۵ لاکھہ روپیہ کا سرانجام اس نمک پروردہ سے ممکن الوقوع ہے نواب حافظ رحمت خان کو بسبب انتقال نواب عنایت خان و نواب دوندیخان و بخشی سردار خان و شیخ محمد کبیر عرف فتح خان خانساماں و عبدالستار خان و ملا محسن خان و پرسول خان و ملک سلیخان وغیرہ کہ رفیق جان نثار قدیم انکی ستھے اس جہان فانی سے بردا شتہ خاطر ہو کر خود آرزوے مرگ تھی دیوان مذکور کو جواب دیا کہ مین کسیکا ممنون احسان ہونا نہین چاہتا مجبور دیوان مذکور خاموش ہو رہا۔ **نقل ہے** ۔ کہ ہنگام تیاری جنگ نواب بیگم صاحبہ یعنی والدہ نواب شجاع الدولہ نے ازراہ شفقت مادری نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ مین نے حافظ الملک کو دیکھا ہے۔ وہ شخص نہایت ابرار و جوان متقی و پرہیزگار معلوم ہوتا ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ تم حافظ رحمت خان سے ارادہ جنگ کا نکرو اول تو فتحیابی دشوار دکھائی دیتا اگر تمہارے فتح بھی ہوئی تو نتیجہ اسکا اچھا نہوگا نواب شجاع الدولہ نے فہمائش اپنی والدہ مشفقہ

کی کچھ خیال مین نلائی اور آمادہ پیکار ہوئے چنانچہ انجام اوسکا ویسا ہی ظہور
مین آیا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگا اور حافظ الملک بہادر نے بغیر درست کرنے
سامان جنگ کے اور مجتمع کرنے فوج وغیرہ سے کے بتاریخ یازدہم محرم الحرام وارالریاست
پیلی بھیت سی جانب آنولہ کوچ کرکے کٹھو کال زئی خان مین خیمہ کیا نواب فیض اللہ
خان و بعض سرداروجاگیر دار وغیرہ خبر عزم حافظ الملک بہادر کے سنکر بظاہر بلا
طلب برائے شراکت حاضر ہوئے نواب شجاع الدولہ و جنرل چامپین صاحب بہے
فرخ آباد سے کوچ کرکے وارد شاہجہان پور ہوے۔ نواب عبداللہ خان رئیس
شاہجہان پور کہ جو حافظ الملک کے طرف سے انتظام شاہجہان پور پر مامور
سمجھے جاتے تھے ۔ از راہ طمع دنیوی خدمت نواب شجاع الدولہ مین حاضر ہوئے
نواب شجاع الدولہ نے مصلحتاً نواب عبداللہ خان کو خلعت عطا کیا اور
واسطے مقابلہ آقا نعمت کے ہمراہ اپنے لیکر شاہجہان پور سے کوچ کرکے
ساتھ کوس کے فاصلہ پر لشکر حافظ الملک سے خیمہ کیا حافظ الملک بہادر نے اتمام حجت نواب
شجاع الدولہ کو ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ **نقل خط** ۔ نواب صاحب
مشفق مہربان سلمہ اللہ تعالی ۔ اگر رائے سامی بہ صلح مزنگ است فبہا کہ
اللہ و اگر مستعد جنگ است بسم اللہ **شعر** جوانمردان نتابند از کسی رو

بہین چوگان ہمین میدان ہمین گوے اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ ٭ وگر جنگ جوئی
ندارم درنگ ۔ دم از مہر زن بائکین دہ پیام ٭ حکایت ہمین ختم شد والسلام
نواب شجاع الدولہ نے جواب خط کا قلم انداز کرکے ارادہ لڑنیکا کیا اور بہ
مشورہ جنرل بائکین صاحب بہین ناچار آمادگی فوج مین مشغول ہوے
کہ چہاردہ ہزار تلنگا تفویض وزیر حکومت بسنت علیخان خواجہ سرا اور محبوب علی کو
افسری و سرداری نہ ہزار پیادہ کی سپرد تہی و میر احمد سرخیل ۔ بسنت دو ہزار بندوقچیان
کہ بیشتر سپاہی تہی اور مرتضی خان بڑیچ در رسالہ با متذہاری وغیرہ میمنہ و میسرہ پہ تہیہ
جنگ آمادہ کئے منتظر ہوئی جنرل بائکین صاحب بہادر محاذی نواب حافظ الملک بہادر
و نواب شجاع الدولہ بہادر معہ نواب مظفر جنگ و محمد ضابطہ خان پس پشت لشکر
و بجانب لشکر حافظ الملک بہادر بائین طرف نواب فیض اللہ خان با پنجہزار پیادہ سوار و محمد
یار خان خلف نواب علی محمد خان مرحوم با دو ہزار مردم کارگذار نواب سعد اللہ خان خلف نواب عبد
عظیم اللہ خان اخلاف نواب دوندیخان بہادر و احمد خان خلف بخشی سردار خان و محمد خان
خلف فتح خان خانسامان و محمد مستقیم خان و عبد الجبار خان و سیف اللہ خان وغیرہ
مع رسالہ داران جمعیت قریب دوازدہ ہزار پیادہ و سوار ہاتی چہار ہزار مردان ہمیرہ
بنگاہ وغیرہ غرضکہ ہمراہ نواب شجاع الدولہ یک لک و پانزدہ ہزار سپاہ مع کمپنی تہی

[illegible]

جنرل چامپین صاحب بہادر و بمعیت حافظ الملک بہادر بھی قریب بست و شش ہزار مردان سپاہ معہ بہیر و بنگاہ وغیرہ تھے۔ **صحیح روایت ہے**
کہ قریب نصف شب کے ایک درویش در خیمہ نواب حافظ رحمت خان بہادر آئی اور
محافظان وغیرہ سی کہا کہ میری اطلاع کر دو مین حافظ رحمت خان سے ملنا چاہتا ہون
چونکہ حافظ الملک بہادر کو درویشون سے از قدیم الایام اعتقاد تہا خبر سنتی ہی درویش
مذکور کو طلب فرمالیا اونہون نے آکر بعد رسم سلام علیک بیٹہہ کر حافظ الملک سے کہا کہ حافظ
بابا تمنے مجہکو پہچانا یا نہین حافظ الملک نے شناخت سی انکار کیا تب اونہون نے کہا کہ تمکو
یاد ہوگا کہ تم نواب علی محمد خان مرحوم سی رنجیدہ خاطر ہوکر ولایت جانیکا قصد رکہتی تہے
مین نے تمکو روکا تہا روز دوم نواب علی محمد خان آکر تمہین منا لیگئی تب حافظ الملک نے فرمایا کہ
ہان یہہ بات مجہکو یاد ہے چونکہ زمانہ دراز گذرا اس باعث سی شکل آپکی فراموش ہوگئی اسوقت
آپ کیونکر تشریف لائی اوسوقت اون درویش نے کہا کہ بابا فتح منظور ہے یا شہادت حافظ الملک
نے فرمایا کہ شاہ صاحب مسلمان کے لئی مرگ شہادت سی بہتر نہین جیکی حق میں خدا تعالی قران مجید مین
فرماتا ہے بل احیاء ولکن لا تشعرون مگر یہہ ارشاد ہو کہ اس مرتبہ اگر فتح ہو جاوے تو آیندہ میری
تقدیر مین مرگ شہادت ہی یا نہین شاہ صاحب نے فرمایا نہین اوسوقت حافظ الملک بہادر نے تامل کرکے
کہا کہ شہادت تو بہر کیف منظور مگر کسیقدر اپنی اولاد و پسماندگان کا خیال ہے کہ بعد میرے ان لوگون

کیا انہونگی شاہ صاحب نی فرمایا کہ قریب دو سال کے تمہاری اولاد وغیرہ پر
البتہ تکلیف رہیگی سن بعد ان لوگونین کہ جنہون نے تم کو بچشم دیکھا ہے جب
تک ایک شخص بھی باقی رہیگا تمہاری اولاد امارت سی بسر کریگی ہرگز محتاج
نرہیگی ورنہ مخالف تمہارا بعد تمہاری شادان وفرحان رہیگا اوسوقت حافظ الملک
بہادر نے کہا کہ شاہ صاحب پس اسی امر کی مجھکو تشویش تہی اب بہر کیف شہادت
منظور ہے فتح درکار نہین شاہ صاحب نی کہا کہ حافظ بابا اس امر میں تم کامل
طور سے مضبوط ہو۔ حافظ رحمت خان نے کہا کہ ہان بفضل خدا خوب مضبوط
ہون رضینا بالقضا و شاہ صاحب یہہ بات سنکر مرحبا کہکر رخصت ہوی بعد
جانے اون درویش کے حافظ الملک بہادر نے نواب محبت خان بہادر برادر
عینی نواب عنایت خان مرحوم اپنے فرزند کو کہ ان کا خیمہ قریب خیمہ حافظ الملک
بہادر کے تہا اور ولیعہدی ریاست بہی بعد انتقال نواب عنایت خان انہین
نام قرار پائی تہی طلب فرمایا معلوم کرنا چاہیئے کہ بطن زوجہ اول سی نواب
حافظ الملک بہادر کی فقط دو دختر تولد ہوئین بعد ازان حافظ الملک نے عقد ثانی
اپنا باجدیجان کمال زئی یعنے ملک خداداد کی دختر سے کیا اونکے شکم سے تین
فرزند یعنے نواب عنایت خان و نواب محبت خان و نواب عظمت خان تولد ہوے

باقی اور اولاد ازدواج ہندیہ بہی تہی حسب اتفاق لیل از چند سال زوجہ ثانیہ حافظ
الملک بہادر یعنی حبیبہ خان کمال زئی والدہ نواب عنایت خان وغیرہ نے
انتقال کیا چنانچہ ان ہرسہ فرزند کو زوجہ کلان حافظ الملک نے پرورش کیا اور
نواب محبت خان کو فرزند خاص بنا گردانا کہ ہر دو دختر اونکی اور نواب محبت خان
حقیقی بہن بھائی کہلاتی تہی کسو اصطلی کہ زوجہ کلان نواب حافظ الملک بہادر نے
بحیات زوجہ ثانیہ نواب صاحب موصوف نواب یعنی محبت خان کو اپنی فرزندی مین
لیا تہا مشہور ہے کہ زوجہ کلان نواب حافظ الملک بہادر کے نہایت قوی ہیکل تہی
تہین جب کسی کنیز یا خواص پر زیادہ خفا ہوتی تہین تو لپیٹے ایک ہاتھ سے اوسکا
شانہ یا گردن پکڑکر زمین سے اوٹہا لیتی تہین اور غصہ مین یہ فرماتی تہین کہ کیون
شرماتی کم بخت اب تجہی زمین پر پٹک دون بجز ان و لفظونکی اور کسی قسم کا
شرا کہنا یا دشنام وغیرہ دینا مطلق نہ جانتے تہین ایک مرتبہ حافظ الملک
بہادر سے کہا کہ خان مجہی کچہہ روپیہ دو نواب حافظ الملک بہادر نے فرمایا
کہ اچھا لیلو لیکن جسقدر کہ ایکمرتبہ تم اوٹہاکر بالاخانہ پر لیجا سکو چنانچہ سات ہزار
روپیہ ایک لگن مین بہر کر بیگم صاحبہ موصوفہ بے تکلف بالاخانہ پر اوٹہا لیگئین
دوم یہہ کہ ایکمرتبہ ہنگام سفر بوقت شب دو چور کسی صورت پر خیمہ کے

قنات چاک کرکے اندر آگئی نواب حافظ الملک بہادر اپنے پلنگ پر آرام مین تہی
اور دوسرے پلنگ پر بیگم صاحبہ موصوفہ آرام کرتی تہین اتفاقاً چور دنکی آہٹ سے
بیگم صاحبہ کی آنکھ کہل گئی اونہون نے فرمایا کہ سوزی تو کون ہے یہہ آواز سنکر وہ
دونون چور بہاگ گئے اور بیگم صاحبہ اونکے پیچہے دوڑین ایک چور تو اوسے
چاک قنات مین سے باہر نکل گیا اور دوسرا نکلتا تہا کہ بیگم صاحبہ نے اوس پر
ہاتہہ مارا اتفاقاً اوس کی گردن انکی ہاتہہ مین آگئی ہرچند وہ تڑپا پہڑکا لیکن انکے
ہاتہہ سے کب چھوٹ سکتا تہا یہہ معلوم ہوا کہ جیسے شیر کے پنجہ مین آجاوے
اس دارگیر مین نواب حافظ الملک بہادر بہی بیدار ہو گئے اوس چور کو گرفتار
کرکے سزائے سخت دلوائی گئی جب اگلی عورتین یہہ قوتین رکہتی تہین تو اوس
زمانہ کے مردون کا کیا کہنا۔ فی الحقیقت وہ لوگ فیل زور اور شیر دل ہوتے تہے
بیگم صاحبہ کے بہولے پن کا یہہ حال تہا کہ جب کنیزون وغیرہ کو کچہہ روپیہ چورانا
منظور ہوتا تہا تو اونسے یہہ عرض کرتے تہین کہ حضور برسات کیوجہ سے روپیہ
سیل کر خراب ہوا جاتا ہے اگر حکم ہو تو دہوپ دیدی جاوے فرماتی تہین کہ اچھا
دہوپ دیدو چنانچہ روپیہ تولکر چہتون وغیرہ پر دہوپ مین ڈال دیا جاتا
تہا اور قریب شام جب وہ تولکر رکھا جاتا تہا تو سیرون کم ہوجاتا تہا

تو اونسی دریافت فرماتی تہین کہ یہہ روپیہ کم کیون ہوگیا خواصین عرض کر دیتے
تہین کہ حضور روپیہ سیلا ہوا تہا اسقدر دہوپ مین خشک ہوگیا تو یقین کر لیتی
تہین اور کچہہ باز پرس اونسی نکرتی تہین اور سوائی نواب ارادت خان ابن حافظ
الملک بہادر کے جملا اخلاف حافظ الملک سے نواب محبت خان بڑی تہے شعر
چہ سگفتم و در چہ پر داختم ٭ کجا بود اشہب کجا تاختم القصہ نواب محبت خان بہادر
حاضر خدمت حافظ الملک بہادر ہوے تو حافظ رحمت خان بہادر نے کچہہ کلمات
نصیحت آمیز و حسرت انگیز بطور وصیت انسی فرمائے اور یہہ بہی کہا کہ ہم تو اپنا
بندوبست کر چکے آیندہ تم کو ان سب امورات پر کہ جو ہم ہر وقت تمسی کہتی ہین
لحاظ رکہنا چاہیے نواب محبت خان نے چشم پر آب ہو کر عرض کیا کہ حضور کو بڑی
بڑے معرکہ جنگ و جدال پیش آئی لیکن کبہی فدوی نی ایسے کلمات یاس آمیز
حضور کے زبان سے نہین سُنے حافظ رحمت خان نے کہا کہ ای فرزند تم غمگین نہو موت
اور زیست ہر شخص کے سات لگی ہوئی ہے اور فتح اور شکست کا خدا کو اختیار ہے قطعہ
بہ بنیم تا گرد گار جہان ٭ ورین آشکارا چہ دارد نہان ٭ کہ تاج اقبال بر سر نہند
کہ تخت تابوت بر در نہند ٭ یہہ کلمات تمسی احتیاطاً کہہ گئے اور مطلب کے باتین جو
اون ورثہ سے ہوئین تہین اونکو ٹال گئے اور اظہار نکیا اور یہہ فرمایا کہ اچہا اپنے

خیمہ مین جاؤ خدا حافظ مگر آیندہ ہمارے لفیفون کا خیال رکہنا چنانچہ نواب محمد
خان خدمت حافظ الملک بہادر سے مرخص ہوکر اپنے خیمہ مین آئے اور
حافظ الملک بہادر نے وہ تمام رات عبادت الٰہی مین صرف کی ان درویش کے
کیفیت بعد وفات حافظ الملک بہادر بعض خدام خاص کی زبانی دریافت ہوئی
؎ سحرگاہان کہ زد چرخ کوکب :: بر زین چوب کوس رحلت شب :: ہمہ دو لشکر نسکوت
دشمان مرقومۃ الصدر میدان جنگ مین داخل ہوئے حافظ الملک بہادر بعد نماز صبح
درود وظایف وغیرہ سے فراغت حاصل کرکے خیمہ سے آگہوڑے پر سوار ہوکر برآمد ہوئے
اور نواب فیض اللہ خان کو پاس بلاکر کچہہ کلمات نصیحت آمیز فرماکر مین دسیار
سے غرض نہیں ہوکر ارادت یہ میدان شہادت جیسا مانند کہ چند ہزار سواران
ہمراہی لجام اسپ سبک خرام باستقبال تمام جاکہپوئے جنرل چالمپین صاحب کہ محاذی
نواب حافظ الملک بہادر کے تہلو نواب موصوف الصدر کے شمشیر ہی کہپای گئی مرگ
و آمادہ قضا ہوچکی تہے اٹہائی اور اسطرف سے صدہا گولہ ہا توپ و گولی ہائے
بنادیق ہزار در ہزار سر پر ہنگی کثرت دود توپ و بنادیق و گرد سواران سے کچہہ
معلوم نہوتا تہا کہ کون گرا اور کون بچا قریب جا پہونچے تہے۔ کہ ایک انگریز نے دوربین سے نگاہ
بہ علامت آفتاب گیری یعنی سورج مکہی کہ نشان سرداری ہے پہچانکر طرفۃ العین میں

چند گولے پیہم مارے ناگہاں بمضمون آیۂ کریمہ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ایک گولہ جانب چپ سینہ فیض گنجینہ حافظ الملک بہادر پر پڑا کہ جسکی صدمہ ضرب سے از قاش زین فرش زمین پر آ گئے اور بعد نفس چندے دہن مبین و گوشش سے خون جاری ہو کر جان بحق تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون اور سینہ پر نیلا داغ ضرب گولہ سے پڑ گیا۔ و نواب محبت خان بہادر کہ قریب حافظ الملک بہادر کے تہے انکا گہوڑا اوسی گولہ کی ضرب سے اوڑ گیا نواب صاحب پیادہ ہو گئے اس درمیان مین جو بہاگنی والے تہے وہ گریزان ہو گئے باقی فوج طرفین غٹ پٹ ہو گئی و نواب محبت خان بہادر مع بعض دیگر اخلاف حافظ الملک کہ جو اوس وقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب تہے تا دیر معرکہ کارزار گرم رکہا آخر کار بوجہ انتشار فوج اور بہاگ جانے جاگیر داران وغیرہ کے نواب صاحب موصوف با اندک جان نثاران و کسان ہمراہی کہ جو اوس وقت گیر ودار مین ہمراہ رکاب رہگئے تہے نرغہ فوج مخالف مین چار جانب سے گہر گئے پس شمشیر زنی کرتے ہوئے اوس فوج دریا موج کو چیر پہاڑ کر مع سرداران ہمراہی جانب پیلی بہیت روانہ ہو گئے۔ لاش نیلجا سکی و سلطان خان کہ ملازم نواب شجاع الدولہ ہمراہیان مرتضیٰ خان بڑیچ مین سے تہا سر حافظ الملک کے تن سے جدا کر کے اور نوک نیزہ پر رکہکر نواب شجاع الدولہ کے روبرو لایا حافظ الملک نے پورا درجہ

شہادت کا پایا۔ چنانچہ اس مقام پر کسی شاعر نے کہا ہے۔ مصرعہ۔۔۔
سلطانخان بشمر حرامی برابر است۔ معلوم کرنا چاہئیے کہ جھجر والے نواب
۱۱۸۰ ه
اولاد مرتضی خان بڑیچ ہیں تھے۔ القصہ نوابصاحب نے بعد ملاخطہ و عطائے
انعام فرمایا کہ یہہ سر لیجا کر نواب مظفر جنگ و نواب محمد ضابطہ خان و شاہ مدن
کو دکہاؤ چنانچہ بعد معائینہ سر ہر دو نواب مسطورین نے براے خوشنودی مزاج نواب
شجاع الدولہ بہادر پانچ پانچ سو روپیہ انعام مین سلطانخان کو دیا اور شاہ مدن
صاحب نے بہنگام معائینہ سر مذکور چشم پر آب ہو کر کہا کہ مین خوب جانتا ہون یہہ
سر حافظ شہید کا ہے اور یہہ شعر زبان پر لائے ۔ سر سبز بر نیزہ میز دنفس
کہ معراج مردان ہمین است و بس۔ چنانچہ اس سخن سے ناراض ہو کر نواب
ذریرادہ نے بمقام بسولی پہونچکر شاہصاحب موصوف کو قید کیا اور طرح
طرح کی تکلیفین دین کہ انہون نے اوسی قید مین انتقال کیا۔ خلاصہ یہہ کہ بعد ازین
لاش حافظ الملک بہادر کی پالکی مین ڈالکر بمعیت عزیز خان رسالہ دار نواب
شجاع الدولہ نے جانب شہر بریلی روانہ کی۔ اور اہل بریلی نے مجتمع ہو کر
جانب غرب بیرون شہر بریلی خان محمد خان مشہور زمانہ حافظ الملک بہادر کے
باغ مین دفن کیا تاریخ روز شہادت حافظ الملک گیارہوین ۱۱ صفر روز

شب پنجشنبہ ۸ شوال ۱۱۸۸ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۷۷۴ء ہے اور یہہ لڑائی بمقام فتح گنج شرقی شہر بریلی سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہوئی اسی سال مین مرزا غازی الدین حیدر خلف نواب سعادت علی خان تولد ہوئی روایت ہے کہ بعد شہادت حافظ الملک بی بی صاحبہ یعنے ہمشیرہ نواب حافظ رحمت خان بہادر نے اپنے پانچون فرزندون مسمیان۔ خان محمد خان و سید محمد خان و میر محمد خان و احمد خان۔ و محمد خان کو دیکہکر یہہ کہا کہ تم اپنے ایسے ماموکو معرکہ جنگ مین قتل کرا کے پانچون زندہ اور صحیح و سالم میری سامنے آئے ہو کہ جسنے تمکو از راہ شفقت اپنے فرزندون سے زیادہ پرورش کیا تم مین سے کوئی بہی اونکی ساتہہ نہ مارا گیا نہایت شرم و افسوس کی بات ہے میرے سامنے سے چلی جاو۔ خدا نے چاہا تو مین تمہارا منہ تازیست نہ دیکہونگی چنانچہ تا حیات آپ نے ایسا ہی کیا کہ اپنے فرزندو اپنے سامنے نہ آنے دیا فی الحقیقت بی بی صاحبہ اپنے بہائی کی ساتہہ نہایت محبت رکہتی تہین

قطعہ تاریخ انتقال حافظ الملک کہا ہوا نواب محبت خان کا بزبان عربی یہہ ہے

اذا خان نصیر الکبیر	علی سنت المصطفی عامل
سئلنا من اللہ تاریخہ	فقد قال ربی جنتی داخل ۱۱۸۸ھ

اور تاریخ دوسری مں تصنیف غلام محی الدین اویسی یہہ ہے

رحمت شد بر حافظ الملک نصیر جنگ	چونکہ کردہ سوی خلد زدار فنا سفر
زروی شہادت دہی تاریخ ماہ و سال	آن روز شنبہ بات یازدہم بودہ از صفر

اور تاریخ تیسرے کہ جسکا مادہ بزبان پشتو کسی شاعر نے یہہ کہا ہی

آن جان شجیع حافظ دین بعد شہادت	در خلد برین رفت چو از دہر ستا شنا
رضوان پئی تعظیم بجا و ہمین گفت	در سعی تاریخ کہ خانا دل بر آشنا

اور تاریخ چہارم صنعت مین کسی شاعر نے یون کہی ہے

شہادت یافت نواب فلک قدر	بضرب گلۂ توپ علی الصدر
زبس در جنگ آن شمشیر بر سینہ	دلاور بد بسپر ہمنبرد سینہ
خطابش حافظ الملک است مشہور	باکناف جہان نزدیک و ہم دور
قلم سال شش بطرز نور قم کن	دو انگشت از چہار انگشت خم کن

اور تاریخ کسی اہل اللہ طرفدار نواب شجاع الدولہ نے یہہ بہی کہی ہے

چو از لفظ ظفر تاریخ جستند	پئی باقی سر حافظ بریدند

بعد ازان نواب ذو الفقار خان خلف نواب حافظ الملک کی معتبرہ نہایت
دلچسپ اور خوش قطعہ بنوایا یہہ بحکم نواب گورنر جنرل لارڈ بارہ صاحب بہادر

کے سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین مطابق سنہ ۱۸۱۹ عیسوی کے قیمت فروخت عمارات
پیلی بھیت سی گنبد عالی و دیگر عمارات ضروریہ تعمیر ہوئی سنہ ۱۲۵۶ ہجری مطابق
سنہ ۱۸۴۰ عیسوی کے روضہ ملک احمد خان بنت حافظ الملک نے کلس ہای گنبد
طلائی مزین کئے کہ ابتک وہ عمارت موجود ہے۔ نو ۹ بیٹیان اور چہاردہ ۱۴ فرزند حافظ الملک
بہادر سی پیدا ہوئے منجملہ چہاردہ ۱۴ فرزند و نکی نواب عنایت خان و ہمت خان
اپنی والد کے روبرو انتقال کر گئے تھی باقی نو ۹ بیٹیان اور بارہ ۱۲ بیٹی سے میان
نواب ارادت خان و نواب محبت خان و نواب محمد یار خان و نواب ذوالفقار
خان و نواب محمد دیدار خان و نواب الہ یار خان و نواب حسرت خان و نواب
عظمت خان و نواب غلام مصطفے خان و نواب عمر خان و نواب مستجاب خان
و نواب محمد اکبر خان صفحہ ہستی پر بعد وفات نواب حافظ الملک بہادر یادگار
رہے اور اون سب مین سے چھہ بیٹیان اور دو بیٹون یعنی ہمت خان و غلام مصطفے
خان نے لاولد وفات پائی باقی سب کے اولاد ابتک موجود ہے۔ القصہ نواب
محبت خان نے پیلی بھیت مین پہونچکر باہم یہ مشورہ کیا کہ نواب شجاع الدولہ
کے پاس چلنا چاہئی اب جنگ کا موقعہ نہ رہا کیا عجب ہے کہ نواب شجاع الدولہ رابطہ
سابق ملحوظ کر کے ہمارے ساتھہ برائی نکرین اور اکثر والیان ملک

مین ایسا معاملہ ہوتا چلا آتا ہے کہ بعد فتح جنگ کی ہی ملک مخالف کا اوسکی وارثان
کو عطا کردیتی ہین جیسا کہ حافظ الملک بہادر نے رئیس فرخ آباد کے ساتھہ برتاؤ
کیا کہ بعد قتل نواب قائم خان ملک فرخ آباد اپنی طرف سی بی بی صاحبہ زوجہ محمد خان
بنگش کو دیدیا یہہ خیال کر کے نواب محبت خان پہلی بہیت سی و نواب ذو الفقار
خان بریلی سی واسطے ملاقات نواب شجاع الدولہ کے روانہ ہوکر پاس نواب
موصوف کی پہونچی نواب وزیر نے بظاہر کلمات حسرت اندوز زبان پر لاکر اینسبون
یہہ فرمایا کہ مجھکو حافظ صاحب سے مفسدون نے آتش افروزی کر کے لڑوایا خصوصاً بہ
باعث خان محمد خان ہمشیرہ زادہ حافظ الملک و عبد اللہ خان کشمیری کے
یہہ فساد ظہور مین آیا لکھا ہے کہ بعد فتح اس جنگ کی نواب شجاع الدولہ خیدان
شادمان و مسرور نہتی اور یہہ کہا کہ مجھکو بسبب نعیم خان کی بزدلی کا نہایت صدمہ ہے
جو کہ اونسی بمقام کالپی ظہور مین آئی و بسبب علیخان خواجہ سرا کو جانب
کالپی وغیرہ روانہ کیا چنانچہ اوسنے وہان پہونچکر کارنمایان کئے و نواب
محبت خان کو اجازت واپسی پیلی بہیت کی دی اور یہہ جو مضمون خط شجاع
حافظ الملک بہادر بنام مظفر جنگ رئیس فرخ آباد مصنف عماد السعادت
نے تحریر کیا ہے اسکی صحت راقم الحروف کو اچھی طرح نہین پہونچی پہ

اپنے بزرگون سکے زبانی سنتا بالغرض اگر کیا تو کیا قباحت کی کسواسطے کہ
جب نواب شجاع الدولہ نے باین ارتباط و اتحاد و ایسی تمسک تشدد کرہ
بالاپن انکار کیا و ملک اٹاوہ و شکوہ آباد مین پوری وغیرہ مملوکہ حافظ الملک
مرہٹون سے لیکر اپنے قبضہ مین کرلیا اور آمادہ فساد ہوئے اوسوقت شاید تحریر کیا
ہو تو کیا عجب ہے ہوا مذا ترجمہ خط مذکور ۔ تمکو کیا ایسی مصیبت پیش
آئی تہی کہ تم باین لجاجت شجاع الدولہ سے جا کر ملے الحمدللہ کہ تم داخل زمرہ
مستورات متعلیہ ہوئے و نام ہمین لیکا خاکین ملا یا کاش تمہاری عیوض کوئی دختر
نواب احمد خان سے یادگار رہتی اگر تم فرخ آباد مین بیٹہی رہتی تو شجاع الدولہ
باین ہمہ فوج و حشمت تمہارا کیا کر سکتی اگر وہ قصد فرخ آباد کا کرتے تو لاکہہا روہیلہ
دلاور تمہاری کمک کو موجود تہا یہ خوف و بزدلی کسواسطے فتح و شکست
خدا کے اختیار ہے خدا بخشے نواب احمد خان غالب جنگ کو کہ انہون
نے فوج قلیل کے ساتہہ نواب صفدر جنگ سے مقابلہ کیا گویا تمام ہندوستان
صفدر جنگ کے ساتہہ تہا اور شکست دی وائے بتر کہ تم نے روح
پدر کو آزردہ کیا اور ہم لوگون کو پایہ اعتبار سے گرایا تمام شد مضمون خط ۔
نواب مظفر جنگ نے ازراہ خوشامد یہ خط نواب شجاع الدولہ کو دکہایا ۔

نواب شجاع الدولہ اس خط کے ملاحظہ سے زیادہ تر برہم ہوئے پس اس تحریر سے بھی شجاعت وبہادری حافظ الملک کی ہویدا ہے شجاعت شعار لوگ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں کہ بجز خداوند کریم کسی کی عظمت و جبروت سے خوف نہیں کرتے حق بجانب حافظ الملک ہے علاوہ ازیں خود عبارت عماد السعادت کہ جو مصنف نے ہنگام معائنہ سر حافظ الملک زبانی شاہ مدن صاحب کے تحریر کی ہے و نیز حالات شاہ صاحب موصوف کے لکھی ہیں اہل معنی پر حق و ناحق ظاہر ہو سکتا ہے فتح و شکست باختیار خدا ہے سب سے بڑھکر ہو کر رہا ہے کہ کسکی فتح اور کسکو شکست ہوئی بنی اور بگڑی ہوئی میں آسمان و زمین کا تفاوت ہے۔

حاکم وقت کا ہر امر میں سب لحاظ کرتے ہیں و تحریر عبارت میں فقرہ دلی ہوئی خوشامد آمیز کہتی ہیں اور بظفر جنگ نے جو یہہ کلمہ ہنگام معائنہ سر حافظ الملک کہا کہ با این ریش غش نواب وزیر کی جنگ پر کمر باندہی تہی اونکی سرداری و حمیت افغانی سے بعید معلوم ہوتا ہے لیکن اگر کہا تو اوسوقت دہن شاید گذشتہ شکست نواب قائم جنگ و شکست یافتن فرخ آباد یان کا خیال آگیا ہوگا۔ جو از روے خوشامد نواب شجاع الدولہ کے روبرو ایسا کلمہ فرمایا فقط الحاصل بعد ازیں نواب شجاع الدولہ نے شیدی بشیر کو مع فوج واسطے محاصرہ پیلی بہیت کی تحریر کیا حسب الحکم نواب کے شیدی بشیر نے

محاصرہ پیلی بھیت کا کرکے سد راہ سکنا، شہر کا ہوا سترہ ماہ صفر ۱۱۸۸ ہجری
مطابق ۳ مئی ۱۷۷۴ عیسوی کی نواب شجاع الدولہ نے پیلی بھیت پہونچکر کنارہ دریا
دیوہا کی ڈیرہ کیا اور حکم ضبط کرنے اور لوٹ نی مال ساکنان پیلی بھیت کا نافذ فرمایا
اوسوقت رشیدی لشکر نے روسائے پیلی بھیت پر بہ طلب مال نہایت ظلم کیا
اور مال اور اسباب ہر ایک شخص کا لوٹ لیا اور نواب شجاع الدولہ نے نواب
محبت خان سے خزانہ حافظ الملک کا طلب کیا نواب محبت خان نے جواب دیا کہ اگر خزانہ
ہوتا تو نوبت یہانتک کیون پہونچتی پہر نواب شجاع الدولہ نی نواب محبت خانسی کہلا
بھیجا کہ تم معہ متعلقون کے ڈیرہ مین چلے آؤ اور قلعہ خالی کردو کہ اہالیان دولت تلاش خزاین
و دفاین حافظ الملک بخوبی کرلین مجبور حسب الحکم نواب وزیر کے نواب محبت خان
معہ مستورات اور تمامی متعلقان کے ڈیرہ مین کہ باہر شہر کے نصب تہا چلے آئے اور قلعہ خالی کر دیا
نواب نے مردان مسلح چار طرف ڈیرہ کے متعین کرکے اسباب قلعہ کا لوٹ کر کارخانہ
مین داخل کیا ایک منتہ والی توپ جو شہر لکہنو مین بہت مشہور تہی وہ حافظ الملک بہادر
کے لوٹ مین آئی تہی و بعض اتواپ دیگر پر بہی نام حافظ الملک کندہ تہا راقم الحروف
نے زمانہ حضرت واجد علیشاہ اون توپون کو خود اپنی آنکہون سے دیکہا جو کہ نواب
محبت خان مع عزیز و اولاد حافظ الملک کو بروقت داخل ہونے ڈیرہ کے نواب

شجاع الدولہ نے مقید کر لیا تہا پس مطمئن ہو کر بسولی کو کہ مسکن نواب دوندیخان کا تہا جا کر لوٹا اور تمام خاندان نواب دوندیخان کو بہی مقید کر کے مع خاندان نواب حافظ الملک بہادر بہ حراست نواب سالار جنگ قلعہ الہ آباد کو روانہ کیا نواب ارادت خان خلف حافظ الملک بسفارش سالار جنگ و نواب ذوالفقار خان بہ سفارش نواب سعادت علیخان خلف نواب شجاع الدولہ بلا قید سے محفوظ رہے اسی اثنا مین ایک دنبل نواب شجاع الدولہ کی چڈہی مین نمودار ہوا کہ شدت درد سے نوبت بہ ہلاکت پہونچی ہر چند جراحان بہتیر و ڈاکٹران فرنگی نے علاج کیا لیکن مطلق فایدہ نہوا۔ **کیفیت نواب فیض اللہ خان** اور نواب فیض اللہ خان باقرار نواب شجاع الدولہ پر اعتماد نہ کر کے بعد شکست و شہادت حافظ الملک بہادر روانہ ہو کر اول رامپور مین آسئے اور وہان سی روانہ کوہ لال ڈاک ہو گئی بخیال اسکے کہ انکی ہمراہیان لشکر مین سے کچہہ لوگون نے بندوقین جانب لشکر نواب شجاع الدولہ فیر کی تہین حاضر خدمت نواب موصوف کے نہوئی بعد ایام چند پسران بخشی محمد سردار خان و اولاد فتح خان خانسامان و محمد مستقیم خان بہادر و محمد حسن خان و عبد الجبار خان و سیف الدین خان و ملا سیار خان وغیرہ رسالداران و جاگیرداران ذی اعتبار حافظ الملک بہادر کی بہی نواب

فیض اللہ خانسی جا ملے نواب مذکور نے سبب کے تشفی و تسلی کی و قوت بیش از بیش ہوگئی
و نواب محبت خانکو نواب شجاع الدولہ نے بہ لطائف الحیل بہیان قید کر لیا یہہ لال ڈانگ
پہونچ نہ سکی لہذا جاگیرداران و رسالہ داران حافظ الملک بہادر ہمراہ نواب فیض اللہ
خان کے ہو گئے و لیپا ہی میہ کہان جانتے اور کیا کرتے نواب فیض اللہ خان ملک
مین غارت گری کرنے لگے چونکہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض اللہ خان کے نہ حاضر ہونے سے
پریشان تہے اور مرض کی تکلیف دمبدم بڑہتی جاتی تہی پس مصلحتاً نواب محبت خانکو
الہ آباد سے و شتر سوار بہیجکر طلب کیا اور یہ مشہور کیا کہ ملک بنام نواب محبت خان
ابن حافظ الملک مسترد کیا جائیگا جو اوس زمانہ مین ریل وغیرہ تو تہی ہی نہین کہ دفعتاً نواب
محبت خان الہ آباد سے روہیلکھنڈ مین آجاتے پس رفتہ رفتہ خبر آمد نواب محبت
خان کی نواب فیض اللہ خان کی بہی گوش زد ہوئی سنتی ہی اس خبر کے ہراسان
ہوکر لال ڈانگ سے قریب لشکر نواب شجاع الدولہ کے آ گئے اور بمعرفت تورک
صاحب اور بارن صاحب جنرل ہاپکین صاحب کی ملازمت حاصل کی بمعرفت صاحب
مسطور کے نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین حاضر ہوکر چودہ لاکہہ پچہتر ہزار روپیہ سالانہ
پر باہم صلح قرار پائی حسب بتقدمہ سے نواب فیض اللہ خان کے پرگنات رامپور اور طاجپور
اور اجاون و شہاکرودوارہ اور رہیڑو سرکڑہ و شاہ آباد و چوہملہ و سرساوان ۔

بجمع شخصہ چودہ لاکہہ پچہتر ہزار روپیہ سالانہ کہ جسکی آمدنی حقیقت بین چوبیس
لاکہہ کی تہی نواب شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو مرحمت کی اور سند
اطاعت نواب فیض اللہ خان نے بمہر جنرل جاکمین صاحب ۱۲ ماہ رجب ۱۱۸۸ہجری
مطابق ۷ اکتوبر ۱۷۷۴عیسوی بمقام لال ڈانگ بنام شجاع الدولہ لکہدی بہیر
نواب شجاع الدولہ نے مرادآباد وغیرہ پرسیدی محمد بشیر اور بریلی وغیرہ پر نواب
سالار علیخان کو اور خدمت اٹاوہ وغیرہ پر ہمت بہادر کو مامور کرکے جانب
اودہ مراجعت کی اور جنرل جاکمین صاحب نے کلکتہ کو کوچ کیا نواب محبت خان کہ حسب الطلب
نواب وزیر کے قلعہ الہ آباد سے آتی تہی راہ میں ملی نواب شجاع الدولہ نے کچہہ کلمات
تسلی آمیز اپنی زبان سے کہکر یہہ فرمایا کہ بہائی مجہ اس مرض سے صحت ہوئے تو دیکہا جائیگا
اور نواب محبت خان کو اپنی ہمراہ واپس لیگئی نواب محبت خان مجبور کہ حراست مین
تہے نواب شجاع الدولہ کے ساتہہ ہوئے بموجب الکہ مردہ بدست زندہ اور نواب فیض اللہ
خان بعد تحریر اس عہدنامہ کے رامپور مین آکر داخل ہوئے جو کہ اکثر سرداران حافظ الملک
بہادر سے نواب فیض اللہ خان کے ہمراہ تہے اون سب نے بعد دریافت حال نواب
فیض اللہ خان سے کہا کہ یہہ صلح کیسی کہ نواب محبت خان کیواسطے کچہہ نہوا نواب فیض اللہ
خان نے مطلب کی بات چہپاکر بیان کیا کہ مینے ہرچند نواب وزیر سے کہا مگر نواب

وزیر نے اونکی باتین کچھہ منظور نکیا پہر کیا مین اونکی واسطے اپنے آپ کو بہی خراب کرتا
ہرچند کہ اس امر کا تذکرہ بہی نواب فیض اللہ خان نے نواب شجاع الدولہ سے کیا تہا
چنانچہ اس بات پر مستقیم خان بہادر خلف شیخ کبیر مرحوم کہ رفیق قدیم حافظ الملک
بہادر کے تہے۔ نواب فیض اللہ خان سے نہایت ناراض اور برہم ہوئے۔

بیان کیفیت انتقال نواب شجاع الدولہ

الغرض نواب وزیر نے فیض آباد مین پہونچکر ۲۴ ماہ شوال ۱۱۸۸ہجری بعض نے ۱۴ ماہ
ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری لکہا ہے مطابق ۲۶ جنوری ۱۷۷۵ع کی انتقال کیا کہنا اون درویش
کا اور بادر شفقہ نواب شجاع الدولہ کا ظہور مین آیا کہ ایک سال بہی حکومت
ملک روہیلکہنڈ کی زندگی مین نکر سکے ۵ بیک گردش چرخ نیلوفری ؛ نہ نادر بجا ماند
و نہ نادری۔ اور ایک روایت عوام الناس انتقال نواب شجاع الدولہ مین
یہہ بہی مشہور ہے کہ نواب شجاع الدولہ کوئی عورت نوجوان خوبصورت سعد اللہ خان
حافظ الملک سے گرفتار کر لائے تہے اور اوسپر متصرف ہونیکا قصد کیا وہ عورت کوئی
چہری یا چاقو زہر مین بجہا ہوا پوشیدہ اپنے پاس رکہتی تہی اوسنے اوسی ہنگام
مین وہ چاقو نواب شجاع الدولہ کے چہڑی مین مارا اوسکا زخم پہر اچہا نہوا اور
اوسی صدمہ مین انتقال کیا چنانچہ کسی صاحب نے بہی کسی دوہرہ مین کہا ہے ۵

کہ ہند کا وزیر اور روہیلکھنڈ کی روہیلی نے :. اصل اوسکی یون ہے کہ فیض النسا مغرور

یہ دروانہ خانم کہ وہ ایک لڑکی قوم شریف سی حافظ رحمت خان کی دختر کلان نے

بطور بیٹی کے پالی تہی اوسکو نواب شجاع الدولہ بہ نیت فاسد لے آئے تہے چنانچہ وہ عورت

بعد انتقال نواب شجاع الدولہ بزمانہ نواب آصف الدولہ دیوانی ہوکر محل سی نکل آئی

تہی اور اوسی عالم مین مرگئی لیکن ظاہر ہے یہ بات دور از قیاس ہے کہ وہ عورت ایسی خرکت کی مرتکب

ہوتی اور اتنی بڑے حاکم ذیشان کو ہلاک کرکے زندہ بچ سکتی اگر بعید از قیاس وسی

یہ امر کیا تو اوسکی عزت پر آفرین ملکہ شیر زن کہنا چاہئی لیکن یہ بالکل غلط عوام لوگونکی

گہڑت ہے اور ایک روایت انتقال نواب شجاع الدولہ مین یہ بہی مشہور ہے کہ نواب شجاع

الدولہ نے بمقام بیلی بہیت خواب مین دیکہا کہ کسی سوار نے برچہا میری چہڈی مین مارا ہے۔

چنانچہ اوسی مقام پر دنبل نمودار ہوا اور اوسی عارضہ مین انتقال کیا واللہ اعلم بالصواب

القصہ۔ بعد انتقال نواب شجاع الدولہ کے تمام ملک مقبوضہ اون کا قبضہ اقتدار

نواب آصف الدولہ بہادر مین آیا نواب آصف الدولہ نے ہنگام مسند نشینی سیکڑون

قیدی آزاد کیے چنانچہ اکثر محبوسان روہیلکھنڈ کو بہی چہوڑ دیا مگر عزت خان بنگش و

خان محمد خان و رحمت خان و کمال زئی خان و عالم خان اور وحدت خان و محمد حسن خان و

عبد الواحد خان و قاضی محمد سعید خان و متو خان خانسامان و اختیار خان چیلہ خاص

خیلے وملاحت خواجہ سراکو کہ بسبب مزاج ذی حوصلہ وصاحب اعتبار تہے
قید سے رہائی بخشی چند روز بعد از جلوس نواب آصف الدولہ عازم مہندی
گہاٹ ہوئے نواب محبت خان بہی چلنا چار بہ جراست اہلیان سرسامانی بحالت پریشانی
ہمراہ نواب موصوف کے تہے مگر کوئی صورت بہبود دکشود کار نظر نہ آتی تہی۔ فقط

آمدن جان برسٹو صاحب بحکم ولایت وبرہائی یافتن اولاد حافظ الملک
بہادر مع متعلقان ومتوسلان وغیرہ از قید ومقرری وظیفہ سالانہ از
سرکار نواب وزیر اودہ۔

اس درمیان میں مسٹر جان برسٹو صاحب بہادر کہ بحمایت نواب شجاع الدولہ
واسطے تصفیہ چند امور کے ولایت سے روانہ ہوئے تہے کلکتہ ہوکر بعد وفات نواب شجاع
الدولہ بہادر وارد مہندی گہاٹ ہوئے اور نواب آصف الدولہ سے ہنگام ملاقات مسٹر
ہسٹنگز صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہند کیطرف سے کہا کہ حسب عہد نواب
شجاع الدولہ بالعوض ملک روہیلکہنڈ کہ باعانت سرکار فتح ہوا ہے ملک
بنارس حوالہ اہلیان سرکار انگریزی کرو اور تنخواہ کمپنی انگریزی کی کہ جو حافظ الملک
سے تمہاری والد کی ہمراہ ہوکر لڑا ہے ہمیشہ ادا کرتے رہو۔ اور خاندان
حافظ رحمت خان کو رہا کرکے بالعوض اونکی ملک مقبوضہ کے جاگیر مقرر کردو

کیونکہ صرف مبلغ پینتیس لاکہہ روپیہ بابت تمسک کے تمکو وصول کرنا اوس ملک
سے چاہئی تہا یہہ امر جو تمنے اولاد حافظ الملک کے ساتہہ کیا بالکل خلاف انصاف
ہے اگر تم بطور خود حافظ رحمت خان سے ملک فتح کرتے تو سرکار کو مزاحمت نہ
تہی اب کہ ملک بہ اعانت سرکار فتح ہوا ہے یہہ بے انصافی روا نہ رکہی جائیگی
نواب آصف الدولہ نے چار ناچار سب امورات منظور کئے اور مشہور ہے کہ بحکم
سرکار کمپنی ایک لفظ خطاب نواب گورنر جنرل بہادر سے ہی کم کردیا گیا اور اونکو یہہ
لکہا گیا کہ درمیان سرکار انگریزی اور نواب وزیر اودہ کے بموجب عہدنامہ یہہ
امر قرار پایا ہے کہ اگر کوئی شخص ملک نواب وزیر پر فوج کشی کریگا تو سرکار انگریزی
نواب موصوف کی مددگار ہوگی نہ یہہ کہ نواب شجاع الدولہ دوسرے کے ملک پر چڑہائی
کرے اور سرکار امداد کرے پس تمنے یہہ امر بغیر اطلاع سرکار کمپنی کیونکر جایز رکہا کہ نواب
شجاع الدولہ کو واسطے لینے ملک حافظ رحمت خان بہادر کے کمک دی جاتی حافظ
الملک نے نواب وزیر اودہ کے ملک پر فوج کشی نہیں کی تہی اس درمیان مین نواب
محبت خان بہی مع نواب ذوالفقار خان بمعرفت منشی محمد ذاکر کے صاحب
موصوف ہی سے جاکر برسٹو صاحب باعزاز پیش آئے اور بکمال تسلی و تشفی کی اور
مبلغ پانچہزار روپیہ بطور مدد خرچ اپنے پاس سے عنایت کیا بعد ازان نواب

آصف الدولہ نے بتقاضہ جان برسٹو صاحب واسطے رہائی خاندان حافظ الملک کے اور خاندان دوندیخان کے پروانہ بنام معزز خان قلعدار الہ آباد کی روانہ کیا چنانچہ ہفتم شہر شعبان ۱۱۸۹ھ ہجری مطابق نہم اکتوبر ۱۷۷۵ء اہل خاندان نواب حافظ الملک بہادر و اولاد نواب دوندیخان معہ متوسلان وغیرہ رہائی پاکر معرفت جان برسٹو صاحب خدمت نواب آصف الدولہ میں حاضر ہوئی نواب صاحب نے مبلغ لعہ ۹۵ اکسٹھ ہزار پانچسو پینسٹھ روپیہ سالانہ معہ متوسلان بسبر فیض نواب محبت خان واسطے مصارف اولاد حافظ الملک کے مقرر کیا اور پچیس ہزار روپیہ سالانہ بنام پسران نواب دوندیخان تجویز فرمایا فرزندان نواب دوندی خان نے بخیال قلت وظیفہ سالانہ مجوزہ نواب آصف الدولہ منظور نکیا اور رہائی پاکر سکونت شہر مرادآباد مین اختیار کی اور دختر اپنی نواب محمد علیخان فرزند کلان نواب فیض اللہ خان کیساتھہ منعقد کردی نواب فیض اللہ خان نے مشاہرہ مناسب پسران نواب دوندیخان کا مقرر کردیا اور بسبب انتقال کرجانے نواب عنایت خان خلف کلان حافظ الملک بہادر کے سالانہ اونکی بیوی کے نام بہی مقرر ہوا اور نواب عظمت خان و حرمت خان و نواب اکبر خان فرزندان حافظ الملک نے بہی ہنگام تقسیم بوجہ کمی کے قبول نکیا چند سال تک خزانہ نواب

وزیرادوہ سے مشاہرہ مقررہ ملتا ہا۔ روایت ہے۔ کہ اوسی ایام مین ایکروز نواب محبت خان بہادر برائے ملاقات مختارالدولہ کہ جواندنون نایب نواب موصوف الصدر کے تہی تشریف لیگئے مختارالدولہ نے جیساکہ اعزاز اکرام نواب موالیہ کا چاہئی تہا کیا نواب محبت خان بہ آزردہ خاطری وہانسی واپس آئے اور شکایت اسکی جان برسٹو صاحب بہادر سے کی صاحب موصوف نے اس امر کا گلہ نواب آصف الدولہ بہادر سے کیا اور مختارالدولہ سے نہایت ناراض ہوئے

ذکر آمدن مشاہرہ اولاد حافظ الملک بضمانت سرکار انگریزی

سنہ ۱۲۰۱ ہجری بزمانہ گورنری لارڈ کارن والس صاحب بہادر نواب محبت خان نے خفیہ طور پر قصد روانگی خود جانب کلکتہ کیا و نواب آصف الدولہ بہادر بہ قصد سیر و شکار جانب بہرایچ وغیرہ تشریف لیگئے جوکہ بحکم نواب وزیر نواب محبت خان بہادر بہی چار ناچار ہر سفر مین ہمراہ رہتے تہے۔ اور اِس مرتبہ ساتھ نواب وزیرادوہ کے نہ گئے و نواب صاحب نے خبر روانگی نواب محبت خان جانب کلکتہ سُنکے کمال برہم ہوئے اور یہہ تصور کیا کہ نواب محبت خان ضرور میری شکایت کرنے نواب گورنر بہادر سے جاتے ہین۔ فوراً مرزا باقر بیگ خان بیگ ٹیپہ رسالہ دار کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ جسطرح ممکن ہو نواب محبت

خان کو واپس لاؤ رسالہ دار مذکور بحکم نواب وزیر روانہ ہوکر جب مقام بنارس
پہونچے تو پایا کہ ڈاک نواب محبت خان کی دریائے گنگا کے پار عملداری سرکار انگریزی
مین پہنچ چکی تہی یعنی نواب محبت خان دریائے مذکور کے پار جا چکی تہے مجبور رسالہ دار مذکور
بے نیل مرام واپس آئے اور ایک روایت یون ہی ہے کہ مرزا باقر بیگ خان رسالہ
دار نے بہ پاس خاطر نواب محبت خان بہادر دانستہ تساہل کیا کہ نواب صاحب موصوف
عملداری سرکار انگریزی مین جا پہونچے۔ القصہ نواب اصف الدولہ بہادر کو جب کیفیت
یہہ دریافت ہوئی تو او سوقت امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ خان کو برائے تدارک معہ خریطہ
بمقام کلکتہ بخدمت صاحب گورنر جنرل بہادر روانہ کیا اور یہہ تحریر کیا کہ نواب محبت خان
ابن حافظ الملک بہادر مرحوم خدمت والا مین آتے ہین کہ کوئی تحریر و تقریر نواب معزالیہ
کے بدون سوجہہ امیر الدولہ سماعت فرمائے جاوے چنانچہ ملاقات نواب محبت خان کی
تا رسیدن نواب امیر الدولہ نواب گورنر بہادر سے ملتوی رہے اور تفضل حسین خان بہادر
علامہ نے کہ از قدیم الایام نواب محبت خان سے دوستی رکہتے تہے اون روزون
منجانب نواب وزیر اودہ بمقام کلکتہ عہدہ وکالت پر مامور تہے نواب محبت خان
کو بہت فہمائش کی کہ شکایت نواب وزیر کی بحضور نواب گورنر بہادر کسیطرح مناسب نہین
اس درمیان مین نواب امیر الدولہ بہی داخل کلکتہ ہوئے تفضل حسین خان علامہ نے مرزا

حیدر بیگ خان سے بہی بقدر نواب محبت خان از راہِ دوستی بہت کچھ کہا سنا اور یہہ وعدہ مستحکم لیا کہ فی مابین نواب آصف الدولہ و نواب محبت خان صفائی کمال کرادیجاوے و آئندہ سے مشاہرہ ان کا ماہ بماہ بے عذر بذریعہ پنچکار ہے نواب امیر الدولہ نے امور آخر قومہ صدر کا باقسام وعدہ کیا ورنہ نواب محبت خانکو بہی سخت اندیشہ تہا کہ اب پیرا واپس لکہنؤ کو جانا مناسب نہیں واللہ اعلم وہان پہونچکر کیا معاملہ پیش آئے و نیز عیال انکے اہل و عیال سب لکہنؤ مین تہے انکی مفارقت بہی ناگوار تہی لیکن تفضل حسین خان علامہ و نواب امیر الدولہ نے نہایت تسلی و تشفی کی و شکایات نواب آصف الدولہ سے بار بار کہا ہنگام ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر نواب موصوف سے بکمال اعزاز پیش آئے تعظیم دیکر اپنے برابر کرسی پر بٹہایا و نہایت دلجوئی و خاطرداری کے بعد ازین نواب امیر الدولہ نواب محبت خان کو لکہنؤ مین واپس لائے و باہم صفائی کرادی چنانچہ نواب وزیر نے ہنگام ملاقات نواب محبت خان کو خلعت ستترہ پارچہ کا مع جیغہ و سرپیچ مرصع و مالائی مروارید و شمشیر و سپر و پالکی و اسپ و فیل وغیرہ عنایت فرمایا معلوم کرنا چاہیئے کہ قبل ازین مشاہرہ مقررہ نواب محبت خان کا سرکار نواب وزیر زادہ سے نہایت دشواری کیساتہہ وصول ہوا کرتا تہا یعنی کبہی سال مین چہہ ماہ کبہی چار ماہ کبہی آٹہہ ماہ باقی سال درسال سرکار مین چڑہا رہتا تہا مزید برجہہ کمال دقت و تکلیف سے اوقات بسر ہوتی تہی کہ جملہ احتیاج ضروریہ مین فرق آتا تہا - اوسپر طرہ

یہہ کہ ہر ایک سفر مین نواب وزیر کی ساتہہ جانا پڑتا تہا۔ پس نواب محبت خان ان امورات سی سخت مجبور و پریشان ہوکر جانب کلکتہ بخدمت نواب گورنر بہادر تشریف لیگئے تہے شنیدہ از خورد انیکہ بہنگام روانگی کلکتہ بخیال اتحاد سابقہ نواب مرزا علیخان دلاور جنگ نے یکصد اشرفی بطور قرض خفیہ طور پر برای اخراجات سفر مذکور نواب محبت خانکو دی تہین ہنگام وصول تنخواہ نواب صاحب موصوف نے وہ قرضہ ادا کیا مگر نواب دلاور جنگ کے تا حیات مشکور منت رہے۔ اور اکثر یہہ فرماتے تہے۔ کہ نواب مرزا علیخان نے بہت تنگ وقت پر خوش سلوکی میرے ساتہہ ادا کیا ہے۔ پس بموجب عہدنامہ مورخہ ۱۵ ماہ اپریل ۱۷۸۶ع سرکار انگریزی نے مبلغ پچاس لاکہہ روپیہ لینا نواب آصف الدولہ سے قبول کیا اور تنخواہ خاندان سرداران روہیلہ یعنے اولاد حافظ الملک کے اور تنخواہ کمپو مقیم کانپور اور فتح گڈہ کے سوا دیگر رقومات ذمہ اپنے کرلی چنانچہ جیبہ خفیفہ سالانہ خاندان حافظ الملک بہادر کا معرفت صاحب ریذیڈنٹ لکہنؤ کے ملنے لگا بعد ازین نواب محبت خان نے حسب اجازت سرکارین یعنے سرکار انگریزی و سرکار نواب وزیر اودہ سے برای چند روز اجازت ملک روہیلکہنڈ جانیکی طلب کرکے روانہ جانب شہر بریلی ہوئے عوام الناس مین یہہ مشہور ہوگیا کہ ملک روہیلکہنڈ نواب وزیر اودہ نے نواب محبت خانکو مستردکردیا چنانچہ نوابصاحب موصوف تشریف لاتے ہین اسبات کی عوام لوگون مین نہایت خوشی ہوئی اور صدہا آدمی برای استقبال بریلی

سے روانہ ہو گئے حتی کہ نواب صاحب موصوف جب قریب شہر بریلی کے پہونچے تو ہزاروں
آدمی بہر استقبال شہر سے دو چار کوس کے فاصلہ پر جمع ہو گئے تھے ۔

کیفیت عقد نواب محبت خان با صبیہ رسالہ دار عبد الوہاب خان رسالہ دار

الحاصل بریلی میں پہونچکر پس از چند روز گفتگوے عقد ظہور میں آئے عبد الوہاب خان نے یہہ کہا کہ اسیو
میں تشریف لے چلکر عقد کیجئے میں بغیر نکاح ہوئے اپنی دختر کو ہرگز بریلی نہ لاؤنگا نواب محبت خان نے
بوجوہات چند رامپور جانے سے انکار کیا کہ میں وہان نہیں جا سکتا آخر کار بعد گفت و شنید بسیار
یہہ بات قرار پائی کہ نواب صاحب کیطرف سے کوئی وکیل مع لوازمہ روانہ ہو اور نواب صاحب کا ایلچی جاکر
عقد نواب صاحب کے نام پر بندھوا کر عروس کو رخصت کرا لائے چنانچہ اس امر پر عبد الوہاب
خان بھی رضامند ہوئے پس مولوی الطاف رسول صاحب نواب محبت خان کی طرفسے
رام پور جا کر صبیہ عبد الوہاب خان کو بعد نکاح بریلی میں رخصت کرا لائے ۔ معلوم کرنا چاہئے
کہ ازواج نواب محبت خان میں دو محل و چند ڈیوڑہیان کسیقدر معزز اور کچھ زنان غیر
و خواصین وغیرہ تہیں اول محل کلان دختر عبد الستار خان کی بطن سی ایک فرزند نواب محبت
خان کا بحیات نواب حافظ الملک بہادر تولد ہو کر صغر سنی میں انتقال کر گیا
بعد ازان کوئی اولاد اونکی بطن سے تولد نہوئے دوم محل صبیہ عبد الوہاب خان

بیضے والدہ ماجدہ محمد یوسف خان کہ انسے کچھ اور رشتہ داریان بہی قبل سے ہوتی
چلی آئین ہین چنانچہ انکی بطن سے ایک فرزند اول کہ اونکا نام عبداللہ خان تہا تولد
ہوکر صغر سنی مین انتقال کر گئے پس از چند سال والد راقم یعنی محمد یوسف خان اونسے
تولد ہوئے بجز انکے اور کوئی اولاد نواب محبت خان کی اونکی بطن سے نہین ہوئی باقی اور
حضرات اعمام از ازواج ہائے دیگر سے تہی دو دختر خاندان نواب حافظ رحمت بہادر
سے بہی عبدالوہاب خان کی ازواج مین منعقد ہوئین یکی دختر نواب محبت خان ماجد
حسن خان دوم دختر نواب ذوالفقار خان بہادر کبیر شاہجہان ابن سیف الدینخان و خیران خان کہ
جنکی گہر تا حال رامپور مین موجود ہین و رانی شاہ بیگم صاحبہ ریاست نانپارہ
والی ہوشیار علیخان مرحوم وغیرہ بہی انکی اقربا سے تہی یک ہمشیرہ و دو برادر خورد اونکی سمیان
عبدالغفور خان عرف ابو خان و سراج الدینخان در شہر لکہنؤ محلہ احاطہ مرزا انور بیگ
قیام پذیر ہے عبدالغفور خان نے لاولد انتقال کیا و قریب وزیر باغ متصل مقبرہ نواب
محبت خان بہادر کے دفن ہوئے و ہمشیرہ خوردنی بہی لاولد انتقال کیا اور وہین دفن
ہوئین سراج الدینخان نے بعد از ایام عذر انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان مین دفن ہوئے
اولاد سراج الدین خان سے سمیان احمد خان و محمد خان و دو دختر و یک فرزند دختر کلان
کہ جنکا انتقال ہوگیا ہے ہر چہار شخص صاحب اولاد ہنوز موجود ہین و عبدالوہاب خان

نے ہنگام سفر کشمیر مکمان زئی خانین انتقال کیا اور وہین دفن ہوئے اور زوجہ عبدالوہاب خان مسماۃ گل بیگم قوم یوسف زئی مین سی تہین سوم چہوٹی ڈیوڑہی یہہ بہی صاحب اولاد تہین چہارم ڈیوڑہی فرخ آبادی پنجم لکہنو والی ڈیوڑہی یہہ دونون لاولد رہین ششم صاحبہ یہہ بہی صاحب اولاد تہین چنانچہ نواب علی اکبر خان خلف کلان نواب محبت خان انکے

کیفیت آمدن مشاہرہ خاندان نواب حافظ الملک سرکار انگریزی

بعد انتقال نواب آصف الدولہ و معزولی نواب وزیر علیخان جسکی تاریخ کسی کہنے والے نے یہہ کہی ہے۔ ہوا ہزار تحسین و تمکیث را دیوان ٭ ہم جعفر و ہم حسن رضا خان اور مرد کے جیا لقتل ٭ الماس کہ ہست تخم مردان ٭ کردند اسیر امیر خود را ٭ از کرد و خاوکید شعبان ٭ تاریخ اسیریش خرد گفت ٭ بردار سر مکہ وا مان ٭۔ تاریخ چہارم شہر شعبان ۱۲۱۲ہجری مطابق بست و یکم جنوری ۱۷۹۸ء نواب سعادت علیخان وارد لکہنو ہوکر مسند امارت پر بیٹہے اور قریب نصف ملک ریاست لکہنو منجملہ نواب آصف الدولہ بہادر کا سعہ روہیلکہنڈ شامل ملک انگریزی ہو گیا پچیس ہزار روپیہ تنخواہ شہلوگان بنارس اور قریب لاکہہ روپیہ سالانہ اولاد نواب حافظ رحمت خان بہادر رئیس سردار روہیلہ اور سولہ لاکہہ روپیہ سالانہ نواب نامرجنگ اولاد نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد نولاکہہ روپیہ معافی داران دیومیہ داران

و جاگیرداران وغیرہ وہ ایک لاکھ روپیہ جاگیر محیر بلیا سے بدرالدولہ محسن خان پسر دوم حافظ
الملک علیخان خواجہ سرا و چالیس ہزار روپیہ سے بتعلق حسین خان علاقہ نابت خانہ
ہر دوئی وغیرہ تقسیم سے علیحدہ کیا گیا اور یہ عہد نامہ شہر رجب سنہ ۱۲۱۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۲ع
بعہد رزیڈنٹی آنریبل ہنری لارڈ ولزلی صاحب بہادر و لفٹنٹ ولیم اسکاٹ صاحب بہادر
مرتب ہوا اور ایک پہاڑی انگریزی محاذی دولتخانہ قدیم دریائے گومتی کے پار جو قایم سنے
اوٹھکر سنٹیاؤن کو گئے بعد ازین حسب درخواست نواب محبت خان سنہ ۱۲۲۱ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۰۵ع بہ نظر قلت سالانہ مسٹر سٹین صاحب نے رپورٹ اضافہ بوساطت
نواب گورنر جنرل بہادر کیشور سند کی ولایت کو روانہ کی چنانچہ مبلغ چھتیس ہزار پانچ سو
تیرہ روپیہ سالانہ ولایت سے نسلاً بعد نسلاً و بطناً بعد بطناً منظور ہوکر مبلغ اٹھانوے ہزار
اٹھتر روپیہ سالانہ کہ حسین نواب عظمت اللہ خان و نواب حسن خان و نواب
اکبر خان سہ پسران نواب عنایت خان کہ جو تقسیم اول مین محروم رہگئے تھے جملہ
خاندان حافظ الملک بہادر پر تقسیم ہوا لیکن قبل از آمدن منظوری اضافہ از ولایت
نواب محبت خان کا انتقال ہوگیا اضافہ مذکور بالا بعد ازین تقسیم ہوا و نواب
محبت خان کو بسبب سوداوی قوم اجازت قیام ملک روہیلکھنڈ کے نہ ہوئی
و نواب محمد ذوالفقار خان نے بھی بوجہ موافقت نواب محبت خان کے قیام لیا لکھنؤ

میں اختیار کیا اور نواب ارادت خان بسبب داماد ہونے نواب عبد اللہ خان شاہجہان
پور کے شاہجہان پور میں رہے اور نواب حرمت خان نے جائے سکونت شہر مراد آباد
ٹہرایا نواب محمد اکبر خان نے بوجہ بہانجیان خود و والدہ نواب فیض اللہ خان کے رامپور میں رہنا پسند
کیا باقی باولاد حافظ الملک بہادر یعنے نواب محمد یار خان و نواب ذوالفقار خان و نواب
اللہ یار خان و نواب عظمت خان و نواب غلام مصطفے خان و نواب محمد عمر خان و نواب محمد مستجاب
خان شہر بانس بریلی میں رہے چنانچہ اولاد ان سب کی مقامات مذکور میں تا حال موجود ہے
و منجملہ نو دختران حافظ الملک بہادر کی چار صبیہ والا بحیہ صاحب اولاد ہوئیں فرزند
دختر کلان غلام محی الدین خان خلف امداد خان و اولاد دختر دویم غلام حسین خان
و غلام حسین خان اخلاف سعید محمد خان و اولاد دختر سویم غلام احمد خان محمد سعید
خان و علی احمد خان اخلاف شاہ محمد خان و اولاد دختر چہارم موجود دختر فقط
کچھ اشخاص ہنوز اولاد دختران بھی موجود ہیں۔

بیان شہر بریلی

یہہ شہر بلدہ اعظم دار الریاست ملک روہیلکھنڈ کا ہے عہد سلطنت ہمایونی
سے خلف بابر شاہ میں سے جگت دیو نام ایک قوم کہترین سے موضع جگت پور کہ
متصل شہر کہنہ بریلی کے ہی سکونت رکہتا تہا اور اکثر دیہات ملحقہ جگت پور

پیرو جین ہو کر زر خاصلات دیہات مذکور کا اپنے تصرف مین لا کر رئیس سردار اپنے قوم کا بنگیا
تہا ایام حیات مین اوسکی دو نون پسر یعنی باس دیو اور ناگ دیو جوان اور کار و بار مین ہوشیار
ہو گئے تہے بعد مرنے جگت دیو کے اوسکا بڑا بیٹا یعنی باس دیو اپنے باپ کا
جانشین ہوا اور ہمایون بادشاہ سے منحرف ہو کر رئیس خود مختار بنگیا اور سنہ ۱۵۳۷ع مین شہر
کہنہ آباد کر کے باس بریلی نام رکہا کثرت استعمال سے باس بریلی شہرت پذیر ہو گیا باس
دیو مذکور ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرا کے حاکم بنکر اپنے اوقات بسر کرنے لگا کہ اتبک وہ جگہہ
ملقب کوٹ مشہور ہے جبکہ ہمایون بادشاہ نے سنہ ۹۶۶ ہجری مین مطابق سنہ ۱۵۵۶ع کے اس
جہان فانی سے رحلت کی اور اکبر شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس کیا شاہ موصوف
نے واسطے تنبیہ باس دیو کے محمد عباس علی خان افغان غزغشتی کو مع فوج کے مامور
کیا باس دیو فوج شاہی سے مقابلہ پیش آیا۔ لیکن بعد جنگ و جدال بسیار باسعہ مع
مائد ہوا اپنے بہائی کے مارا گیا بعد ازان عین الملک میرزائی کو پیشگاہ اکبر شاہ سے سند
نظامت بریلی وغیرہ کے مرحمت ہوئی عین الملک نے شہر کہنہ بریلی مین وارد ہو کر میرزائی
مسجد تعمیر کرائی کہ وہ مسجد آجتک جعفر خان کے گلی مین جو کہ پرانے شہر مین واقع ہے۔
موجود ہے اور قطعہ زمین بنام میرزائی باغ اتبک مشہور ہے بعدہ بہرہ مند خان
بہرہ یاب عہدہ صوبہ داری بریلی کا ہوا بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۰۸۴ ہجری مین مطابق

سنہ ۱۰۱۴ھ کے اکبر شاہ نے انتقال کیا جہانگیر بادشاہ نے تخت شاہی پر جلوس
کیا اس بادشاہ کے تیسرے سنہ جلوس میں سلطانات علیخان حاکم بیگی کا تقرر ہوا
اوسکے بعد علی قلی خان کو حکومت کشمیر تفویض ہوئی جب سنہ ۱۰۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۶ء
کے جہانگیر شاہ نے انتقال کیا بعد شاہجہان بادشاہ کا عہد ہوا اوسوقت
عبداللہ خان ساکن دارالسلطنت شاہجہان آباد ناظم ملک کشمیر مقرر ہوئی
جب عالمگیر سنہ ۱۰۶۸ ہجری میں اپنے باپ شاہجہان کو قید کرکے خود بادشاہ بنگیا تب اوس
حکومت کشمیر بنام ... کے سپرد ملک حمید حکومت کے سپرد کی کرخان لطف زین العابدین
وغیرہ کارکنان شہر کشمیر سے جانب غرب بکثرت بنا کر مقابلہ پر انکی اس شہر کے ایک شہر
آباد کرکے عالمگیری گنج بنام عالمگیر بادشاہ کے بسایا اور جامع مسجد شہر کشمیر کی
بادشاہ نے تعمیر کرائی کہ وہ مسجد آجتک اس شہر میں موجود ہے ... مقام ... چھپا
فی الحال ... گنج متصل قلعہ ... تعمیر ...
دیا محلہ ... اور ... حکومت ... میں آباد ہوئے جب سنہ ۱۱۱۸ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۰۷ء کے عالمگیر نے عقبیٰ کو انتقال کیا شاہزادوں کی تنازع واقع ہوا جس
طرح کے خلل امور سلطنت میں پیدا ہوگئے تھے کہ راجپوتان کشمیر بھی باغی اپنی علاقہ
میں زمیندار خودسر ہوگئے اور ہرطرف فتنہ و فساد او شاہر ایک زبردست برزور

قوت بازو راجہ اور نواب بنگیاش سنہ ۱۱۳۱ ہجری میں مطابق سنہ ۱۷۱۸ء کے بعد انتقال فرخ سیر محمد شاہ نے تخت شاہی پر جلوس کیا ہر سرکش کا سر دبا دیا اور نظامت ملک کٹہرہ پر نواب عظمت اللہ خان کو کہ جنکا ذکر متعلق ریاست علی محمد خان اوپر بیان ہو چکا ہے مامور کیا فقط د نواب محبت خان نے حسب الحکم نواب آصف الدولہ بہادر کے بشہر لکھنو محلہ رستم نگر مین مکانات لال جی ہرکارہ کہ جو بعہد نواب صفدر جنگ و شجاع الدولہ مین بہت اقتدار رکہتا تہا ۔ اور ایک چاہ تعمیر کردہ اوسکا محلہ مذکورہ مین جانب شرق زیر دیوار باغ آغا مرزا ابتک موجود ہے بعد ازان بسبب کثرت اولاد وغیرہ کے اور مکانات بہی گرد پیش اوسکی خرید کہ جو یہہ سب جگہہ بلکہ اسوقت تک بنام کٹہرہ نواب محبت خان مشہور ہے

بیان دیگر ۔ اور حافظ الملک بہادر نے ستائیس برس اور چند ماہ حکومت ملک روہیلکہنڈ کی و بعمر قریب ستر سال انتقال کیا حالات اخلاق و ہمت و جرأت و سادات پرستی و غربا نوازی حافظ الملک بہادر کے اظہر من الشمس مین لکھنا اون کا باعث طول تحریر ہے لیکن مشتی نمونہ از خروار کہ جب مسجد پیلی بہیت تعمیر کرائی تو پہلے اوسکی نیو مین اپنے ہاتھہ سے اینٹہ جمائی اور یہہ کہا کہ بفضل خدا میرا ازار بند کبھی حرام پر نہین کہلا

دویم یہہ کہ حضرت سید خواجہ حسین مودودی چشتی کہ جنکے اولاد سے کچھہ
اشخاص اسوقت تک بشہر لکہنو موجود ہین بعہد حافظ الملک بہادر
برفاقت نواب محبت خان روہیلکہنڈ مین قیام رکہتے تھے درمیان
سید صاحب موصوف و نواب حرمت خان ابن حافظ الملک کسی بات پہ
تکرار واقع ہوئی سید صاحب نے غصہ مین آکے چہرا نواب حرمت خان کے
مارا جس سے اون کا شانہ و گردن کسیقدر زخمی ہوا یہہ خبر جو حافظ رحمت خانکو
معلوم ہوئی فرمایا حرمت خان زندہ ہے یا مرگیا لوگون نے عرض کی
زندہ ہین مگر زخمی ہو گئے اوس وقت حافظ الملک بہادر نے سجدہ شکر درگاہ
جناب باری ادا کیا اور کہا الحمد للہ کہ حرمت خان بچگیا ورنہ مین ہرگز
قصاص یک غلام زادہ کا شاہزادے سے نکرتا اور سید صاحب سے
کبہی اس امر کا کچھہ تذکرہ بہی نکیا و حتی الامکان پشت بقبلہ کبہی نہین
بیٹھے نہ کبہی ناچ دیکہا نہ گانا سنا اہل سنت و جماعت خاندان قادریہ
مین بیعت حنفی المذہب قریب فضیلت صاحب غیرت جملہ فنون سپہ گری
سے ماہر اپنی دختراؤن مین سے کسی کا عقد بجز شب کے دن کو نہین کیا اور جہیز قیمتی
از قسم جہیز و زیور وغیرہ جو کچھہ دینا ہوا دیکر رخصت [illegible] خاص

اشتہار ہے عوام کو خبر ہی نہو تی تھی و نیز دختران ... عقد بطور پوشیدہ ... کا عقد ... عیب سمجھا جاتا تھا غرض کہ ابتدا دنیدار ... پر ... نوم افغان میں نہین ہوا۔

اسامی دیگر ابنائی حافظ الملک بہادر مرحوم معہ تاریخ و عمر و سنہ انتقال شان و اسامی نبائیر وغیرہ بطور یادداشت تحریر کئی جاتے ہین

اول فرزند کلان حافظ الملک بہادر کے نواب عنایت خان ... عارضہ ورم شانہ سے ... حیات پدر والا قدر ... دو فرزند ارجمند ... یادگار رہے یعنی ... دوئیم ہمت خان بعمر دوازدہ سالگی ماہ رجب ... ہوئے۔ سوئیم نواب ارادت خان۔ روز ... رمضان المبارک ... سال کے آرام گزین خلد برین ہوئے چہاردہ فرزند و ہشتادہ دختر ... یادگار رہے۔ کرامت اللہ خان۔ سعادت اللہ خان۔ رعایت اللہ خان۔

ہدایت اللہ خان نبی یار خان حسن علی خان علی یار خان اکبر حسین خان
امیر الدین خان حسن علیخان محمد رضی خان منیر الدین خان عزیز محمد خان ۔
عبد المجید خان ۔ چہارم نواب محبت خان نے اٹھارہ ماہ صفر المظفر
روز جمعہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری بعمر ۷۴ سال بعارضہ استسقا انتقال فرمایا اٹھارہ
فرزند اور چہار دہ دختر اونسے یادگار رہے ۔ علی اکبر خان و امام بخش خان ۔
و حیدر علیخان و شاہ عالم خان و محمد منصور خان و محمد محتشم خان و محمد شمس الدین
خان ۔ و محمد یوسف خان و محمد مقیم خان و محمد حافظ خان و محمد خسرو خان و
محمد مہدی علیخان و خدا یار خان و محمد لطیف اللہ خان و شاہ [illegible] و عزت
خان و محمد موسی خان و نسیم خان ۔ ان سب مین سے امام بخش خان نے نواب
صاحب موصوف کے حیات مین انتقال کیا دو فرزند اونسے یادگار رہے
سعادت خان و مسیح الزمان خان ۔ پنجم نواب حافظ محمد یار خان نے سنہ ۱۲۵۱ ہجری
مین کہ عمر اونکی زائد از نوے سال کے پہونچی تہی انتقال کیا نو فرزند سعادتمند
و چند دختر اونسے پیدا ہوئے نصرت یار خان سلطان یار خان یار محمد خان
زمان خان محمد امان خان محمد احسان خان برخوردار خان سالار خان ۔
احمد رضا خان ۔ ششم نواب محمد دیدار خان انہون نے بعمر پنجاہ و ہشت

سال ماہ شوال سنہ ۱۲۲۴ ہجری یکہزار دو صد بست چہار ہجری مین سفر ملک
جاودان کا اختیار کیا دو فرزند فتح یاب خان و نصیر خان و سہ دختر اونسے
یادگار رہے۔ ہفتم نواب ذوالفقار خان نے روز دوشنبہ چہارم رمضان
سنہ ۱۲۱۲ ہجری یکہزار دو صد دوازدہ ہجری مین بعمر چہل و شش سال کی عزیمت فردوس
برین البشہ لکھنو فرمائی نعش اونکی بریلی مین آئے۔ دہ پسر و چند دختر اونسے
یادگار رہے۔ احمد یار خان۔ حافظ یار خان۔ ہادی یار خان۔ جمال الدین خان
کمال الدین خان جلال الدین خان خان بہادر خان قاسم علیخان نصیر الزمان
خان امیر الزمان خان۔ ہشتم نواب الہ یار خان نے بتاریخ نہم شعبان
المعظم روز سہ شنبہ سال یکہزار دو صد و چہل و ہشت ہجری بعمر ہشتاد و دو سال
انتقال کیا شش فرزند اقبال مند اونسے ظہور مین آئے محمد کامگار خان
محمد خدا یار خان محمد محمود خان محمد مسعود خان محمد ابراہیم خان محمد نعیم خان۔
و چند دختر۔ نہم نواب عظمت خان سال یکہزار یکصد و نود و سہ
سنہ ۱۱۹۳ ہجری بعمر بست و ہفت سال کے روانہ جنت برین کو ہوئے دو
پسر فرخندہ سیر یادگار چھوڑے محمد آزاد خان و شہزاد خان۔ دہم نواب
حسرت خان نے سال یکہزار دو صد و سی ہجری مین بعمر شصت و چہار

سالکی رحلت ملک بقا کو فرمائی سہ فرزند اونسی یادگار رہے - محمد یعقوب خان فتح خان ایوب خان - یازدہم غلام مصطفے خان پنجم ذیقعد روز شنبہ سنہ ایکہزار دوصد وسہ ہجری بعمر سی سال لاولد رحیل ملک بقا ہوئے - دوازدہم نواب محمد عمر خان روز شنبہ بست پنجم ماہ جمادی الثانی سال یکہزار دوصد وچہل ہجری بعمر شصت وہفت سال کے طایر روح اونکی نے طرف روضہ رضوانکی پروازکی پنج پسر عالیقدر اونسے یادگار رہے - محمد حسین خان - عبداللہ خان - عبدالرحمان خان - محمد خان - سعداللہ خان سیزدہم نواب محمد مستجاب خان روز شنبہ دوم شہر شوال سنہ یکہزار و دو صد وچہل وہشت میں بعمر ہفتاد وچہار سال کے استراحت فرمائے خلد بریں ہوئے ہفت پسر اونسے صفحہ ہستی پر یادگار رہے - محمد احسن خان محمد اسحاق خان محمد کرامت خان حافظ نعمت خان اکبر علی خان محمد اکبر خان محمد احمد خان وچند دختر - چہاردہم نواب محمد اکبر خان روز شنبہ شش ذیقعد سال یکہزار دو صد وچہل وشش ہجری بعمر ہفتاد ومیسال سوئے جنت روانہ ہوئے تین فرزند اونسے یادگار رہے - عبدالمجید خان

محمد ظاہر خان محمد ضیا خان فقط وہمشیرزادہای حافظ الملک بہادر پنج یعنے خان محمد خان و سید محمد خان و میر خان و احمد خان و محمد خان ان صاحبون کی اولاد سے بہی کچہہ مرد و زن ہنوز موجود ہین۔ **بیان عقد فرزندان و دختران نواب محبت خان**۔ منجملہ ہژدہ پسر وچہاردہ دختران کی چہہ فرزند و پنج دختر بحیات نوابصاحب مرحوم منعقد ہوئین مابقی کا عقد بعد وفات نوابصاحب مرحوم الصدر کی ہوا یعنے علی اکبر خان پسر کلان نوابصاحب مرحوم با صبیہ نواب ارادت خان مغفور و امام بخش خان و حیدر علے خان و محمد منصور خان و محمد محتشم خان با دختران سعادت خان ابن بخشی محمد سردار خان و شاہ عالم خان با دختر نواب مستجاب خان منعقد ہوئی و دختر کلان نواب محبت خان کہ جو جملہ اولاد نواب صاحب مرحوم سے بڑی تہین بہ نواب محمد آزاد خان ابن عظمت خان مرحوم و دختر دویم بہ نواب کرامت اللہ خان ابن نواب ارادت اللہ خان مرحوم و دختر سوم بہ نواب خان بہادر خان ابن نواب ذوالفقار خان بیہہ سہ دختر شاہ عالم خان و محمد یوسف خان و محمد مہربے علیخان کے حقیقی ہمشیرہ تہین و دختر پنجم بہ محمد علیخان ابن نواب

[illegible]

محمد خان ہمشیرہ زادہ نواب حافظ الملک بہادر منعقد ہوئی تھین بہ نواب
حیدر علی خان کی حقیقی ہمشیرہ نہین - بیان عقد فرزندان و دختران

کہ جو بعد وفات نواب محبت خان کے ہوئے ہین

محمد شمس الدین خان با صبیہ نواب محمد دیدار خان و محمد یوسف خان و
محمد مقیم خان و محمد لطف اللہ خان شاہ ولی خان و غیرت خان با دختران
نواب ارادت خان منعقد ہوئی و خدا یار خان با دختر نواب حسرت خان
منعقد ہوئے خسرو خان و نسیم خان با دختران نواب محمد یار خان منعقد ہوئے
و محمد حافظ خان با دختر نواب یحیی خان ابن نواب عنایت خان منعقد ہوئے و محمد
علیخان با دختر نواب ذوالفقار خان کہ بہیجہ نواب خان بہادر خان کی حقیقی ہمشیرہ
تھین منعقد ہوئی محمد موسی خان با صبیہ محمد عثمان خان خلف نواب محمد خان ہمشیرہ
زادہ حافظ الملک بہادر منعقد ہوئے و زوجہ محمد عثمان خان نواب ذوالفقار خان
کی دختر و ہمشیرہ حقیقی جلال الدین خان کی تھین دو فرزند مسمیان یعقوب علیخان
و یوسف علیخان اور ایک دختر یعنی زوجہ محمد موسی خان کی تھین چنانچہ یعقوب
علیخان نے پیش از چند سال زمانہ غدر کے انتقال کیا و مقبرہ نواب حافظ الملک مین
دفن ہوئے انہون نے اپنا عقد نہین کیا تہا درویشانہ مزاج آدمی تھے [illegible] علی

بھی بعد زمانہ عذرا انتقال کیا و مقبرہ حافظ الملک بہادر مین دفن ہوے یہ دختر نواب فتحیاب خان ابن نواب محمد دیدار خان سی منعقد ہوئے تھے لیکن اون زوجہ سے کوئی اولاد اونکی نہین ہی سی مگر زوجہ ثانیہ غیر حرم سے کچھہ اولاد نواب علیخان تا حال شہر بریلی مین موجود ہے معلوم کرنا چاہیے کہ زوجہ نواب محمد موسی خان اپنی ہر دو برادران سے عمر مین بڑی تھین اور یہہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ خدایار خان محمد منصور خان کی حقیقی بھائی تھے۔ اور حافظ محمد محتشم خان کی عینی بھائی تھے منجملہ اخلاف نواب محبت خان کے محمد محتشم خان و محمد مہندی علیخان و محمد موسی خان نہایت وجیہہ و شکیل تھے

بیان عقد دختران نواب محبت خان کہ جو بعد وفات نواب صاحب موصوف سے کے منعقد ہوئین۔

یکے بہ نواب سعادت یار خان ابن نواب محمد یار خان دویم و سویم بہ جمال الدینخان و کمال الدینخان ابنائی نواب ذوالفقار خان چہارم بہ علی مرزا خان ابن نواب محمد یحیی خان پنجم بہ محمد حسین خان از اقربا و والدہ ماجدہ محمد موسیٰ خان ششم بہ یار محمد خان ابن نواب محمد یار خان ہفتم بہ حسن علیخان ابن نواب ارادت اللہ خان محمد لطف اللہ خان کی حقیقی ہمشیرہ تھین اور خاندان نواب حافظ الملک بہادر مین حصہ دختران شرعی طور پر کبھی تقسیم نہین ہوا قاعدہ یہہ رہا کہ ہنگام

عقد جو کچھہ از قسم زیور و جہیز وغیرہ لڑکیون کو دیدیا گیا وہ ہی اونکو ملا الا بعض
دختران کو کہ جنکی شوہرون کے مشاہرہ قلیل اور آمدنی کم سمجھی گئی اونکی نام کچھہ
مشاہرہ رعایتاً مقرر کردیا گیا چنانچہ بنام زوجہ محمد علیخان چہل روپیہ ماہوار و بنام
زوجہ علی مردانخان بست روپیہ ماہوار و بنام زوجہ محمد حسن خان پانزدہ روپیہ
ماہوار بطور پرورش مقرر کردیا گیا تہا اور بموافق آپکی دستور دختران دیگر اخلاف
نواب حافظ الملک مین بہی جاری رہا یعنی کسی دختر نے حصہ حسب دستور
شرع نہین پایا و حیات نواب محبت خان مین دو فرزند صاحب اولاد ہوے یعنے
امام بخش خان و حیدر علیخان پسران امام بخش خان مسمیان سعادت خان
و مسیح الزمان خان و فرزند حیدر علیخان مسمی دوست محمد خان لیکن دوست محمد خان بے حیات پدر بعمر
قریب ... سال پاکر انتقال کیا۔ ایک دختر اونسی باقی رہی تہی وہ ہی کم سنی مین
مرگئی۔ بیان دیگر۔ و از دواج نواب محبت خان سے کسیکی بعد نیا محل والدہ محمد موسی
خان کا انتقال ہوا بعمر باسٹھ سال ۱۲۶۰ سنہ ہجری مین ہوا اور والدہ نیا محل یعنے
محل بیگم صاحبہ نے ترتیب بعمر یکصد سال ۱۲۶۲ سنہ ہجری مین رحلت کی و قریب مقبرہ نواب
محبت خان کے بزمین و زیر باغ دفن ہوئین یہہ قوم یوسف زئی سے ہین و جملہ اخلاف
نواب محبت خان مین سب کی بعد محمد موسی خان نے ۱۹ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین روز

چہار شنبہ بعمر ستہتر سال انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان مین دفن ہوے گے
و زوجہ نواب محمد موسی خان نے بعمر اٹھتر سال بعارضہ اسہال کبدی بتاریخ دوازدہم شہر
شوال ۱۲۹۹ ہجری روز یکشنبہ قضا کی و مقبرہ نواب محبت خان مین دفن ہوئین و
دختران نواب محبت خان مرحوم سی سبکے بعد زوجہ یار محمد خان کا انتقال ۱۳۰۱ ہجری
مین ہوا۔ و از ازواج فرزندان نوابصاحب موصوف سے سبکی بعد زوجہ شاہ دلیخان
کا انتقال بعمر زاید از نود سال ۱۳۰۵ ہجری مین لاولد ہوا۔

بیان عقد فرزندان و دختران نواب محمد دیدار خان

محمد فتحیاب خان با دختر اخوند محمد شبیر خان از افغانان شریف باشندہ رامپور منعقد
ہوئے۔ و محمد نصیر خان با صبیہ نواب ارادت خان منسوب ہوئے لیکن ہنوز عقد ہونے
پایا تہا کہ نصیر خان نے زوجہ ثانیہ کر لی مذبوجہ صورت عقد با صبیہ نواب ارادت خان
ظہور مین نہین آئی اوس نیکبخت بی بی نے ناکتخدا انتقال کیا۔ یہہ زوجہ لطف اللہ خانکی
ہمشیرہ خوردہ تہین و دختران محمد دیدار خان سے کلان و خوردہ با ابنائے نواب ذوالفقار
خان یعنے دختر کلان بہ حافظ یار خان و دختر خوردہ بہ نصیر الزمان خان و صبیہ اوسط
بہ محمد شمس الدین خان ابن نواب محبت خان سے منعقد ہوئین دختر کلان نواب
محمد دیدار خان نے لاولد انتقال کیا و دختران اوسط و خوردہ کی اولاد سے کچہ

مزدرزن تاحال موجود ہیں۔

بیان ملازمت نبیرگان نواب حافظ الملک بہادر

خاندان حافظ الملک سے قبل از غدر بھی بعض اشخاص نے روزگار کیا ہے
چنانچہ عمو صاحب قبلہ نواب محمد خان خلف نواب عمر خان ابن حافظ الملک
شہر لکھنؤ میں اول بعہدہ کلکٹری چند سال و بعدہٗ بزمانہ حضرت واجد
علیشاہ بعہدہ وکالت کئی سال تک مامور رہے و خطاب شوکت الدولہ پایا
بعد زوال سلطنت واجد علیشاہ اونکے ساتھ کلکتہ لیگئے وہاں انہوں نے
انتقال کیا لاش اونکی بریلی میں آئی و بمقبرہ حافظ الملک بہادر
دفن ہوئے و نواب ہادی یار خان و نواب نصیر الزمان خان ابنائے نواب
ذوالفقار خان ابن حافظ الملک بریاست رامپور بزمانہ نواب احمد علیخان
و نواب محمد سعید خان عہدہ وکالت پر مامور رہے علاوہ ازین اور دو چار
اشخاص بھی خاندان حافظ الملک سے ریاست رامپور میں بزمرہ امتیازیان ملازم
رہے و نواب خان بہادر خان ابن نواب ذوالفقار خان سرکار انگریزی
میں صدر امین رہے و نواب احمد یار خان ابن نواب ذوالفقار خان بعہدہ
نواب ناظم جنگ و حشمت جنگ مظفر حسین خان خلف نواب احمد یار خان

فرخ آباد مین نایب الریاست رہے۔ حسن علیخان عرف حسو خان ابن نواب
محمد مستجاب خان خلف حافظ الملک مرحوم سرکار انگریزی مین رسالہ دار رہے
و برادر م مختار علیخان مرحوم ابن نواب محمد ضیا خان خلف نواب اکبر خان ابن حافظ
الملک بہادر ریاست ٹونک مین با ہمشیرہ نواب وزیر الدولہ بہادر یعنے
بدختر غلام قادر خان منعقد ہوگئے و بعہدہ وکالت و نایب جنیلی مامور رہے اور اونکے
فرزند صابر علیخان بعہدہ وکالت رزیڈنسی جے پور مین منجانب دربار ٹونک مامور
ہین و راقم الحروف بہی قبل ازین چند سال شیر سخن جناب نواب صاحب بہادر
حال کا بہ شاعری مین رہا و نیز اکثر حضرات اہل خاندان یعنے صاحبزادگان والا
شان وغیرہ و سعد جناب نایب صاحب بہادر دنیز دیگر شرفا شہر قریب پچاس آدمی کے فن
شاعری مین ریاست ٹونک میرے شاگرد ہین چونکہ میرے آمد و رفت کو اس
مقام پر عرصہ قریب پنیتس ۳۵ سال کے گذرا لہذا حضرات ٹونک محاورات اردو سے
کسیقدر زیادہ واقف میرے ہی باعث سے ہوگئے بقول خود وہ زبان لکہنو
سے گلفشانی ٹونک مین کر کے ؎ کیا گلزار ہمنے دامن کہسار کو دیکہو ؎ و
بالفعل بعہدہ وکالت ایجنٹی بہوپال مین مقام سیہور ریاست ٹونک کیطرف
سے مامور ہے۔ لیکن اب جو بچشم غور دیکہا گیا تو بجز دو چار حضرات حسب لیاقت

وذی شرافت کی و دیگر اشخاص آونک خود بہرے اور ستادہ بین ہرایک کو

یہان خود مطلب پایا ۵ کس بنیا موخت علم تیراز من ؛ کہ مرا عاقبت نشانہ

نہ کرد ؛ ۵ یہہ تہان سنگدل تہپہکے بیتہر ہی ہے ؛ ؛ مارتی سر جسنے گرایا

اسے کیسا ہین ؛ ع ۔ جملہ اشخاص کو مطلب آشنا پایا ۔ ع ۔ یہین

جنسے چشم اُمید تہی وہی آنکہہ ہسے جدا گئے ۵ راست گویا جیسے ہیہنے

وہ لنگڑا کج سرشت ؛ تول میں اقرار ہین رفتار ہین گفتار ہین ؛ القصہ ریاست

رامپور بعد شہادت حافظ الملک زیر حکومت نواب وزیر اودہ ایک مدت

تک رہے ۔ چنانچہ نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان جب اپنے

برادر کلان یعنے نواب محمد علیخان کو ہلاک کرکے خود مسند نشینی با اتفاق

سرداران فوج ہو گئے ۔ اسپر عمدہ نواب محمد علیخان کہ وہ دوندیخان بہادر

بہرام جنگ کے پوتی اور نواب احمد علیخان کی والدہ تہین اونکے عرضی بطور

استغاثہ نواب آصف الدولہ بہادر کو پہونچی نواب آصف الدولہ بہادر

نے لکہنو کی فوج کشی کرکے نواب غلام محمد خان کو شکست دی کہ جسمین

نجو خان وغیرہ رسالہ دار مارے گئے اور یہہ لڑائی سنہ ۱۲۰۹ ہجری سنہ ۱۷۹۴ع بمقام

رجیہر واقع ہوئی در رامپور مین آکر نواب احمد علیخان ابن نواب محمد علیخان کو

اپنے طرف سے بہنگام طفولیت مسند نشین ریاست کیا اور نصراللہ خان
ولد نواب عبداللہ خان کو نایب قرار دیا و بمصارف جنگ پرگنہ شاہ آباد و
دیگر مقامات وغیرہ جمع چھہ لاکھہ روپیہ سالانہ کی ریاست رامپور سے نکال کر
اپنے ملک مین شامل کر لیئے و رامپور وغیرہ جمع نو لاکھہ روپیہ سالانہ نواب
احمد علیخان کو مرحمت کیا بعد ازان جب ملک روہیلکھنڈ سنہ ۱۲۱۶ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۰۱ء کے قبضہ نواب وزیر اودہ سے نکلکر سرکار انگریزی مین آیا
جب سے ریاست رامپور ماتحت سرکار انگریزی ہوگئے وحسب دستور قدیم صاحب
کمشنر بہادر بریلی ایجنٹ رامپور رہتے ہین نواب احمد علیخان تا حیات
در زمانہ ریاست خود اولاد نواب حافظ الملک سے بہنگام ملاقات برادرانہ
طور سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین جو انتقال نواب ذو
محبت خان کا لکھنؤ مین ہوا تو والدہ صاحبہ نواب احمد علیخان مرحوم
کی کہ وہ دوندی خان بہادر بھرام جنگ کے پوتی تھین۔ اور دوندیخان بہادر
حافظ الملک بہادر کے چچا زاد بھائی تھے برسم تعزیت بریلی مین
پاس زوجہ کلان نواب محبت خان کے کہ وہ بوجہ ناموافقت نواب
صاحب مرحوم کے بریلی مین قیام رکھتی تھین۔ آئین اور چالیس روز

تک وہین رہین بعد وفات نواب محبت خان مرحوم کے باد و سہ برادران
دیگر یعنی نواب حیدر علیخان و محمد یوسف خان وغیرہ بمقدمہ منسوبہ
مشاہرہ خاندان حافظ الملک کہ جو سرکار انگریزی سے بعد انتقال نواب
محبت خان کے منظور ہو کر آیا تہا بریلی کو گئے تہے - چنانچہ انہین دنون مین
انتقال والدہ صاحبہ نواب احمد علیخان بہادر کا ہوا اسپر بایائے نواب
محمد اکبر خان مرحوم ابن حافظ الملک نواب علی اکبر خان بہی معہ برادران
و چند رفقا دیگر برسم تعزیت بریلی سے رامپور کو گئے نواب احمد علیخان
بہادر نے محلسرا آغا میں نواب علی اکبر خان کا قیام کرایا -

پہلے نواب علی اکبر خان معہ برادران وغیرہ برائے
فاتحہ خوانی بخدمت نواب احمد علیخان بہادر گئے روز دیگر نواب
احمد علیخان بہادر قیام گاہ نواب علی اکبر خان مین برائے ملاقات بازدید
تشریف لائے و نواب محبت خان مرحوم کی فاتحہ خوانی کی و لفظ ماسوا
صاحب کا کہکر نواب علی اکبر خان سے گفتگو کرتے تہے بدینوجہ کہ والدہ اونکی
نواب دوندیخان بہادر کے پوتی تہین تا قیام رامپور کوئی دقیقہ لوازمہ
مہماندار ی کا فرو گذاشت نہین کیا چنانچہ قریب ایک ہفتہ کے نواب

علی اکبر خان رامپور مین قیام کرکے واپس آئے دوم یہہ کہ بزمانہ
ریاست نواب احمد علیخان نواب محمد سعید خان بہادر معہ ہر دو فرزندان
خود یعنی نواب محمد یوسف علیخان بہادر مرحوم و نواب کاظم علیخان بعہد
بادشاہت مرزا غازی الدین حیدر بہادر شاہ اودہ لکہنؤ مین تشریف
لاکر بمحلہ رستم نگر بارہ دری میر غلام حسین مین عقب کٹرہ نواب محبت خان
بہادر مرحوم قیام پذیر چند مدت رہے اوس زمانہ مین نواب محمد سعید خان
بہادر نے بہی اخلاف نواب محبت خان بہادر سے بطور یگانگت میل جول و
آمد و رفت رکہے بعد ازین نواب امداد اللہ خان خلف نواب نصر اللہ خان
مرحوم لکہنؤ مین آئے و اولاد نواب محبت خان سے یگانہ وار ملتے رہے چنانچہ
والد راقم الحروف یعنی نواب محمد موسی خان و نواب امداد اللہ خان سے
کمال ربط ضبط بڑہ گیا تہا بعد ازین بزمانہ سلطنت واجد علیشاہ
نواب امداد اللہ خان دوبارہ لکہنؤ مین آئے اور والد راقم سے
برادرانہ طور سے ملے اس ارتباط کو راقم نے بچشم خود دیکہا ہے د
نواب امداد اللہ خان صاحب اوندنون چند ماہ لکہنؤ مین رہکر مجنون ہو گئے
تہے چنانچہ اوسی حالت مین رامپور واپس گئے۔ گر وہان جاکر بعد معالجات

بسبب بار صحبت پائی۔ وفیما بین خاکسار و صاحبزادہ محمد مبارک علی خان مرحوم
خلف نواب محمد سعید خان بہادر مغفور کمال ارتباط رہا صاحبزادہ صاحب
موصوف الصدر میرے حال پر کمال عنایت کرتے تھے۔ و بہ سبب حسن ظن
حسب قاعدہ قدیم لفظ بہائیصاحب کا راقم کو تحریر فرماتے تھے صاحبزادہ
محمد حسن رضا خان عرف دولہ صاحب خلف نواب احمد رضا خان
عرف پیارے صاحب بالفعل فن شاعری مین راقم کے شاگرد ہین ایک مرتبہ
خاکسار بھی بعہد ریاست نواب مشتاق علیخان بہادر مرحوم برائے چند روز
صاحبزادہ محمد مبارک علیخان صاحب مرحوم کے ملاقات کیواسطے
رامپور گیا تھا۔ صاحبزادہ صاحب مرحوم تا قیام راقم کمال خاطرداری و
مہمان نوازی سے پیش آئے اور جسقدر کہ میرا قصد قیام رامپور کا تھا اوس
سے زیادہ دنون تک انہون نے ازراہ اخلاق مجھکو رامپور مین ٹہرایا خلاصہ یہ ہے
کہ بعض دیگر اشخاص بھی اولاد نواب حافظ الملک بہادر سے بالفعل بسرکار
انگریزی و بعض ریاست ہائے دیگر ملازم مین چنانچہ فرزند راقم سلطان
احمد خان عرف نواب بہادر از ایام شیرخوارگی محض بہ نظر عنایت جناب
راجہ صاحب بہادر ریاست نانپارہ ملازم رہے ہین و محمد علیخان خلف نواب

محمد عثمان خان مرحوم بھی بعہدۂ خوش نویسی ریاست مذکور مین ملازم ہین
و محمد افضل علیخان عرف بنی صاحب بمقام لکھنؤ کچہری ڈپٹی کمشنری
مین ملازم ہین و محمد باقر علیخان ریاست حیدرآباد مین ملازم ہین وغیرہ
اور اکثر اشخاص بھی اولاد نواب حافظ الملک بہ ریاست سرکار انگریزی
و ریاستہائے دیگر مین جابجا ملازم ہین کہ حال ملازمت ہر ایک شخص
کا لکھنا باعث طوالت کتاب ہذا ہے۔

اسامی بعض شعرائے خاندان حافظ الملک بہادر

نواب محبت خان تخلص محبت صاحب دیوان اردو و فارسی و ہشت بہشت
و مثنوی ہستی بہو نواب علی اکبر خان تخلص عاشق نواب محمد منصور خان
تخلص مہر صاحب دیوان نواب محمد مقیم خان تخلص مقیم صاحب دیوان
فارسی گو نواب خان بہادر خان تخلص منصور نواب محمد مظفر خان
تخلص راسخ صاحب دیوان اردو و فارسی حکیم محمد حسین خان صاحب
تخلص ضیا محمد عابد علیخان تخلص خورشید احمد حسن خان تخلص جوش
صاحب دیوان محمد عبد العزیز خان تخلص عزیز بریلوی صاحب دیوان
نیاز احمد خان تخلص ہوش بریلوی صاحب دیوان محمد عمار

خان تخلص مختار صاحب دیوان - محمد صابر علی خان تخلص صابر صاحب دیوان
محمد علیخان تخلص قمر صاحب دیوان - خاکسار محمد سلیمان خان تخلص اسد -
صاحب دیوان - علاوہ اشخاص تذکرہ بالا کے اور بہی اکثر لوگون کو
چہوٹی بڑی ذوق شعرگوئی کا رہا ہے کہ نام ہر ایک کا لکہنا باعث تطویل تحریر ہے
شعر - شاعری جزویست از پیغمبری   جاہلانش کفر گویند از خری

بیان آمدن مرزا جہاندار شاہ بہ شہر لکہنؤ

بعہد حکومت نواب آصف الدولہ بہادر مرزا جہاندار شاہ کسی بات پر ناراض
ہوکر دہلی سے لکہنؤ مین تشریف لائے نواب آصف الدولہ خبر آمد شاہزادہ
صاحب سنکر تا بیرون شہر استقبال کو گئے اور کمال اعزاز و اکرام
سے لاکر سنید باغ مین اوتروایا اور نہایت فرمانبرداری اور اطاعت سے
پیش آئے ہر روز شاہزادہ صاحب کے سلام کرنیکو سنید باغ مین
آیا کرتے تہے و شہزادہ صاحب سید شاہ خواجہ حسین صاحب سے کمال
اعتقاد و محبت رکہتے تہے سید صاحب بہی خدمت شاہزادہ صاحب مین
اکثر جایا کرتے تہے چنانچہ یہی باعث ملاقات نواب آصف الدولہ بہادر
اور سید صاحب کا ہوا الغرض شاہزادہ صاحب ذی شوق تہے خط [illegible]

سید جواد حسین صاحب کی نواب محبت خان کو یاد فرمایا بہنگام لارڈ
کمال مراحم خسروانہ پیش آئے اور بخطاب مظفر الدولہ حافظ الملک محبت خان
بہادر شہامت جنگ مخاطب کیا اور ہمیشہ حاضر ہونیکی اجازت دی چنانچہ
نواب محبت خان بھی اکثر خدمت شاہزادہ صاحب میں جایا کرتے تھے ایک روز
شاہزادہ صاحب نے مجلس میں نواب محبت خان سے کہا کہ شاہ عالم بادشاہ
ضعیف ہو چکے ہیں و امورات سلطنت تمام درہم برہم ہو گئے اور ہوتے
جاتے ہیں اور میرا قصد ہے کہ دہلی چلکر کشتی مدد کے شاہ عالم کو
قید کروں اور میں تخت نشین ہوں تم مثل اندنوں معہ سپاہ میرے طلب
کرونگا تم اوسوقت لازم ہے اگر آسکو اور ہمارے ساتھ چلو انشاء اللہ
تعالی بروقت تخت نشینی منصب وزارت تمہاری سپرد کیجائیگی نواب
محبت خان شاہزادہ صاحب کی بات کو باندی خلاف سمجھے لیکن بخیال
دور اندیشی اپنے برادر نواب محمد یار خان ابن حافظ الملک بہادر کو
خدمت شاہ چھڑا صاحب مجذوب میں کہ وہ اکثر اونکی خدمت میں جایا
کرتے تھے برائی کشف اس امر کے بھیجا کہ دیکھو شاہ صاحب موصوف
اس باب میں کیا فرماتے ہیں چنانچہ نواب محمد یار خان خدمت شاہ چھڑا

صاحب ہین کہ جنکا مزار قریب سڑک جدید حال شہر لکھنؤ مین قریب
چوک موجود ہے گئے اور اشارتاً اون کا استمزاج لیا تو اوس وقت
شاہ صاحب نے اپنی شعر مین دو تین مرتبہ یہہ کہا کہ این بادشاہ شطرنج است
دو اسپ دو فیل دارد۔ باقی ہیچ نیست یہہ بات شاہ صاحب سے سنکر
نواب محمود یار خان واپس آئے اور نواب محبت خان ہی یہان کا
پس نواب محبت خان شاہزادہ صاحب سے رخصت ہوکے ہمراہ
جانا مصلحت نہ سمجھے اور عرض کیا کہ حضور تشریف لیجلیں حسب الحکم ہم بھی
روہیلون کو طلب کرکے اور اپنا سامان سفر درست کرکے عنقریب ہمراہ
رکاب سعادت انتساب ہو جاؤنگا۔ بعد ازین شاہزادہ صاحب نے
بلدہ میں مقیم ہوکر غفار بیگ شاہ عالم لشکر کشی کی اور دہلی پہنچکر آپسمین
لڑائی ہوئی انجام کار شاہزادہ صاحب نے [illegible] شکست کہا کر
باعث دو چند دوبارہ لکھنؤ مین بادو اسپ و دو فیل واپس آئے تب بنا
شاہ چہرہ صاحب کا پیش آیا اس مرتبہ نواب آصف الدولہ بہادر شاہزادہ
صاحب کے ساتھہ ویسی خاطر داری و مدارات پیش نہ آئے آخر الامر
شاہزادہ صاحب موصوف لکھنؤ سے روانہ بنارس ہوئے [illegible]

تھا ہم نے دیکھا کہ تاحال اولاد اونکی شہر مذکور مین موجود ہے نقل ہے
کہ جب نواب آصف الدولہ بہادر نے شادی نواب وزیر علی خان کا جلسہ کیا
تو اوسمین جملہ رؤسائے گرد و نواح کو جمع کر کے شریک کیا محفل مین
جب نواب مظفر جنگ رئیس فرخ آباد آئے تو جملہ رؤسا نے اونکی
تعظیم کی مگر نواب محمد علیخان رئیس رامپور نے تعظیم نہ کی کسی شخص نے
اہل جلسہ مین سے نواب مظفر جنگ سے کہا کہ نواب محمد علی خان نے آپکی
تعظیم نہ کی اس کی کیا وجہ نواب صاحب کو یہ امر خلاف مزاج گذرا تھا
اوس شخص کو جواب دیا کہ جب میری تعظیم نواب محبت خان نے کی تو مجھکو
نواب محمد علی خان کی تعظیم کی کیا حاجت ہے چنانچہ اسبات پر باہم
رئیس فرخ آباد و رئیس رامپور کے کچھ صفائی نہوتے رہگیا اکثر اشخاص
کی زبانی سے سُنا مصنف عماد السعادت نے بھی لکھا ہے۔ کہ نواب
محبت خان سا رئیس وجیہ و شکیل صاحب لیاقت و غیرت و جمعیت بہت
کم نظر سے گذرا ہے و جناب میر محسن صاحب مرحوم خلف اکبر سید خواجہ
حسین صاحب مغفور کہ جنکا چند سال بعد زمانہ غدر انتقال ہوا ہے راقم سے
[illegible] فرماتے تھے کہ [illegible] عہد نواب آصف الدولہ [illegible] نواب محبت خان سا

خوبصورت آدمی نہین دیکھا۔ بیان دیگر۔ نواب محبت خان کا طریقہ شہر لکہنؤمین نواب وزیرِ اودہ سے یہہ رہا کہ اٹہوین روز جمعہ کے دن ملاقات کو جاتے تہے اور نواب وزیر اودہ تعظیم دیکر اپنے پاس بٹہاتے تہے اور برابر رکہکر گفتگو کرتے تہے نواب محبت خان عیدین وغیرہ مین نچہاور کرتے تہے نذر کبہی نہین دی و تقریب شادی و غمی وغیرہ مین نواب وزیر اودہ خود نواب محبت خان کے مکان پر آتے تہے ویا اپنے ولیعہد کو براے مشارکت بہیجتے تہے چنانچہ ابتداء عہد نواب آصف الدولہ بہادر و تعلیم آمین یا انتقال نواب ذوالفقار خان تک کہ نواب محبت خان سے ملنے آئے تہے لکہنؤ مین ہوا برسم فاتحہ خوانی نواب سعادت علیخان نے میر غازی الدین حیدر کو کہ فرزند کلان تہے بہیجا اور آخر مین یہی شاہ اودہ اول ہی ہوئے ہین۔

و نواب سعادت علیخان خود بہی ایک دو مرتبہ نواب محبت خان کے مکان پر آئے مگر آخر زمانہ مین کسیقدر شکر رنجی واقع ہوکر ملاقات ترک رہی اوسکی وجہ یہہ کہ نواب سعادت علیخان نے کسی اپنے معتمد کو نواب محبت خان کے پاس بہیجا اور اون کی زبانی یہہ کہلا بہیجا

ہمارے مرضی یہہ ہے کہ باہم ہماری اور تمہارے کچھہ رشتہداری بھی ہو جاوے یعنے اپنی لڑکیاں ہمارے لڑکوں کو دو اور ہماری لڑکیاں اپنے فرزندوں کے واسطے لو نواب محبت خان نے یہ خیال کہ بات پسند و چند اسباب میں انکار کیا اور جواب یہہ کہا کہ نواب صاحب والی ملک ہیں اور میں ایک قیدی پس اس قسم کی نسبتیں برابری میں رہتا ہیں۔ مصرعہ۔ ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا ۔ میری اونکی زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہہ جواب نواب محبت خان کا نواب سعادت علیخان بہادر کو بہا طن ناگوار گذرا ظاہر میں خاموش ہو گئے بعد ازیں حسب دستور قدیم نواب محبت خان بموزجہ نواب سعادت علیخان کی ملاقات کو گئے۔ تو در دولت پر ایک مرد ہی نے کہا کہ نواب صاحب اسوقت تخلیہ میں ہیں حضور ذرا توقف کریں تا کہ میں اطلاع کیدوں نواب محبت خان کو یہہ امر نہایت ناگوار ہوا اور دل میں سمجھہ گئے کہ شاید نواب صاحب مجھسے کشیدہ ہیں ورنہ یہہ بات خلاف دستور ہے یعنے واسطے کس واسطے اُن کی سواری اندرون در دولت تا پنکھا و چھپا تا غیرہ

جایا کرتی تھی فوراً وہان سی سواری پھیر کر مکان پر چلے آئے اور تا
بحیات پھر کبھی نواب سعادت علیخان بہادر کی ملاقات کو نہین گیے
چنانچہ وہ اسی رنج کا سبب تہا کہ جب سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین نواب سعادت
علیخان بہادر نے درگاہ جناب عباس محلہ رستم نگر مین متصل کوٹھی نواب
محبت خان تعمیر کرائی تو زمین اصطبل نواب محبت خان کی درگاہ مین شامل
کرنے کو طلب کی نواب محبت خان نے انکار صاف کر دیا اور یہہ کہا
کہ میرے رہنے کو خود یہان مکانات کی قلت ہی مین اور زمین لیا چاہتا
ہون - دینا کیسا - اس باب مین نواب سعادت علیخان نے جاب بلیفا صاحب
بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ کی بہی سفارش اٹھوائی مگر نواب محبت خان نے
انکار محض کیا آخر الامر نواب سعادت علیخان بہادر نے مجبور ہو کر
سید خواجہ حسین صاحب مسبوق الذکر سی کہ نواب محبت خان
کا اور میان صاحب موصوف کا اتحاد و دوستی مشہور خلق سے تہے
یہہ محبتین سننی نہ دیکھین کہا کہ میان صاحب وہ زمین اصطبل
نواب محبت خان سی تم دلا دو پس میان صاحب نے وہ زمین اصطبل نواب
محبت خان سی آپ طلب کر کے نواب سعادت علیخان کو دیدی

چنانچہ شرقی عمارت درگاہ مذکور کی تا تحریر ہذا اوسی زمین پر واقع ہے

کیفیت بنائے درگاہ جناب عباس بمقام لکھنؤ محلہ رستم نگر

معلوم کرنا چاہیے کہ میرزا فقیر نامی ایک شخص لکھنؤ محلہ رستم
نگر مین متصل کٹرہ نواب محبت خان بہادر مرحوم رہتے تھے انہون نے
ایک شب خواب مین دیکھا کہ کوئی بزرگ اون سے فرماتے ہین کہ
ہمارا علم بیرون شہر جانب میرزا گنج دوسی باغ گڑا ہوا ہے تو اوسے
جا کر نکال لا میرزا مذکور نے یہہ خواب اپنا روز دوئم اپنے احباب سے بیان
کیا اون لوگون نے یہہ کہا کہ چلو اور چلکے تلاش کرین - میرزا فقیر اسنے
کہا کہ خواب کا کیا اعتبار ہے خدا جانے صحیح ہو یا غلط اسکی دو چار
روز بعد پھر میرزا فقیر نے بیان کیا کہ مین نے وہی خواب پھر دیکھا
کہ وہ بزرگ از حد عتاب مجھپر فرماتے ہین کہ تو جا کر وہ علم ہمارا
وہان سے کھود ہنین لاتا پس اونکی احباب نے کہا کہ ضرور چلنا چاہئی چنانچہ
میرزا فقیر اسمعہ دو چار احباب ہمراہ ہو کر اوس مقام پر کہ جو خواب مین
دیکھا تہا گئے اور وہ ایک جگہ زمین کھود چکے چنانچہ تیسری جگہ جب

قریب نصف قد آدم کھودا تو ایک علم حضرت کا سہ شاخہ وہان سے
برآمد ہوا اون سب لوگون نے اوسی چہار گز گلاب کیوڑہ مین طاہر کر کے
لے آئے اور میرزا فقیر اللہ سے کہا کہ مشتاک تمہارا رویای صادقہ تھا دیکھو حضرت
عباس کا علم برآمد ہوا میرزا مذکور نے اوس علم کو لا کر اپنے بالاخانہ کی دالان
مین نہایت تعظیم و تکریم کی ساتھہ رکھا رفتہ رفتہ اس علم کے برآمد ہونے کی
خبر اہل شہر کو پہونچی کچھہ بیبیان وغیرہ منت مرادین مانگنے لگین کسیکا
مقصد پورا ہوا ایک بکا ہوا بعد از چند روز نواب آصف الدولہ بہادر
حجام کسی اپنے خواص پر خفا ہوئے اور یہ فرمایا کہ کل تیری ناک کٹوا
ڈالونگا وہ بیچارہ ڈر کر گھبراتا ہوا ... لگا از انجملہ جو علم برآمد ہونے
علم کے خبر مشہور ہو چکی تھی وہ شخص وہان جا کر دعا مانگی کہ اگر میری
ناک کٹنے سے بچ جائے تو مین اپنے مقدور کے موافق نذر نیاز چڑہاؤنگا
گا حسب اتفاق از قدرت خدا تعالی نواب صاحب سے بھول گئے اوسکی
ناک کٹوائی اسکی چند روز بعد نواب صاحب موصوف اوسکی حال پر مہربان
ہوئے اور باتین کرنے لگے اوس خواص نے نواب کو مہربان دیکھہ یہ بھی بیان کیا
کہ فلان روز حضور نے غلام کی ناک کٹوانے کے باب مین حکم دیا

تھا پس بعنایات خدا و بہ تصدق علم جناب عباس علیہ السلام و تفضلات
حضور ناک غلام کی بحالی نواب صاحب نے فرمایا کہ تصدق علم جناب عباس
ایسے خواص مذکور سے تمام کیفیت برآمد ہونے علم کی عرض کی پس نواب صاحب
بہادر کو کمال استعجاب ہوا اور کسی اپنے معتمد کو مکان میرزا مذکور پر بھیجا
اور ایک ہزار روپیہ بھی برائے نذر ارسال فرمایا چنانچہ معتمد مذکور نے یہاں
آکر اوس علم کو دیکھا کہ مشتاک موجود ہے اور نئی ساخت کا ہے اور جو
کیفیت موجود تھی وہی معتمد مذکور نے بھی پائی اور واپس
جاکر نواب صاحب سے بیان کی نواب صاحب بہادر نے یہہ کیفیت سنکر
ایک گنبد خشتی پختہ وہاں تعمیر کرا دیا یہہ گنبد بموجب بہت ترقی ہوا اور اوسکی
آمدنی سے میرزا صغیر کی بسر اوقات بخوبی ہونے لگے زمان بعد شدہ شدہ یہہ
خبر مشتہر ہو کر شہر بنارس نواب سعادت علیخان بہادر کی بھی گوش گذار
ہوئی چونکہ فیما بین نواب آصف الدولہ بہادر و نواب سعادت علیخان
کسیقدر نفاق تھا بنا بریں وجہ نواب سعادت علیخان بہادر بنارس میں
تشریف رکھتے تھے اوسی زمانہ میں نواب سعادت علیخان بہادر نے
اپنے دل میں یہہ منت کی کہ اگر بعد انتقال نواب آصف الدولہ بہادر

مجھکو حکومت لکھنؤ حاصل ہوگی تو مین علم جناب عباس کو زیادہ رونق
دون گا۔ اور گنبد طلائی اور درگاہ وسیع تعمیر کرا دون گا۔ چنانچہ بعد انتقال
نواب آصف الدولہ بہادر گرفتاری وزیر علیخان السیاہی ظہور مین آیا۔
کہ نواب سعادت علیخان بہادر مسند نشین ہوئے نواب صاحب موصوف نے بعد
مسند نشینی گنبد خشتی کو طلائی کیا۔ اور درگاہ وسیع تعمیر کرائی اور اوسکی
دو درجہ قرار دیے یعنی ایک درگاہ مردانی اور دوسری زنانی تعمیر کرائی اور
بہت کچھہ رونق دی بعد انتقال نواب سعادت علیخان بہادر جب میرزا
غازی الدین حیدر شاہ اودہ ہوئے تو انہون نے نقار خانہ بلند بنوایا اور
نوبت وگہڑیال رکہا گیا دروازہ اندرون درگاہ نقرئی و ممبر نقرئی و دیگر حلیہ
سامان آرایش مرتب ہوا اور کچہہ مکانات نواب محمد نقیجاب خان خلف
نواب محمد دیدار خان ابن نواب حافظ الملک سے بہی لیکر ثانی درگاہ کو زیادہ
وسعت دی اور مکانات کے عوض احاطہ میر ظہور علی کا لیکر نواب نقیجاب
خان کو عنایت فرمایا ان بعد بعہد حضرت نصیر الدین شاہ اودہ نواب
ملکہ زمانیہ نے باورچی خانہ درگاہ مذکور کا تعمیر کرایا اور یہہ قاعدہ مقرر ہوا
کہ آمدنی مردانی درگاہ سرکار مین جاتی تہی اور وہان داروغہ

تحویلدار و چوکی پہرہ وغیرہ مقرر تہا - اور زنانی در درگاہ کی آمدنی اولاد
میرزا فقیرا کو ملتی تہی زمان شاہی تک یہی دستور درگاہ کا رہا جو جدید
شاہ تخت نشین ہوتا تہا وہ ضرور درگاہ مین سلام کو آتا تہا و شادی
ہائے شہر مین دولہن و دولہا سلام کیواسطے آتے تہی و علی ہذا مراتب
نذر نیاز چڑہاتے تہی بعد انقضاع سلطنت لکہنؤ اور زمانہ غدر جسطرح تمامی
شہر مین لوٹ ہوئی اوسیطرح درگاہ مین بہی ہوئی کہ جملہ سامان معہ علم
کہ جو برآمد کردہ میرزا فقیرا کہ جسکو راقم نے بہی بارہا اپنی آنکہ سی دیکہا تلف
ہوگیا - اور درگاہ مذکور سرکار گورنمنٹ مین نزول ہوگئے بعد دو ایک سال
کے اس درگاہ کو غلام رضا شرف الدولہ نے رجسٹر نزول سے واگذار کرایا
اور کچہہ جدید سامان بہی اپنی طرف سے درگاہ مین چڑہایا - و اولاد میرزا فقیرا کو
بالکل درگاہ سی خارج کیا - اور کل آمدنی درگاہ کی آپ لیکر اُسے درگاہ مین صرف
کرتے رہے - بعد انتقال شرف الدولہ بحکم حضرت واجد علیشاہ نواب
پیارے صاحب خلف نواب حسن علیخان متولی درگاہ مذکور ہوئے و تا
حال موجود ہین - و اولاد میرزا فقیرا مین حضرت ایک دختر صدر النسا نام
تہی لیکن ضعیفہ کو مؤلف رقم الحروف نے بچشم دیکہا ہے - اور صدر النسا کے دو

فرزند [illegible] شیخ [illegible] جو پیر [illegible] کی اولاد [illegible] باقی ہو
اور قبر پیر [illegible] فقیر کی [illegible] درگاہ میں جانب [illegible] سے موجود ہے
خاکسار نے مشہور کیا اور [illegible] سادہ تحریر کیا [illegible] ہنگام [illegible] حضرت واجد
علی شاہ اپنا تاج [illegible] اس درگاہ میں چڑھا گئی [illegible] اور یہ منت مانی تھی
کہ انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] مستقر ہو گا تو اپنے سر پر تاج اس درگاہ میں آ کر
پہنوں گا۔ اور تلوار کمر سے لگاؤں گا۔ ایام غدر میں وہ ہر دو اشیا بھی
تلف ہو گئی بعد ایام غدر نواب امیر الدولہ مرحوم خلف کلاں نواب
رکن الدولہ ابن نواب سعادت علی خان بہادر مرحوم نے ایک حوض بہ
نیت ثواب اندرون صحن درگاہ میں بنوایا چنانچہ تاریخ تعمیر اسکی
راقم نے حسب فرمائش [illegible] لکھی درج ہوا ہے

چشمۂ فیض چو نواب امیر الدولہ :: کرد تعمیر پئے [illegible] ایام دوسرا
عوض [illegible] بدرگاہ جناب عباس :: گشت مشہور جہان [illegible] آن [illegible]
[illegible] شد [illegible] در [illegible] حسن [illegible] :: [illegible] شد [illegible] در دنیا
[illegible] بعبارت تاریخ :: قلم کرد رقم ثانی کوثر بادا

سنہ ۱۲۹۵ ہجری = بیان دیگر و ابتدائے عہد سلطنت حضرت واجد علی شاہ

مین جنہین لالا نے تہین بارہ دری خدا یار خانکی مول لیکر نقل مزار جناب فاطمہ رضی
الله تعالی عنہا محلہ رستم نگر قریب درگاہ جناب عباس تعمیر کرائی
من بعد اوسی زمانہ مین وزارت الدولہ خواجہ سرا نے کترہ خدا یار خان مین نقل کربلا
تعمیر کرائی اور ایک سڑک جدید قریب درگاہ مذکور سے تا کربلا بنوائی و بعد مرگ
خواجہ سرا مذکور کربلا تعمیر کردہ خود مین دفن ہوا و غلام رضا شرف الدولہ نے
اوسی زمانہ مین نقل کاظمین مسجد کوفہ محلہ منصور نگر تعمیر کرائی و بعد مرگ
کاظمین مین دفن ہوا ـ طرز نقل تحریر باہم نوابان اودہ و نواب محبت خان
کی یون رہا کہ نواب محبت خان اون کو نواب صاحب عالی مناسب
والا مناقب قدردان نیازمندان منبع الجود و الاحسان دام اقبالہ
بعد ادائے آداب انکہ رقم کرتے تہے و نوابان اودہ نواب محبت خانکو
نواب صاحب مشفق مہربان مخلصان حافظ الملک محبت خان بہادر
سلمہ الله تعالی بعد سلام انکہ لکہتے تہے مفصل طرز تحریر نواب گورنر جنرل
بہادر و صاحب رزیڈنٹ لکہنو سے بہی رہا ـ صحیح روایت ہے
کہ نواب محبت خانکو اکثر دورہ درد گردہ کا ہوا کرتا تہا کہ جسکی باعث
سخت تکلیف پہونچتی تہی چنانچہ ایکمرتبہ دورہ درد مذکورہ کا تہا

که حضرت سید شاه علی اکبر صاحب مغفور یعنے پیر نواب صاحب موصوف
کی برائے مزاج پرسی تشریف لائے اوسوقت نواب صاحب کو نہایت
تکلیف تھی شاه صاحب نے فرمایا که محبت خان مزاج کیسا ہے نواب صاحب
نے عرض کیا که پیر و مرشد نہایت تکلیف ہے پس ہمایضاحب نے اوسوقت
ازراه شفقت توجه فرماکر سلب مرض کر لیا اور فرمایا که آج سی درد کا دوره
نہین ہوگا یہه درد ہمنے لیلیا چنانچه اوسی روز سے پہر دوره درد کمر کا
نواب صاحب کو تاحیات کبہی نہین ہوا شاه صاحب موصوف الصدر کو
ہوا کرتا تہا حتے که یہه اسی درد کے دوره مین جناب ہمایضاحب نے بس از چند سال
انتقال فرمایا و نواب محبت خان کو بعدازین پس از چند سال کسی
قدر تخمه کی شکایت و درد شکم ہوا طبیبون کے رائے یہه ہوئے که استفراغ
کرنا چاہئی نوابصاحب نے انکار کیا اور فرمایا که مجھکو تمام عمر کبہی استفراغ نہین
ہوا۔ مجہی اس سے سخت تکلیف ہوگی لیکن اطبا کی یہی رائے قرار پائی
بمجبوری نواب صاحب کو استفراغ کرنا پڑا روز دویم اوسکی صدمه پر پڑ
گیا اور دم بدم روز بروز ترقی پکڑ کر استسقا ہوگیا کسی علاج سی فایده نہوا
آخر کار اوسی عارضه مین سنه ۱۲۲۴ ہجری ماه صفر المظفر روز جمعه بعمر ۶۳ سال

بعد نواب سعادت علیخان بہادر انتقال کیا قبر [illegible] کی عجائب

غریب شہر لکھنؤ میں پاس سعیا سو متصل دریا [illegible] زیب [illegible]

تاریخ انتقال نواب محبت خان کی کہی ہوئی نواب [illegible]

ذوالصاحب موصوف کی ہے :: تاریخ :: ہو نواب محبت خان بہادر حافظ الملک

بہر جنت از دار فنا [illegible] بس روش [illegible] غیب از برائے سال

[illegible] نواب [illegible] گفته :: تاریخ دیگر

کرد نواب محبت خان چو جون سفر [illegible] سفر [illegible]

تاریخ [illegible] :: تاریخ سوم نواب

ما ازین جہان فانی :: تا رونق بخش جاہ جنت گشته :: ہاتف گفت

از برائے سال تاریخ :: بیشک نواب شاہ جنت گشته :: تاریخ پنجم مصنفه

غلام ہمدانی میان مصحفی ہے :: چو مشتاق کہن نواب حشم جاہ :: قضا

گشته بر جوان قضا حیف :: بجستم از خرد تاریخ سالش :: [illegible] گفتا محبت

خان کجا حیف :: تاریخ چہارم تعمیر مقبره :: این تاریخ بنا ایجاد شد ::

قصر جنت بجہات پیدا شد :: اٹھارہ فرزند و چہاردہ دختر نواب محبت

خان سے یادگار رہے منجملہ اخلاف کے کہ نام لوگوں کے کتاب [illegible] ادل

تحریر ہو چکی ہیں آٹھہ اخلاف کی اولاد سے کچھہ مرد و زن ہنوز موجود ہین اور
دنکی اولاد سے اب کوئی باقی نہین لیکن البتہ اشخاص موجودین سے بعض
ننہیال کا سلسلہ ان لوگون سے بہی ملتا ہے جنکی اولاد سے اب تک کچھہ لوگ موجود
ہین اونکی نام اس مقام پر بہی تحریر کیے جاتے ہین - حیدر علی خان محمد منصور
علیخان محمد محتشم خان محمد موسی خان امام بخش خان محمد شمس الدین خان محمد یوسف
محمد علیخان - چنانچہ شجرہ ان اشخاص کی اولاد کا درج کتاب ہذا کیا گیا - القصہ
بعد انتقال نواب محبت خان حسب استدعا اہل خاندان سبیل پیشنامہ سے علی اکبر
خان مشاہرہ مقررہ سرکاری کہ جو لسبب قبضی نواب محبت خان جلبہ خاندان حافظ الملک
بہادر کو ملتا تہا بہی دستاویز شاہجہانپور والونکو بریلی شاہجہانپور کے خزانہ سے ملنے لگا -
و مشاہرہ ذاتی نواب محبت خان معہ محمد یار خان دو ہزار آٹھہ سو پیاسی روپیہ دو
چار پائی ماہوار خزانہ سندیلہ سے ملکنہو سے اونکی اولاد کو تا زمانہ غدر یعنے ۱۸۵۷ء برابر
نسلاً بعد نسل ملتا رہا کبہی ایک پیسہ سرکار مین ضبط نہین ہوا یہان تک کہ اگر کوئی
شخص انمین سے لاولد فوت ہوا تو اوسکی تنخواہ بہی انہین لوگون پر منقسم ہو جایا کرتی
تہی - اور سرکار انگریزی مین نہایت اعزاز و خدمت اس خاندان کے رہی - بیان
دیگر بعد انتقال نواب سعادت علیخان کے میرزا غازی الدین حیدر بہادر مسند

نشین سمت بیا ہوئے پس از چند سال خطاب شاہی کا سرکار انگریزی سے حاصل کرکے
شاہ اودہ مشہور ہوئے اکثر اشخاص خاندان و اخلاف نواب محبت خان سے دربار
داری کرتے تہے وجملہ آداب شاہی بجالاتے تہے لیکن دربار شاہی میں ان لوگون
کی نشست جائے معقول پر رہی و شریک دربارہائے کلان و چار پائی و دستر خوان
وغیرہ بہی یہہ لوگ تا زمانہ حضرت واجد علیشاہ رہے ۔ اولاد نواب محبت خان نے
کبہی ستار ملازمت سرکار شاہان اودہ مین نہین کی لیکن دو چار اشخاص کے نام
پہ محض بعنایات شاہی دو صد روپیہ ماہوار سے یکصد روپیہ ماہوار تک بنام
خرچ دربار داری سرکار شاہان اودہ سے معزز رہا و شاہان اودہ خاندان نواب محبت
خان سے ساتہہ اعزاز و اکرام کے پیش آتے رہی الا والد ماجد راقم سطور مصنف
کی مزاج مین حرارت افغانی کسیقدر زیادہ تہی اونہون نے دربار داری سلاطین اودہ
بہت کم کی و دربارہائے انگریزی مین بہی گاہے گاہے بضرورت شدید یا حسب
الطلب جایا کرتے تہے و گفتگو بے تکلف دلیرانہ کرتے تہے کبہی زیادہ تر خوشامد حکام
وقت کی نہین کی لیکن حکام رئیس زادہ جانکر اون کا نہایت پاس و لحاظ کرتے رہے
چنانچہ ایک مرتبہ ہنگام ملاقات تذکرتا کرنیل اسپارک صاحب بہادر رزیڈنٹ
لکہنو نے یہہ کہا کہ حافظ الملک بہادر نے تک ... وغیرہ پر جارحانہ طور سے

اپنا قبضہ کر لیا تھا بجواب اسکے جناب والد مرحوم نے عرض کیا کہ یہہ آپنے اسوقت
کیا بات فرمائی ریاست بے سیاست ناممکن ہے اگر ملک گیری کا نام ہے تو نواب
حافظ رحمت خان نے اپنے تمام عمر مین کچھہ ملک قبل ازین یعنی بریلی و پیلی بہیت و شکوہ آباد
وغیرہ پر قبضہ کیا تھا لیکن بالفعل سرکار انگریزی نے تو گویا تمام ہندوستان پر
تسلط حاصل کر لیا اور یہہ امر ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنا ملک و مال خوشی سے کسی
کو نہین دیتا ہے پس مقام لحاظ و غور ہے کہ کسقدر جبر و ظلم ان لوگون پر ہوا ہوگا یہہ بات
سنکر صاحب ریزیڈنٹ متفکر اور خاموش ہو گئے والد راقم بھی بفضل خدا
اہل سنت والجماعت حنفی المذہب تھے اور خاندان والا قادریہ مین سید محمد
شاہ صاحب سے بیعت کی تھی اور راقم الحروف بھی شاہ صاحب موصوف سے کسیقدر
ارادت رکھتا ہے و عزیز شاہ صاحب اور اونکی والدہ صاحبہ یعنی حضرت سید شاہ عبد الله
صاحب مغفور کا نواب محبت خانکی مقبرہ مین ہے جناب والد مغفور تا حیات پابند
صوم صلوٰۃ و تابع شریعت نبوی رہے مگر سخاوت مزاجین حد سے سوا تھی کہ مدام
زیر بار قرضہ رہے کوئی آمدنی اونکی مصارف کو کافی نہ تھی بزمانہ سلطنت واجد علیشاہ
کہ جب شاہ موصوف برای ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر مقام کانپور تشریف
لیگئے تھے تو حسب الحکم سلطان عالم [illegible] تھے قبلہ نواب سید علیخان بہادر

مرحوم و جناب والد ماجد بھی ہمراہ گئے تھے۔ بلکہ خاکسار بھی برائے معاینہ کیفیت دربار
جناب قبلہ گاہ صاحب مرحوم کے ساتھ گیا تھا و ترک و احتشام شاہی و طریق دربار
اچھی طرح بچشم خود مشاہدہ کیا و اعزاز اپنے بزرگوں کا دیکھا۔ و طریقہ تحریر
جیسا کہ نواب محبت خان کا نوابان اودہ سے رہا ہے اسکے موافق طریقہ تحریر اولاد نواب
محبت خان کا وزرائے شاہان اودہ و صاحبان ریزیڈنٹ بہادر و نواب گورنر جنرل
بہادر وغیرہ سے رہا چنانچہ راقم الحروف نے بھی ابتدائے غدر یعنے ۱۸۵۷ع بخدمت
سرہنری لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر و بعد غدر زمانہ دربار قیصری یعنے
۱۸۷۷ع بخدمت جان انگلیش صاحب بہادر چیف کمشنر ملک اودہ
بدستور سابق خط تحریر کیا ہے۔ بیان دیگر۔ نواب محبت خان مرحوم کو
شاعری کا بھی نہایت ذوق تھا چنانچہ ایک دیوان اون کا زبان پشتو و
دوم بزبان فارسی و سوم بزبان اردو و چہارم مثنوی مسمی بہ پنجو اور ایک آمدنامہ
زبان پشتو کا حسب فرمائش جان بیلی صاحب بہادر ریزیڈنٹ لکھنؤ تصنیف کیا
تھا خود راقم کے پاس تا زمانہ غدر موجود تھا لیکن افسوس کہ یہ سب کتابیں
مذکورہ بالا زمانہ غدر میں معہ دیگر تمامی مال و اثقال تلف ہوگئیں لیکن اکثر تذکرہ
ہای سابق میں کلام نواب صاحب مرحوم کا درج ہے و چند اوراق آمدنامہ

و یک دیوان فارسی ہنوز موجود ہے، زبان اردو و شاعرین سیان حسرت

سے تلمذ تہا و قلندر بخش جرات ہمیشہ نواب صاحب مرحوم کے ملازم رہے

چنانچہ وہ اپنی کلام مین خود کہتے ہین ع بس کہ گل چین نہی صد اعشق کے ہم

بستان کی ++ ہوئے نوکر ہی تو نواب محبت خان کے ۔ اور مذہب نواب

محبت خان کا اہل سنت والجماعت تہا و حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب

مودودی چشتی قدس سرہ العزیز سے بیعت تہی نواب صاحب موصوف

باواز بلند ذکار لینے والی آدمی سے نہایت متنفر رکہتے تہے شریک دستر خوان

تا امکان ایسے شخص کو نکرتے تہے حتی کہ اوس سے مجالست ہی مکروہ جانتے

تہے و علم مین قریب فضیلت یعنے طالب علم جیّد تہے و جملہ فنون سپا گری

اچھی طرح پر جانتے تہے و علم موسیقی بہی بخوبی سمجہتے تہے زبان عربی و فارسی

و پشتو و اردو مین خوب گفتگو کرتے تہے و سنسکرت بہی کسقدر جانتے تہے

نماز روزہ وغیرہ کے نہایت پابند حنفیہ المذہب جملہ مسکرات سی مجتنب

تہے تواریخ بینی و گانا سنی کا ذوق نہایت تہا چنانچہ انکا و محمدی جوگی

و نصیرو و گا مہ گو یہ وغیرہ بہی ہمیشہ ملازم رہے تیز رفتاری و زیادہ بلند آواز سے

کبہی بات نہین کی اکثر نواب آصف الدولہ دور ہی سے دیکہکر ڈرا تے تہے

کہ آؤ برادر آؤ لیکن نواب صاحب موصوف نے اسپر بہی گاہے قدم
اپنا تیز نہین اٹھایا جسں چال چلتی تہی وہ ہی رفتار رہی چنانچہ ایکدن حضرت
سید خواجہ حسین صاحب سے تذکرہ فرمایا کہ نواب محبت خانکو مین دیکھکر دور سے
پکارتا ہون لیکن یہہ عجب آدمی ہین کہ یہہ قدم اپنا تیز نہین اٹھاتے میان
صاحب موصوف نے کہا کہ نواب صاحب تم دونو بڑے وضعدار ہو یعنی تم محبت خانکو
دیکھکر دور سے ہی فرماتے ہو کہ آؤ برادر آؤ لیکن وہ اپنے وضعداری سبب سے کبہی پاؤن
تیز رفتاری نہین کرتے یہہ بات میان صاحب کی باتین سنکر نواب آصف الدولہ
خاموش ہوگئے اور فرمایا کہ میان صاحب تم سچ کہتے ہو شب آخر یعنے شب جمعہ نواب
محبت خان اپنی خوابگاہ مین کسی شخص کو نہ رہنے دیتے تہے ۔ وہ رات گریہ وزاری
وعبادت باری مین صرف کرتے تہے ۔ ضرورت سے زیادہ بات بہت کم کرتے تہے
میوہ جات ہندوستان مین شریفہ و آنبہ زیادہ پسند تہا طعام معمولی مین تلی ہوئے
اروی کا سالن نیہہ بنی دال و زردہ مرغوب تہا ۔ خوراک بدرجہ اوسط کم نہ زیادہ خوشبو یات
سے رغبت گاہی ماسے بطور تفنن طبع سیر و شکار بہی تشریف لیجاتے تہے بلحاظ
مزاج شریف سپہ دار ازال سے نفرت رکہتے تہے کبہی قہقہہ مار کر نہین ہنسے مروت و شجاعت و
سخاوت کا بیان کیا ہے سن بلوغ مین قوت حد سے سوا سراپا نہایت خوشنما چنانچہ نواب

آصف الدولہ بہادر نے ایک روز نواب صاحب موصوف سے بامر اتمام تخلیہ مین کشتی بہی لڑائی
تہی خیر اوسمین جو کچہہ سنا — سب ذلت ہونا تہا وہ ہوا لیکن زبردست وکم سندر کا حال
کہلگیا الماس علیخان خواجہ سرا نے نواب محبت خانکو اشارہ کردیا اوسیوقت سو لاسہ
روپیہ کی شیرینی آئی نواب محبت خانکو شاگرد رشید اپنا گردانا۔

اسماے ابناے اخلاف نواب محبت خان بطور یادداشت تحریر کیجاتی ہین۔

ابناے امام الدین خان عرف امام بخش خان سعادت خان و مسیح الزمانخان
ابناے حیدر علیخان — دوست محمد خان — و لطف علیخان و پنج پسر از خواصان —
حیدر حسین خان عاشق علیخان عنایت علیخان صفدر علیخان نواب علیخان —
منجملہ انکے نواب علیخان بقید حیات ہین ابناے محمد منصور خان جعفر علیخان کاظم علیخان
صادق علیخان بخشش علیخان جملہ فوت ابناے محمد محتشم خان علی اصغر خان و علی حسین خان
ہر دو فوت ابناے محمد شمس الدینخان ضیاء الدین خان عرف حکیم محمد حسین خان و قمر الدین
خان ہر دو فوت ابناے محمد یوسف خان شہامت علیخان و جعفر علیخان ہر دو فوت اولاد
محمد مقیم خان مسمی احمد حسن خان جوش و یک دختر از منکوحہ بود ہر دو فوت ابناے
محمد لطف اللہ خان سعد اللہ خان و امداد اللہ خان ہر دو فوت پسر محمد حافظ خان

سعید الدین خان از خواص بقید حیات و دو دختر از زوجہ اول ہر دو فوت

اولاد غیرت خان یک پسر مظفر علیخان و یک دختر ہر دو فوت اولاد محمد موسی خان

محمد سلیمان خان و یک دختر ہر دو بقید حیات اولاد محمد نسیم خان یک پسر مستقیم خان و یک

دختر و دختر دیگر از زوجہ ثانیہ ہر سہ لاولد فوت و اولاد مہدی علیخان نظام علیخان فوت

اسمای اخلاف بنایر نواب محبت خان

اولاد سعادت خان محمد سعید خان عرف بہنبو خان و یک دختر ہر دو لاولد فوت

و از زوجہ ثانیہ عنبر خانزاد حسین علیخان صاحب اولاد و یک دختر لاولد فوت منجملہ

او نکی حسین علی خان امال بقید حیات اولاد لطف علیخان یک پسر مسمی نواب عالم خان

دو دختر ہر سہ از خواصان پسر لاولد فوت ہر دو دختر لاولد موجود اولاد کاظم علیخان

یک پسر یعنے محمد عابد علیخان عزت صاحب اولاد۔ اولاد علی اصغر خان سہ پسر یعنے۔

سلطان علیخان و مظفر حسین خان و تفضل حسین خان لاولد منجملہ انکی سلطان علیخان

بقید حیات صاحب اولاد ہین۔ اولاد علی حسین خان یک دختر بقید حیات صاحب

اولاد۔ اولاد حکیم محمد حسین خان یک دختر بقید حیات لاولد۔ اولاد نیاز علیخان

یک دختر بقید حیات صاحب اولاد اولاد محمد سلیمان خان سہ پسر یعنے۔

سلطان احمد خان و سلطان احمد خان عرف نواب بہادر و سردار محمد خان

سلطان محمد خان از بطن زوجہ اول یعنے دختر حکیم محمد حسین خان بعہد طفولیت فوت و سلطان احمد خان عرف نواب لٹن بہادر مع سردار محمد خان از بطن زوجہ ثانیہ یعنے صبیہ محمد عثمان خان بقید حیات ہیں اولاد قمرالدین خان یک دختر لاولد فوت اولاد احمد حسن خان جو شش یک پسر امجد حسن خان از خواص لاولد فوت

اسمائی اولاد نبائیرزادگان نواب محبت خان مرحوم

پسران حسین علی خان مسمیان اصغر علی خان و اشرف علی خان عرف منن خان از خواص اصغر علیخان لاولد فوت منن خان بقید حیات اولاد محمد عابد علیخان مسمیان محمد افضل علیخان عرف نبی جان و محمد باقر علی خان و محمدی بیگم و عشرت بیگم ہر سہ صاحب اولاد عشرت بیگم لاولد فوت و اولاد سلطان علیخان یک پسر مسمی مظفر محمد خان و دو دختر نسیم النسا بیگم و اصغری بیگم ہر دو صاحب اولاد بقید حیات و مظفر محمد خان لاولد فوت۔

اسمائے دختران اخلاف نواب محبت خان معہ اسمائے شوہران شان

آبادی بیگم بنت محمد منصور خان زوجہ نصرت یاب خان مرحوم لاولد

فوت فرخنده بیگم عرف کنیتو بیگم بنت محمد محتشم خان زوجه علی حسن خان
صاحب اولاد فوت ممتاز بیگم بنت محمد شمس الدین خان زوجه محمد عثمان خان صاحب
اولاد فوت سردار بیگم و مصاحب بیگم بنات محمد حافظ خان سردار بیگم زوجه علی حسین خان
مرحوم لاولد فوت و مصاحب بیگم منسوبه صادق علی خان لاولد فوت احتشام
بیگم بنت محمد لطف الله خان زوجه حکیم محمد حسین خان صاحب اولاد فوت
افضل بیگم بنت غیرت خان زوجه نیاز علی خان صاحب اولاد فوت فاطمه
بیگم بنت محمد نسیم خان زوجه سعد الله خان لاولد فوت صغرا بیگم بنت
نسیم خان زوجه محمد حسن خان لاولد فوت مصاحب بیگم بنت محمد مقیم خان
زوجه غلام علی خان لاولد فوت شاهزادی بیگم بنت محمد موسی خان زوجه محمد عابد
علیخان مرحوم صاحب اولاد موجود و خاص بهو زوجه علی اصغر خان صاحب اولاد
لیکن غیر از خاندان و زوجه ثانیه علی اصغر خان برهمنی اوس کو مسلمان
کر کے عمده بیگم نام و مختار بهو خطاب دیا لاولد هنوز موجود و خانم صاحب
زوجه ثانیه کاظم علیخان غیر از خاندان هنوز موجود و یک پسر سعد الله خان
مسمی عنایت الله خان عرف صاحب عالم لاولد فوت۔ و زوجه امداد الله
خان بیگم جان بنت خواجه محمد حسن زمیندار موضع اورنگ آباد قریب

بجسو زوجہ شہر لکھنؤ لاولد فوت

اسمائے دختران بنا ئیر نواب محبت خان مرحوم معہ اسمائے شوہران شان

ارجان بیگم بنت سعادت خان زوجہ کاظم علیخان لاولد فوت شد۔ حدا ...
بیگم بنت سعادت خان زوجہ مظفر علیخان لاولد فوت۔ کاظمی بیگم بنت
علی حسین خان زوجہ سلطان علیخان صاحب اولاد موجود۔ افسر بیگم
بنت نیاز علیخان صاحب اولاد موجود۔ قدسیہ بیگم بنت حکیم محمد
حسین خان زوجہ محمد سلیمان خان لاولد موجود۔

اسمائے ازواج اخلاف نواب محبت خان مرحوم مع اسمائے پدران شان

بستی بیگم عرف نواب بیگم زوجہ علی اکبر خان بنت نواب ارادت خان مرحوم
مریم بیگم عرف نواب بہو زوجہ امام بخش خان۔ دولہن بیگم زوجہ محمد منصور
خان دہبو بیگم زوجہ حیدر علیخان۔ راحت بیگم زوجہ محمد محتشم خان
بنات سعادت خان مرحوم۔ جانی بیگم زوجہ محمد شمس الدینخان بنت نواب
محمد دیدار خان مرحوم۔ بیگمہ بیگم زوجہ محمد مقیم خان۔ وحبیب بیگم زوجہ

محمد یوسف خان - و رقیہ بیگم زوجہ محمد لطف اللہ خان و مریم بیگم زوجہ
شاہ ولی خان - و خیالی بیگم زوجہ غیرت خان نبات نواب ارادت خان مرحوم
و محمدی بیگم زوجہ مہندی علیخان بنت نواب ذوالفقار خان مرحوم - و
عجب بیگم زوجہ محمد موسی خان بنت نواب محمد عثمان خان مرحوم - زوجہ
شاہ عالم خان - بنت نواب مستجاب خان - و زوجہ خدا یار خان بنت
نواب حرمت خان - و زوجہ خسرو خان - و زوجہ نسیم خان نبات محمد یار خان
و زوجہ محمد حافظ خان بنت نواب یحیی خان ان پانچون مستورات کے
نام نہین یاد

اسمای دختران نواب محبت خان معہ اسمای شوہران شان

بادشاہ بیگم زوجہ نواب آزاد خان مرحوم - ستارہ بیگم زوجہ کرامت اسد خان
صاحبزادی بیگم زوجہ محمد علیخان - سعید بیگم زوجہ احمد یار خان
الہی بیگم زوجہ خان بہادر خان - ریحانہ بیگم زوجہ جلال الدین خان
سلیمہ بیگم زوجہ سعادت یار خان - نفیسہ بیگم زوجہ یار محمد خان
جمیلہ بیگم زوجہ علی مردان خان - ممولا بیگم زوجہ کمال الدین خان

سے چہار نام دختران نواب صاحب موصوف مرحوم نہین یاد۔

اسمائی دختران نواب حافظ الملک بہادر مرحوم

فاطمہ بیگم۔ آمنہ بیگم۔ خدیجہ بیگم۔ عائشہ بیگم۔ زلیخا بیگم۔ سائرہ بیگم
دو سے نام نہین یاد

اسمائے ابنائے نواب محمد دیدار خان معہ اسمائی اولاد شان
بطور یادداشت تحریر کئے جاتے ہین

از اولاد نواب محمد فتح یاب خان مسمیان ظفریاب خان و نصرت یاب خان
و محمد عثمان خان۔ و محمد مرتضی خان و یک دختر حسنی بیگم زوجہ محمد
یوسف علیخان لاولد فوت۔ و ظفریاب خان عرف چھوٹے خان
ولد ظفریاب خان از بطن خواص تا حال موجود۔ نصرت یاب خان لاولد
فوت۔ از اولاد محمد عثمان خان یک فرزند محمد علی خان و دو دختر مسماۃ
حضرت بیگم زوجہ ثانیہ علی حسین خان مرحوم لاولد۔ بقید حیات دوم
حجاب بیگم عرف منجھلی صاحبہ زوجہ ثانیہ محمد سلیمان خان صاحب اولاد بقید حیات
و از بطن زن ثانی حمید الدین خان و حاتم خان ابنائے محمد عثمان خان
ہر دو لاولد فوت۔ و پسر مرتضی خان محمد حسن خان عرف ممتن از بطن

زن غیر فوت ہ۔ و محمد علیخان خلف محمد عثمان خان ہنوز موجود و صاحب اولاد ہین۔ و محمد نظیر خان ابن محمد نصیر خان تا حال موجود۔

اسمائے دختران نواب محمد دیدار خان معہ اسمائی شوہران شان

زینب بیگم زوجہ حافظ یار خان لاولد فوت۔ جانی بیگم زوجہ محمد شمس الدین خان صاحب اولاد فوت۔ گمانی بیگم زوجہ نصیر الزمان خان صاحب اولاد فوت

اسمائے اولاد بعض دختران نواب محبت خان مرحوم

اولاد سیدہ بیگم مظفر حسین خان و احمد حسین خان و حمید حسین خان و علی حسین خان و یک دختر امامی بیگم۔ ابنائے احمد یار خان اولاد الہی بیگم یک دختر بنت خان بہادر خان۔ اولاد ستارہ بیگم خان بہادر ابن کرامت اللہ خان اولاد بادشاہ بیگم دو پسر امداد حسین خان وغیرہ و یک دختر نام نہین یاد۔ ابن آزاد خان اولاد ریحانہ بیگم ظفر علیخان و فتح علی خان ابنائے جمال الدین خان اولاد محمودہ بیگم ... حسین خان و حاتم حسین خان ابنائے کمال الدین خان اولاد سلیمہ بیگم عبد القادر خان

وعبدالعزیز خان - و دو وایک دختر اسنا سے سعادت یار خان اولاد

تعیبسہ بیگم نیاز محمد خان وغیرہ - ابن یار محمد خان اولاد جمیلہ بیگم - علی رضا خان

علی عمران خان - علی محمد خان وحیدری بیگم اسنا سے علی اکبر خان

سعادت یار اولاد صاحبزادی بیگم احمد علیخان - علی حسن خان و سہ دختر

اسنا سے محمد علیخان و اولاد یک دختر مسماة قطبہ بیگم و یک پسر ابن

محمد حسن خان باقی نام نہین یاد بیٹا یکن معلوم کیا جاتا ہے کہ محمد علیخان ابن

نواب محمد خان کہ جنکے ساتھہ عقد دختر نواب محبت خان کا ہوا تہا اونسے

دو پسر و سہ دختر یادگار رہے - یعنی احمد علیخان و علی حسن خان

نواب علی اکبر خان نے علی حسن خان کو اپنا پسر یعنے تبنی گردانا تہا و عقد

علی حسن خان کا باصبیہ محمد محتشم خان ہوا علی حسن خان بعد چند سال از ان

مجنون ہو گئے و بہ زمانہ غدر شہر لکہنو مین اپنے مکان پر از دست

بدمعاشان مارے گئے اور نعش اونکی اوسی مکان مین دفن ہوئی اونسے

ایک پسر مسمی محمد حسین خان و دو دختر یادگار رہے محمد حسن خان نے پس

از چند سال بعد غدر بشہر کلکتہ بمقام مٹیا برج لاولد انتقال کیا و دختر کلان

علی حسن خان بہ احمد حسن خان جو شش منعقد ہوئین ہنوز لاولد موجود ہین -

و دختر خورد علی حسن خان بہ قمر الدین خان منعقد ہوئیں واز ہمشیرہ ہائے
علی حسن خان کلان بہ سعادت خان اوسط بہ زین العابدین خان ابن
نواب محمد ذکریا خان وخورد بہ دوست محمد خان منعقد ہوئیں ۔

بیان حالات بعض سرداران روہیلکھنڈ متعلقہ نواب حافظ الملک بہادر

بہرام جنگ نواب دوندی خان ابن سردار خان ابن محمود خان ابن شہاب الدین
سنہ ۱۱۱۷ ہجری میں تولد ہوئے اور ۳ محرم سنہ ۱۱۸۴ ہجری میں بعمر ۶۷ سال
بہ قصبہ بسولی انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے تین فرزند مسمیان
محب اللہ خان و فتح اللہ خان و عظیم اللہ خان وچند دختر یادگار چھوڑیں
محب اللہ خان نے بروز چہارشنبہ سوم شہر شوال سنہ ۱۲۱۳ ہجری میں رحلت
کی آٹھ پسر اونسے یادگار رہے و عظیم اللہ خان بروز سہ شنبہ تاریخ
۱۴ ذی حجہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری کو فوت ہوئی تین فرزند اونسے یادگار رہے

ذکر بخشی سردار محمد خان

محمد سردار خان ابن معظم خان ابن احمد خان ابن شیر خان ابن
خان محمد خان المعروف بہ خان کمال زئی محمد سردار خان محمد داود خان کے ہیں

ولایت سے آئے و بزمانہ ریاست نواب علی محمد خان عہدہ بخشیگری
پر مامور ہوئے و بعہد حکومت خود نواب حافظ الملک بہادر نے جاگیر
شش لاکھ روپیہ سالانہ کی واسطے مصارف بخشیے صاحب موصوف کے
عنایت فرمائی بتاریخ بست و چہارم شہر ربیع الاول ۱۱۸۴ھ ہجری
بمقام اونولا انتقال کیا آٹھہ پسر اونسے یادگار رہے یعنے احمد خان
و محمد خان و شجاعت خان و سعادت خان و محمد نور خان و عبدالرحمن خان
و حبیب خان و فقیر محمد خان حافظ الملک بہادر نے احمد خان پسر کلان
اونکے کو جانشین اون کا گردانا۔ چونکہ محمد خان کو سابق سے ایک نوع
کی خصومت احمد خان کے ساتھہ تھی لہذا اپنے برادر کلان سے
منحرف ہو کر فتنہ و فساد برپا کیا ہر چند حافظ رحمت خان نے از راہ
بردباری فہمایش کی مگر خیال مین نہ لایا و کینہ حد سے زیادہ بڑھ گیا و بعض
پرگنات بیدخل بیجا کیا پس حسب التماس احمد خان کے حافظ الملک بہادر
نے مولوی محمد یار خان فرزند اپنے کو معہ فتح خان خانساماں و عبدالستار خان
و سید قاسم شاہ کے برائے تنبیہ محمد خان روانہ فرمایا محمد خان از راہ
جہالت و نادانی آمادہ کارزار ہوا ہنگام جنگ نواب محمد یار خان

ابن حافظ الملک بہادر کا ضرب بان سے پاؤں کیطرف مجروح ہوا
جبکہ ہنگامہ زیادہ تر گرم ہوا ہمراہیان محمد خان گریزان ہو گئے کچھ دیر
تک محمد خان لڑتا رہا آخر الامر گرفتار ہو کر قید ہوا نواب محمد یار خان نے
بعد اسیری محمد خان کے جانب آنولہ مراجعت کی اور چند روز بعد چشم نمائی
محمد خان کو قید رکھا تا کوئی اور شخص جاگیرداروں میں عدول حکمی نکرے
درصدد فتنہ و فساد نہو ۔ پس اوس روز سے تا ہنگام شہادت حافظ الملک
بہادر احمد خان جاگیر قبضہ پدر پر قابض و متصرف رہے بعد شہادت
حافظ الملک بہادر احمد خان بامید بحالی جاگیر خدمت نواب شجاع الدولہ
مین چند روز حاضر رہے آخر بے نیل مرام واپس آئے ۔ نواب
فیض اللہ خان بہادر نے مواجب عنا سیا احمد خان کا مقرر فرمایا
تاحیات اونکے بسر کی تاریخ ہجدہم ماہ رمضان ۱۲۱۲ ہجری مین
انتقال کیا دوازدہ پسر اونسے یادگار رہے دو پسر محمد خان سے یادگار
رہے ۔ وتاحال کسیقدر اشخاص اونکی اولاد سے قصبہ آنولہ و رامپور
وغیرہ مین موجود ہین ۔

ذکر شیخ عثمان خانسامان

فتح خان کہ سابق مین برہمن تہے عہد داؤد خان مین بحضور رسالی مشرف بدولت اسلام ہوے و بنظر محبت و پرورش داؤد خان کی فتح خان کے اوپر نہایت رہی - انتقال داؤد خان کے بعد بزمانہ نواب علی محمد خان عہدۂ خانسامانی خاص پر مقرر ہوئے خانسامان مذکور نہایت نیکنام اور دیندار تہے جبکہ نواب علی محمد خان نے قضا کی نواب حافظ الملک نے خانسامان کو برائے تربیت و تعلیم پسران نواب علی محمد خان مرحوم جیسے نواب اسد یار خان و مرتضی خان - و محمد یار خان - مقرر فرمایا - بعد ازان حافظ الملک بہادر نے از راہ قدیم نوازی ہنگام تقسیم ملک پرگنہ او نولہ و سہسوان و بدایون - و کہرکنوان - وغیرہ بنا بر صرف ذات و تنخواہ سپاہ فتح خان کو مرحمت کی - چونکہ خانسامان نیک اعتقاد تہے اکثر مساجد و جسر و چاہ - و مہمان سرای انکی تعمیر کی ہوئی ہنوز موجود ہین سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین راہی ملک عدم ہوئے - قبر انکی قصبہ آنولہ مین واقع ہے - چہہ پسران سے یادگار رہے - یعنی احمد خان - و عظمت خان - و معظم خان و عظیم خان و محمد دلیر خان - و محمد ذوالفقار خان - حافظ الملک بہادر نے احمد خان کو بباعث کلانی عمر قایم مقام اون کا گردانا لیکن احمد خان سے انتظام

جاگیر وغیرہ بحری نہوسکا وعور و پرداخت متعلقان خانساماں سکے مطلقاً ظہور مین نہ آئی۔ جبکہ یہہ خبر گوشش حق نیوش نواب حافظ الملک بہادر سکے پہونچی پس بنا بر رفاہ و فلاح جملہ جائداد خانساماں مذکور کو سب اخلاف پر جدا گانہ تقسیم فرما دیا کہ باہم فتنہ و فساد نہو لیکن تادم مرگ درمیان اسعد خان و محمد اعظم خان کے نزاع قلبی رہی۔ القصہ بعد شہادت حافظ الملک بہادر کل جائداد اونکی قبضہ سے باہر ہوگئے مگر نواب فیض اللہ خان بہادر قدیم نوازی کچھہ مواجب اولاد خانساماں کا مقرر فرما دیا چنانچہ آجتک کچھہ لوگ اولاد خانساماں سے موجود ہین۔

ذکر ملا محسن خان

اصل اونکی امان زئی ہے۔ آغاز عمر جوانی مین ولایت سے آکر تحصیل علم مین مشغول رہے بعد انفراغ عہد ریاست نواب علی محمد خان مین ملازم ہوئے و زمانہ ریاست نواب حافظ الملک بہادر مین بھی ممتاز رہے سنہ ہجری مین انتقال کیا نواب موصوف الصدر نے محمد حسن خان فرزند کلان اونکے کو بجائے پدر خود قایم مقام کیا۔

بیان احوال عبد الستار خان

فتح خان کہ سابق مین برہمن تھے عہد داؤد خان مین بحضور رسالی مشرف بدولت اسلام ہوئے بنظر محبت وپرورش داؤد خان کی فتح خان کے اوپر نہایت رہی۔ انتقال داؤد خان کے بعد برپانہ نواب علی محمد خان عہدۂ خانسامانی خاص پر مقرر ہوئے خانسامان مذکور نہایت نیکنام اور دیندار تھے جبکہ نواب علی محمد خان نے قضا کی نواب حافظ الملک نے خانسامان کو برائے تربیت وتعلیم پسران نواب علی محمد خان مرحوم یعنے نواب احمد یار خان۔ ومرتضی خان۔ ومحمد یار خان۔ مقرر فرمایا۔ بعد ازان حافظ الملک بہادر نے ازراہ قدیم نوازی ہنگام تقسیم ملک پرگنہ وسہسوان وبدایون۔ وکہرکیوان۔ وغیرہ نبابر صرف ذات وتنخواہ سپاہ فتح خان کو مرحمت کی۔ چونکہ خانسامان نیک اعتقاد تھے اکثر مساجد وچہ وچاہ۔ ومہمان سرای انکی تعمیر کی ہوئی ہنوز موجود ہین ۱۱۹۱ہجری مین راھی ملک عدم ہوئے۔ قبر انکی قصبہ آنولہ مین واقع ہے۔ چھ پسران سے یادگار رہے۔ یعنی احمد خان۔ وعظمت خان۔ ومعظم خان وعظیم خان ومحمد دلیر خان۔ ومحمد ذوالفقار خان۔ حافظ الملک بہادر نے احمد خان کو بباعث کلانی عمر قایم مقام اون کا گردانا لیکن احمد خان سے انتظام

سے رام پور مین مصطفے خان کو پونچہتا رہا لیکن بعہد سلطنت حضرت واجد علیشاہ مسمی عبد العلے خان یعنے پسر خورد مصطفے خان کا کوئی حرکت بیجا رامپور مین کرکے لکہنو چلا آیا پس بخیال قدامت نواب حیدر علیخان نے اوسکو رکہہ لیا اور ہر طرح اوسکی پرورش و رعایت کرتے رہے لیکن اوس نامعقول نے بعد چند سال کسی امر خلاف پر تکرار مسمی حیدر بخش چیلہ نواب حیدر علیخان سے کرکے بوقت شب ہنگام خواب اوس بیچارہ کو ازراہ نامردی تلوار سے ہلاک کیا اور گریزان ہوگیا بعد ازین ہرچند تجسس اوسکا کیا لیکن سراغ نملا حسب سے مشاہرہ متذکرہ بالا مصطفے خان یعنے پدر عبد العلیخان کا بند کر دیا گیا و عبد العلی بایام غدر شہر رامپور مین پہانسی پاکر ہلاک ہوا شعر خوئی بد در طبیعت کہ نشست ؛ نرود جز بوقت مرگ از دست ؛ یہ نہایت بدمعاش و احسان فراموش آدمی تہا بموجب اس مصرعہ کہ خبث نفس نہ گردد بسالہا معلوم ؛

بیان حالات شیخ محمد کبیر خان

یہ شخص نہایت دیندار و پرہیزگار جری تہے حتی کہ بلقب شیخ مشہور ہوئے عہد ریاست نواب علی محمد خان مین بمعیت و رفاقت نواب حافظ رحمت خان

بہادر ولایت سے آئے وبعہد حکومت حافظ الملک بہادر روز بروز ترقی مراتب امارت ومناصب محمد کبیر خان کی ہوتی گئی اور عہدہ ہاے جلیلہ پر ممتاز رہے اور ہر ایک کو بہ حسن الوجوہ انجام دیا۔ جب نواب عنایت خان سے صدور حرکات ناشائستہ ہو کر بمقابلہ پدر والاقدر پیش آئے شیخ محمد کبیر خان بحالت عارضہ شدید اون روزون مبتلا تہے از راہ خیر خواہی وانجام بینی براے فہمایش نواب عنایت خان پیلی بہیت سے روانہ جانب بریلی ہوئے پس غلبہ مرض سے اثنا راہ مین حال شیخ کبیر خان کا دگرگون ہوا جبکہ سواری انکی قریب دریاے نکٹیا پہونچی تہی کہ مرغ روح نے قفس تن سے ۱۱۸۶ ہجری مین پرواز کی مردمان ہمراہی نے جنازہ اون کا بسرعت تمام لاکر شہر کہنہ بریلی مین دفن کیا۔ حافظ الملک بہادر کو انکے انتقال کا نہایت قلق ہوا۔ تین فرزند انسے یادگار رہے۔ محمد مستقیم خان۔ وعبد الحکیم خان۔ ومحمد مقیم خان حافظ الملک بہادر نے بعد ادای رسم تعزیت محمد مستقیم خان فرزند کلان اون کے کو کہ جوہر قابلیت واہلیت سے آراستہ تہے قایم مقام اون کا گردانا اور خدمت رسالہ داری پر سرفراز فرمایا۔

احوال طلب دین خان

اور اخوند طلب دین خان رفیق قدیم و اوستاد نواب حافظ رحمت خان بہادر کے تھے جاگیر مین اونکے قصبا مریا تھا بعد انتقال اخوند صاحب مسطور اونکے خویش یعنے عبدالواحد خان قایم مقام ہوے اور جاگیر موضع جیتپور پایا اور موضع مذکور بعد انتقال حافظ الملک بہادر کے بھی اونکے قبضہ مین رہا بعد اونکے اون کی فرزند مولوی محمد طاہر اوستاد نواب فیض اللہ خان بہادر کے رہے چنانچہ اونکی اولاد سے مولوی محمد یار خان و مولوی محمد حسن خان ہنوز بریاست ٹونک موجود ہین۔ اور اولاد گلشیر خان رفیق قدیم حافظ الملک بہادر سے عبدالرحمن خان تخلص فروغ صاحب دیوان ہنوز موجود ہین۔ یہ آدمی نہایت لایق اور باوضع سرکار انگریزی مین بہی بعہدے انسپکٹری ایک عرصہ تک ملازم رہچکے ہین بالفعل پنشن پاتے ہین۔ و مولوی محمد یار خان و مولوی محمد حسن خان انکے ماموں ہوتے ہین چنانچہ عبدالرحمن خان نے مولوی محمد یار خان کی دختر سے اپنا عقد ثانی بہی کیا ہے اور صاحب اولاد موجود ہین۔

بیان محمد یوسف خان ولد بہا قندہاری

بعہد ریاست حافظ الملک بہادر محمد یوسف خان قندہاری ولایت سے
آکر اول چند سال بملازمت نواب حافظ الملک بہادر سرفراز رہے بعد
ازین کسی امر پر نواب عنایت خان بہادر خلف حافظ الملک سے ناراض
ہوکر اودہ مین آکر بہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے ملازم ہوے بعد انتقال
اونکے فرزند عبدالرحمن خان بہادر رسالہ دار ہوے و سرکار نوابان
وشاہان اودہ مین بسبب لیاقت و شجاعت کے کارہای نمایان
کئے اور جاگیر وغیرہ پائی اور نہایت معزز رہے چنانچہ مصطفی خان
بہادر پوتے عبدالرحمن خان بہادر کے محض برائے خیرخواہی وجان نثاری
بعہد سناجان دبادشاہ بیگم صاحبہ چہرہ توپ سے بعین پایہ تخت ہلاک
ہوے تاحال اونکی اولاد سے صحیح النسب نہال الدین خان وغیرہ اور
اشخاص بھی اونکے عزیز واقربا سے بشہر لکھنؤ بموضع خالص پور وغیرہ
مین ابھی تک ہین اور مقبرہ عبدالرحمن خان بہادر کا متصل مقبرہ نواب
محبت خان کے واقع ہے چونکہ زیست مین باہم کمال اتحاد تھا بعد مرگ بھی
دہی قرب حاصل ہے و تاریخ عبدالرحمن خان بہادر کی کسی شاعر نے یہ
کہی ہے

دریغا کہ شد خان با عز و شان | روان سوی خلد برین زین جہان
زبن گفت ہاتف بچشم پر آب | نہان شد بزیر زمین آفتاب ۱۲۲۰ھ

بیان مولوی الطاف رسول صاحب سرہندی

ہنگام مراجعت از ملک سرہند۔ اکثر اشخاص سرہند نے ہی بلا شبہ بمرافقت
نواب علی محمد خان و حافظ الملک بہادر ہمراہ چلے آئے تھے چنانچہ منجملہ اونکے
مولوی الطاف رسول اول چند روز ملازمت نواب فیض اللہ خان مین رہے
وبعد انتقال مولوی صاحب موصوف شیخ الہی بخش پسر متبنی اون کے
اوسی عہدہ پر مامور رہے و میر مشتاق علی و شیخ اصغر علی وغیرہ
بھی تا زمانہ حضرت واجد علی شاہ اسی خاندان مین ملازم رہے و
بعد انتقال شیخ الہی بخش فرزند صلبی مولوی الطاف رسول یعنے
مولوی مشتاق رسول عرف مولوی مینا بخش ملازم اولاد نواب محبت خان کے
بعہدہ مختار کاری بمشاہرہ مبلغ شصت و پنجروپیہ ماہانہ تا زمانہ غدر یعنے
۱۸۵۷ع تک رہے چنانچہ شیخ ولایت حسین اونکی اولاد سے و مولوی
محمد ہادی اور اکثر عزیز اونکے فی الحال بشہر لکھنؤ قیام پذیر ہین۔ و منشی
محمد جان خوشنویس و اولاد خواجہ محمد حسن پیرزادہ اونکے اقربا سے

سنہ ہجری مین بمقام مزار قائم ہوئی ہین فقط اور ایک مسجد مختصر تعمیر کردہ
مولوی مشتاق مرحوم قریب لکھنو گنج واقع ہے۔ وقبر مولوی مینا بخش
کے نزدیک بعض مدفن اونکے یہان کے اوسی مقام پر ہین دو پسر ویک دختر امجد النسا
عرف مجدن صاحبہ اونسے تولد ہوے چنانچہ پسر کلان مولوی مینا بخش
مسمی شیخ علی حسین نے بحیات پدر خود انتقال کیا ایک فرزند یعنی شیخ
ہدایت حسین اونسے یادگار رہے ویسر عنایت حسین یعنے ولایت حسین
خود موجود ہین و شیخ مرتضی پسر خورد و امجد النسا دختر مولوی مینا بخش
نے بعد از ایام غدر لاولد انتقال کیا۔

بیان بعض دیگر رفقا و متوسلان و ملازمان خاندان نواب محبت خان

سعادت خان خلف حبشی سردار خان کا بھی مشاہرہ سات سو روپیہ ماہوار سے
کسیقدر زیادہ بعد انتقال نواب حافظ الملک بہادر سرکار نواب آصف الدولہ
بہادر سے بطور جاگیر بہ سند بخشش المناس علیخان خواجہ سرا نسلا بعد نسل مقرر
ہوگیا تھا سعادت خان آخر عمر مین مجنون ہوگئے تھے مدعی و نگی نواب محبت خان
مین رہے اور انہون نے اوسی عارضہ جنون مین انتقال کیا جو کہ سوا

نیچ دختر کو (ای پسر سعادت خان مذکور کا نہتا لہذا نواب صاحب موصوف نے
مشاہرہ متذکرہ بالا سعادت خان کا اونکی پانچون دخترون کے نام پر تقسیم
فرما دیا سپار دختر اونکی اخلاف نواب محبت خان کی زوجائین تہین اور
ایک دختر کلان اونکی عظیمہ بیگم صاحبہ بشہر رام پور منعقد ہوئین تہین چنانچہ
حسب سے مشاہرہ سعادت خان کا بشمول مشاہرہ نواب محبت خان کے
لمبار ا- خاندان نواب محبت خان سے قریب سوا سو روپیہ ماہوار کے عظیمہ بیگم صاحبہ
کو ہو سے بہیجا جاتا تہا- اور بعد انتقال عظیمہ بیگم صاحبہ کے انکی اولاد
واقعہ میر بہی مشاہرہ بنام سمیان غلام حید خان و غلام حیدر خان وغیرہ
تا بزمانہ غدر یعنے ۱۸۵۷ء برابر پہونچا کیا اور ایک نواسی عظیمہ بیگم صاحبہ کے
بہ مسمی مسیح الزمان خان خلف امام بخش خان سے منعقد ہوئی لیکن اوس بی بی
نے لاولد بعد زمانہ غدر انتقال کیا-

بیان حالات سید شاہ خواجہ حسین صاحب

سودودی چشتی سید میرن صاحب برادر کلان سید خواجہ حسین صاحب بعہد حکومت
نواب حافظ الملک بہادر شہر دہلی سے آکر نواب عنایت خان خلف کلان
نواب حافظ الملک بہادر کے ملازم ہوئے اور کامدار رہے پس از چند سال

بعد ازان سید خواجہ حسین صاحب کہ جن کا ذکر قبل ازین بہی کتاب ہذا مین بیان ہو چکا ہے تشریف لائے وبمرافقت نواب محبت خان رہیلکھنڈ مین قیام پذیر ہوے وبعد بربہی ریاست حافظ الملک بہادر بہی جس جس مقام پر کہ نواب محبت خان رہے سید صاحب موصوف بہی وہین رہے کسی رنج وراحت مین رفاقت نواب محبت خان کی ترک نہین کی چنانچہ نواب محبت خان لکھنؤ مین آئے تو شاہ صاحب موصوف بہی ہمراہ تہے۔ ہنگام قیام لکھنؤ نواب محبت خان چہل روپیہ ماہوار وطعام خاصہ و جزاول میان صاحب کو دیا کرتے تہے اور اوس زمانہ تک شادی کتخدائی بہی میان صاحب کی نہین ہوئی تہی میان صاحب نہایت دیندار وابرار جیسا کہ سادات صحیح النسب کو ہونا چاہیئے ویسی ہی تہے لیکن سید صاحب کے مزاج مین جرأت وحرارت زیادہ تہی چنانچہ ایک روز نواب صاحب خاصہ تناول فرمانے کو محل مین گئے اور سید صاحب موصوف کیواسطے متوز خواجہ سرا خوان طعام لایا اوسکے کسی برتن مین اتفاقاً کوئی مکہی پڑی ہوئی تہی اور سید صاحب موصوف کو مکہی سے نہایت نفرت تہی۔ پس بنظر غیض اوس خواجہ سرا کے طرف دیکہا اور یہ قصد کیا کہ اوس کو مارون وہ خواجہ سرا خوف کرکے

میان صاحب اسکے سامنے سے بھاگا اور میان صاحب موصوف اوس کے
پیچھے اوس غیض و غضب مین دوڑے وہ خواجہ سرا تو بے تکلف محل کے
اندر گھس گیا اور سید صاحب بھی اوس غصہ کی حالت مین اندرون محل جا پہونچے
ملازمان نواب محبت خان مین کسیکی یہہ مجال نہ تھی کہ میان صاحب کو روک سکتا
خلاصہ یہہ کہ اندر محل کے جاکر جو مستورات وغیرہ کو دیکھا تو اوسوقت ہوش
آیا اور وہان سے یہہ کہکر پلٹے کہ بھائی یہہ سب میری بہن اور بیٹیان ہین۔
مین اسوقت غصہ مین اس لنگڑ کے پیچھے بے تکلف محفل مین آگیا معاف کرو
یہہ میرے واسطے کھانے مین کھی ڈال کر لیگیا تھا نواب محبت خان اوسوقت
دسترخوان پر سے اوٹھہ کھڑے ہوئے اور میان صاحب کا ہاتھہ پکڑ لیا۔
اور فرمایا کہ میان صاحب کیا مضائقہ ہے جو آپ محفل مین تشریف لے آئے
بلاشک یہہ آپکی بیٹیان اور بہن تو کیسی سب کنیزین ہین پس اب چاہیے
ہم اور آپ یہین کھانا باہم کہائین ہرچند میان صاحب نے عذر کیا لیکن نواب صاحب
موصوف نے ہرگز نہ مانا اور میانصاحب کو بٹھا کر وہین دسترخوان پر اپنے
ساتھہ کہانا کھلایا جیسے موافقت واتحاد فیما بین نواب محبت خان وحضرت
شاہ خواجہ حسین صاحب کے تہا کبھی کسی نے آنکھہ سے بھی نہ دیکھا ہوگا۔

رسم یہہ کہ بعد دریہی وہر ہی ریاست نواب حافظ الملک بہادر کے سرکار کے
سودہی کا پیسر مسمی نہال کہ وہ نہایت دولتمند تہا سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین بامید
علاقہ داری بہنے برای نظامت بریلی سے لکہنو مین آیا و قریب سرفراز گنج بیرون
شہر لکہنو خیمہ ڈیرہ وغیرہ استادہ کرا کے قیام پذیر ہوا اوس سے سوداگران
رامپور سے کپڑا اسباب وغیرہ خرید کیا تہا و قیمت اوس کی عرصہ سے سوداگران
مذکور کو وصول نہین ہوئی تہی وعدہای امروز فردا مین یہہ لوگ پریشان تہے اور
یہہ سوداگر سرکار نواب محبت خان مین بہی آمد و رفت رکہتے تہے ایکروز
اون سوداگرون نے ہنگام ملازمت اپنی کیفیت نواب صاحب موصوف
سے بیان کر کے یہہ عرض کیا کہ وہ حضور کے سرکار کے سودہی قدیم کا پیسر ہے
اگر آپ خاوندی فرماکر اوس سے کہلا بہیجین گے تو ہمارے اسباب کی قیمت
جلد وصول ہوجاویگی اور ہم بسبب نہ وصول ہونے قیمت اسباب کے
یہان نہایت زیر بار و پریشان ہو رہے ہین۔ نواب صاحب نے انکار کیا اور فرمایا
کہ اب وہ زمانہ ہمارا نہین رہا کہ کوئی خیال کرے وہ بنیے کا لونڈا اپنی دولت کے
غرور مین ہے شاید ہمارا کہلا بہیجنا خیال مین لائے یا نہ لائے۔ لیکن بموجب انکہ
صاحب الغرض مجنون۔ اون سوداگرون نے کمال منت و سماجت کی اور یہہ

عرض کیا کہ وہ حضور کے سرکار کا نمکخوار قدیم ہے اور یہہ دولت و ثروت
حضور ہی کے قدموں کی بدولت اوسے حاصل ہوئی پس بوجہہ لحاجت سوداگران
مذکور کے نواب صاحب موصوف نے از راہ رحم دلی و مروت خانساماں
احمد خان سے فرمایا کہ اچھا تم کل صبح کو جاکر ہماری طرف سے بعد دعا ان
سوداگروں کی باب مین کہدینا چنانچہ حسب الحکم نواب صاحب خانساماں جی
مذکور سوار ہوکر اوس کے پاس گئے اور پیام گذاری کی لیکن اوس نا معقول نے
خانساماں مذکور کو یہہ جواب دیا کہ مین نہین جانتا نواب محبت خاں کون ہین
پس خانساماں جی بہ آزردہ خاطری وہاں سے اوٹھکر چلے تو اوس وقت
زیر لب یہہ بہی اوس نے کہا کہ رسی جل گئی بل نہین گیا دعا فرمایا بہیجی ہے
غرضکہ خانساماں جی نے وہانسے واپس آکر تمام سرگذشت نواب صاحب
سے بیان کی نواب محبت خاں کو نہایت رنج و قلق اس امر کا گذرا اور رنگ
چہرہ کا متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ یہہ صدمہ مجکو بسبب ان سوداگرون کے ہوا
مین اول ہی سمجہا ہوا تہا لیکن ان لوگون نے نہ مانا اور مجہے خفیف کرایا
نواب محبت خان اسی رنج و غصہ مین بیٹہے ہوئے تہے کہ سید خواجہ حسین صاحب
تشریف لائے تو دیکہا کہ نواب صاحب موصوف کچہہ مکدر بیٹہے ہین بپاس خاطر صاحب

نے اصرار کیا تو نواب محبت خان کی کیفیت من و عن بیان کی یہہ بات سنکر
میان صاحب موصوف نے تہوڑی دیر وہان توقف کیا بعد ازان کہا کہ برادر
ہم جاتے ہین خدا حافظ - یہہ کہکر میان صاحب اوٹھہ کھڑے ہوئی نواب صاحب
نے یہہ جانا کہ اپنے قیام گاہ پر جاتے ہین لیکن میان صاحب جو نواب صاحب کے
پاس سے اوٹھی تو سیدہے اصطبل مین تشریف لائی اور ایک سائیس سے فرمایا
کہ جلد گہوڑا کہینچ اوس نے فورًا گہوڑا طیار کیا نواب صاحب کی ملازمون سے
یہہ مجال کسیکی نہ تہی کہ جس امر کو میان صاحب فرماوین اور وہ اوس مین
تامل و تساہل کر سکین پس میان صاحب موصوف اوسیوقت گہوڑی پہ
سوار ہوکر فرودگاہ نیپال کیطرف روانہ ہوے بعد ازین یہہ خبر نواب صاحب
کو پہونچی کہ میان صاحب آپ کی پاس سے اوٹھکر اصطبل مین گئے اور وہان
سے فلان گہوڑا کہچوا کر سوار ہوگئے چونکہ نواب محبت خان میان صاحب
کی طبیعت سے بخوبی واقف تہے فورًا خیال مین گذرا کہ اوسی وقت وہین کے
ڈیرہ پر گئے ہونگے پس نواب صاحب نہایت پریشان و متردد ہوے
اور جملہ ملازمین و خاص بردارون وغیرہ کو حکم دیا کہ بہت جلد جاؤ [illegible] سواری
بہی لیتے جاؤ اور جو سنا کہ میان صاحب [illegible] پہنچی [illegible]

کی متابعت سبحان و دل کرنا کسی بات مین بزدلی و کمی ہونے پائی۔ ملازمان
نواب صاحب کے اونمین اکثر افغان دلاور تہے بموجب حکم فوراً روانہ ہو گئے
اسی عرصہ مین جناب میان صاحب موصوف اوس پسر مودھی کے
قیام گاہ پر جا پہونچے اتفاقاً وہ اوسوقت ناچ دیکھ رہا تہا یعنے کوئی
طوائف اوسکے روبرو مجرا کر رہی تہی پس میان صاحب در خیمہ پر جا کر گہوڑے
پر سے اوترے اور گہوڑا سائیس کے سپرد کرکے بلا اندیشہ اندرون خیمہ تشریف
لیگئے۔ چونکہ میان صاحب ایک شستین اور نہایت وجیہ آدمی تہے کسی دربان
وغیرہ نے روک ٹوک نکی سیدہے بےتکلف اندرون خیمہ داخل ہوکر سازندہ واہج کے
پیچہے کہڑے ہو گئے جب وہ رنڈی اور سازندے اوسکے قریب سے حسب ل
پیچہے سے ہٹے میان صاحب موصوف نے چستی تمام جسطرح باز شکار پر گرتا ہے
جہٹ کر اوس پسر مودھی یعنے نیال پر جا پڑے ایک ہاتہ اوسکی کمر مین ڈالا
اور دوسرے ہاتہ سے پیش قبض نکالکر اوسکی شکم پر رکہدیا۔ نیال زرد ہو گیا
اور دہشت سے قریب تہا کہ اوس کا دل بدن سے نکل جاوے تمام محفل درہم برہم
ہو گئی چہار جانب سے لیجیو کا شور اوٹہا اوسوقت میان صاحب نے نیال سے
فرمایا کہ اپنے ہوا خواہوں کو منع کرو ورنہ تیرا شکم ابہی چاک کردونگا پس اوس نے

سب کو منع کیا اور روکا کہ دور رہو قریب نہ آؤ ورنہ میری جان جاتی رہیگی
اور میان صاحب سے دریافت کیا کہ مینے آپکا کیا قصور کیا جس کا یہہ نتیجہ
دیکھا اوس وقت میان صاحب نے فرمایا کہ تو نواب محبت خان ابن حافظ الملک
بہادر کو نہین جانتا اوسی مین خیر ہے کہ اوٹھہ کھڑا ہو تاکہ مین تجھی اپنے ساتھہ
لیجاکر نواب محبت خان کو شناخت کرادون وہ نہایت منت و سماجت
کرنے لگا اور کہا کہ وہ میرے آقا ہے نعمت و سردار قدیم ہین مین تو اون کا
خانہ زاد ہون نواب صاحب موصوف کو خوب جانتا ہون اول سمجھا تہا مین نہا
مینے یہہ جانا کہ کوئی لکھنو کے امیرزادہ نہین سے ہونگے مجھی اور ان کی خدمت
مین حاضر ہونے سے کیا عذر ہے بلکہ اونکی خدمت مین جانا میرا فخر ہے مگر
دست بستہ آپ سے عرض کرتا ہون کہ وہان میری آبروریزی نہو جاوی میان صاحب
نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے تیری ابروریزی نہین ہوگی اطمینان رکھہ یہہ کہکر
اوسے اوسیطرح گرفتار کئے ہوئی خیمہ سے باہر نکلے تھے کہ ملازمان نواب محبت خان
معہ فیل سواری وہان جا پہونچے پس میان صاحب معہ نیپالی ہاتھی پر سوار
ہوکر آئے اور اوسکی ہاتھہ رومال سے بند ہوا کہ نواب محبت خان کے روبرو
لائے اور قدمون پر گروایا اوس نے عذر تقصیر نافہمی اپنی کا نواب صاحب موصوف سے

کیا او قیمت مال سوداگران مذکور اوسیوقت حاضر کی نواب صاحب نی اوسے
دوشالہ - رومال بطور خلعت دیکر رخصت کیا وہ اوسکی دوسرے روز لکہنؤ
سے جانب بریلی روانہ ہوگیا اور نواب محبت خان نے میان صاحب سی کہا
کہ یہہ تمنی کیا جہالت و نادانی کی تہی بجواب اسکی میان صاحب نی فرمایا کہ
برادر جیسی تمہارا رنج دھدمہ دیکہا گیا اس لئے تمہارے اقبال سی اوس
کا فکر کولاکر تمہارے قدم سونپکر دادیا ورنہ مین تو ایک سید فقیر ہون مجہی ان
باتون سے کیا علاقہ غیر جو ہونا تہا وہ ہوا - یہہ کہکر ٹال دیا کہ جیسی اونہون نے
کچہہ کہا ہی نہ تہا میان صاحب موصوف نی ہمیشہ ہمت باندہا اور لنگی رام پور کی
اکثر اوڑہتے تہے کبہی دوشالہ رومال وغیرہ سے غرض نہین رکہی سفید انگرکہا
یا کرتہ پہنا اور دوپٹہ شنگرفی یا سفید سر پر باندہا ہوا بہرا گی ہاتہہ مین چہرا
کمر مین لگا ہوا دربار سرکار جہان کہین گئی یہہ ہی وضع تا حیات رہی - روپیہ
اپنے ہاتہہ سی کبہی نہ چہوا - ایک مرتبہ جس شخص کے ساتہہ جو برتاؤ کیا مدام وہی رہا
کیا ممکن کہ اوسمین فرق آجائے فقط دیگر وبمقام آلہ آباد ہنگام مقیدی
نواب محبت خان میان صاحب موصوف نے ایک تلنگے کو بوقت شب خفیہ
طور پر قلعی کی برجپر سی جسوقت کہ وہ سپاہ اوپر ہاتہا دریا مین ڈہکیل دیا کہ وہ ڈوب گیا

ہلاک ہوا بوجہہ اس کی کہ تلنگہ مذکور نہایت بد ذات و حرام زادہ تہا اکثر
شل کبیر وغیرہ مخش باتین زبان سے نکالتا تہا اور میان صاحب موصوف
سے بہی بدزبانی کرتا تہا

بیان عہد و ترقی جاہ و حشمت و اعزاز سید خواجہ حسین صاحب معہ بانہ دیگر حالات

سابق مین تحریر ہو چکا ہے کہ نواب محبت خان کو گانا و ناچ وغیرہ سُننے
و دیکھنے کا جیسا کہ امیرون کو ہوا کرتا ہے شوق تہا اکثر گانے بجانے کا
شغل بہی اونکے سامنے ہوا کرتا تہا و حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب
ہر ایک امر مین انیس و جلیس نواب صاحب موصوف کے رہتے تہے۔ علاوہ ازین
سید خود چشتیہ خاندان سے گانا سُننے کے عاشق۔ پس نواب صاحب ممدوح
کیخدمت مین اکثر طوائف بہی برائے رقص و سرود آیا کرتی تہین منجملہ اون کے
ایک طوائف بہاگ بہری نام کہ گانا و ناچنا اوس کا اچہا و فی الجملہ شکیلہ بہی
تہی آیا کرتی تہی چونکہ میان صاحب موصوف نہایت وجیہ و شکیل آدمی تہے
لہذا بہاگ بہری طوائف میان صاحب موصوف کی جانب زیادہ ملتفت

ہونے لگی چنانچہ اوس کا میلان خاطر میان صاحب کو کچھہ اور طرز کا پایا گیا نواز راہ

نیک نفسی و پاک طینتی ایکروز میان صاحب نے فرمایا کہ نیک بخت تو کیون

مجھہ فقیر حقیر کیطرف اسقدر توجہہ کرتی ہے مین تیری کام کا نہین تو بادشاہو

اور وزیرونکی پہلو مین بیٹھنے کے لایق ہے اور اوس سے کنارہ کیا۔ اتفاقاً

اوسی سال مین جناب شاہزادہ مرزا جہان دار شاہ بہادر دہلی سے لکھنو مین تشریف

لاے کہ جن کا تذکرہ کتاب ہذا مین قبل ازین بیان ہو چکا ہے اون کا ہر طرح

سے پاس و لحاظ و ادب نواب آصف الدولہ نے مرعی رکہا و کمال خاطر داری کی

چنانچہ جملہ طوایف گویتی وغیرہ بہی بخدمت شاہزادہ صاحب موصوف حاضر

ہوا کرتے تہے منجملہ طوایف کے شاہزادہ صاحب نے بہاگ بہری کو پسند فرمایا

اور اپنا محل کروانا و اعزاز بخشا اوس رنڈی کو یہہ خیال ہوا کہ مین اس مرتبہ کو

بہ برکت زبان حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب کے بعنایت خدا پہونچی

ہون ورنہ اور صدہا طوایف مجہسی بہتر و برتر موجود تہین یہہ کیا کہ سب مین سے

شاہزادہ صاحب نے مجہی کو پسند کیا پس عظمت اور اعتقاد اوس عورت کا

میان صاحب کیطرف دوچند و سہ چند ہو گیا حتی کہ ایک روز تذکرہ اس امر کا

اوس نے شاہزادہ صاحب سے کیا یہہ بات سنکر شاہزادہ صاحب حد سے زیادہ

میان صاحب کی ملاقات کے شایق ہوئے اور کوئی ملازم معتبر اپنا بھیجکر
سید خواجہ حسین صاحب کو یاد فرمایا سید صاحب نے اوسے یہہ جواب دیا کہ
شاہزادہ صاحب کے خدمت مین میرا سلام کہنا اور یہہ عرض کرنا کہ مین ایک
فقیر ناچیز ہون قابل صحبت شاہان نہین علاوہ ازین بغیر اجازت نواب محبت خان
ابن حافظ الملک کے مین کہین نہین جا سکتا یہہ جواب سُنکر جناب شاہزادہ صاحب
نے اوسیوقت اپنا ملازم معتبر و معزز نواب صاحب موصوف کے پاس
بھیجا اوس نے اگر شاہزادہ صاحب کیطرف سے بعد دعا نواب صاحب سے کہا کہ
تم سید خواجہ حسین صاحب کو ہماری پاس آنیکی اجازت دو چنانچہ نواب محبت خان
نے اوسیدم سید صاحب سے فرمایا کہ میان صاحب شاہزادہ صاحب تم کو
یاد فرماتے ہین ضرور جاؤ مین خوشی سے کہتا ہون ۔ و شاہزادہ صاحب
کیخدمت مین اپنے طرف سے دست بستہ آداب اور تسلیمات عرض کرا بھیجا ۔
چنانچہ میان صاحب صاحب محفہ مین سوار ہوکر شاہزادہ صاحب کیخدمت مین گئے
شاہزادہ صاحب بکمال تپاک و اخلاق پیش آئے اور بہ تعظیم و تکریم میان صاحب
کو اپنے برابر بٹھایا و مزاج پرسی فرمائی اور اپنا اشتیاق ظاہر کیا جواب
اسکے میان صاحب نے کہا کہ مین اک فقیر حقیر بیکار صحبت سلاطین کی سزاوار

نہین بیہ آپ کی خوش اعتقادی وعنایت ہے کہ مجھسی ناچیز کو یاد فرمایا
اور میری حق مین ایسے کلمات فرمائے بعد ازان اوسیوقت شاہزادہ صاحب
حسب الطلب میان صاحب کو اندرون محل لیگئے وہ عورت میان صاحب کو
دور سے دیکھکر کہڑی ہوگئی اور دوڑکر قدمبوسی کی اور یہہ کہا کہ مجکو یہہ رتبہ
من بعد فضل خدا آپ کی جوتیون کے تصدق مین ملا میان صاحب نے بہی اوسکی سر پہ
ہاتہہ پہیرا اور دعا دی الحاصل میانصاحب موصوف کسیقدر شاہزادہ صاحب کے
پاس توقف کرکے رخصت ہوے تو شاہزادہ صاحب نی میانصاحب سے وعدہ لیا
کہ تا ہنگام قیام لکہنو آپ ہر روز صبح کو ہمارے پاس ضرور تشریف لایا کیجئے
چنانچہ میان صاحب روزانہ شاہزادہ صاحب کے پاس جانی لگے۔ و نواب
آصف الدولہ بہادر بہی روز صبح کیوقت شاہزادہ صاحب کے سلام کو
آیا کرتے ہیں وہانکی آمد و رفت و نشست برخاست مین فیمابین نواب
آصف الدولہ و میان صاحب کے بہی ارتباط زیادہ ہوگیا ایکروز شاہزادہ صاحب
نے میان صاحب سے فرمایا کہ آپ اپنا عقد کیون نہین کرتے۔ بجواب اسکے
میانصاحب نے کہا کہ مین ایک فقیر آدمی خانہ بدوش ہون استطاعت خانہ داری
کی نہین رکہتا نواب محبت خان کیوجسہ سے اوقات اپنی بسر کرتا ہون

اور اونہین مقدرت میرے اخراجات خانہ داری و عیال داری اوٹھا نہیکی
نہین دیکھتا اونکے مصارف آمدنی سے بڑھے ہوئے ہین لہذا مجکو کوئی ضرورت
عقدکی نہین میرا تجرد متاہل ہونسے اچھا ہے خوب بیفکری سے گذرتی
ہے شاہزادہ صاحب نے اسباب مین اصرار کیا اور فرمایا کہ آپ سنت
نبوی سے انکار کرتے ہین ضرور عقد کرنا چاہیے میان صاحب موصوف
نے پھر تامل فرمایا اور عذر کیا اس درمیان مین نواب آصف الدولہ بہادر نے
فرمایا کہ میان صاحب آپ عقد کرنے مین تامل نکرین جملہ مصارف خانہ داری
میرے ذمہ ہین اور بڑے میان صاحب یعنے حضرت سید خواجہ حسن صاحب
نے کہ برادر کلان و جدی سید خواجہ حسین صاحب کے تھے و نیز نواب
محبت خان سے بھی اسباب مین سفارش اہتمام کی الغرض ان صاحبون
نے ملکر بجبر سید خواجہ حسین صاحب کو عقد کرنے پر متعقد کیا اس جناب
شاہزادہ صاحب و نواب آصف الدولہ بہادر و نواب محبت خان نے
اپنی تجویز سے باد ختر یکے از اقربائے نواب حسین الدین خان کہ سادات
صحیح النسب سے تھے شادی کتخدائی میان صاحب موصوف کی قرار دی
اور وزیر باغ مین جلسہ شادی منعقد ہوا شاہزادہ صاحب و نواب

آصف الدولہ بہادر و نواب محبت خان سے شریک بزم ہوکر نہایت
جاہ و احتشام کے ساتھہ عقد میان صاحب موصوف کا پڑھوایا و نواب
آصف الدولہ بہادر نے اوسی روز مبلغ پانصد روپیہ ماہوار سید خواجہ حسین صاحب
کا مقرر فرمایا۔ و پس از چند سال بارہ دری محل سراے تعمیر کردہ سیدی
بشیر کہ جس کا ذکر متضمن حالات نواب حافظ الملک بہادر کتاب ہذا مین
ہوچکا ہے خرید کر میان صاحب کو عنایت کی بعد ازان میان صاحب
موصوف نے اور مکان بھی گرد و پیش اوسکے بوجہ کثرت اولاد بمحلہ
رستم نگر خرید لیے کہ تا حال اون مکانات سے کچھہ آثار محلہ مذکور باقی ہین
و مزار حضرت سید شاہ خواجہ حسین صاحب و مقبرہ حضرت سید شاہ خواجہ
حسن صاحب معہ قبور دیگر اولاد و اقربا رشان محلہ مذکور موجود ہین
و نواب آصف الدولہ اکثر سید شاہ خواجہ حسین صاحب کے مکان پر تشریف
لایا کرتے تھے چنانچہ ایکروز نواب آصف الدولہ بہ سواری پالکی میانصاحب
کے مکان پر آتے تھے کہ بوجہ کوچہ ہاے تنگ بانس پالکی کا ایک شطرنجی
مکان کی دیوار سے اٹک گیا اور پالکی کا وہان سے نکلنا دشوار ہوا پس فوراً
بیلدارون نے وہ دیوار کھود ڈالی اور پالکی نکل آئی نواب آصف الدولہ

میان صاحب کے مکان پر آکر بیٹھے بعد حرف و حکایات میان صاحب نے
نواب آصف الدولہ سے کہا کہ نواب صاحب آپ مجھہ فقیر کے غریب خانہ پر
کیون تکلیف فرماتے ہین میں خود روزمرہ حاضر دربار ہوتا ہون - نواب
آصف الدولہ نے فرمایا کہ میان صاحب میرا آنا کیا آپ کو ناگوار ہوتا ہے
میان صاحب نے کہا کہ نہین آپ بسر و چشم میری آنکھون پر تشریف لا دیتے لیکن
بعض غربا اہل محلہ کو تکلیف پونہچتی ہے وہ اپنے دل مین کہینگے کہ یہہ
فقیر جب سے ہمارے محلہ مین آکر رہا ہے تو ہمکو تکلیف دیتا ہے - نواب
آصف الدولہ یہہ بات سنکر ہنسے اور یہہ فرمایا کہ اچھا میان صاحب ہم
آج سے پالکی مین سوار ہوکر آپ کے مکان پر نہ آیا کرینگے اور حکم دیا
کہ آج ہی دیوار شطرنجی والیکے مکان کی درست کرا دیجائے - چنانچہ
حسب الحکم نواب آصف الدولہ کے ایسا ہی ظہور مین آیا کہ دیوار اوس شطرنجی
باف کے مکان کی خام تھی پختہ بن گئی - بعد انتقال نواب آصف الدولہ کے
نواب سعادت علی خان بہادر میان صاحب موصوف سے کمال اتحاد رکھتے
و نواب صاحب موصوف بھی میان صاحب کے مکان پر اکثر تشریف لایا کرتے
تھے اور میان صاحب کی عزت و حرمت جسطرح کہ نواب آصف الدولہ کرتے

تھے اوسی طرح پر بلکہ کسیقدر اوس سے زیادہ نواب سعادت علیخان کرتے تھے

بیان دیگر حسب اتفاق ایک روز نواب سعادت علیخان بہادر راجہ ٹکیت رای کے باغ مین ناچ دیکھہ رہے تھے اور او جاگر طوائف مجرا کر رہی تھی و سید شاہ خواجہ حسین صاحب بھی شریک جلسہ مذکور تھے لیکن نواب سعادت علیخان بہادر اون دنون تک شغل مے نوشی کا بھی کرتے تھے پس نشہ کی حالت مین اوس رنڈی سے یہ فرمایا کا وجاگر میانصاحب کی گود مین بیٹھہ جا اوس نے قصد کیا تو میان صاحب نے اشارہ سے روک دیا چند ساعت کے بعد پھر نواب صاحب نے اوس طوائف سے یہی کہا اوس نے پھر قصد کیا میان صاحب نے اوس کو جھڑکا تو وہ الگ ہو گئی لیکن میان صاحب موصوف کو باطن یہہ بات سخت ناگوار گذری اور دل مین خیال کیا کہ نواب صاحب خلاف عادت اسوقت مجھسے تمسخر کرتے ہین اتفاقاً نواب صاحب نے تیسری مرتبہ برہم ہوکر اوس طوائف سے فرمایا کہ ہم تجھسے چند مرتبہ کہہ چکے تو میان صاحب کی گود مین نہین بیٹھہ جاتی اوس وقت وہ رنڈی خوف حاکم سے مجبور ہوکر بہت قریب میان صاحب کے آگئی اور قصد گود مین بیٹھہ جانے کا کیا میان صاحب نے اوس کو ہاتھہ سے ڈھکیل کر یہہ فرمایا

کہ دور ہو یہاں سے یہہ گودی مال زادیوں کی بیٹھنے کے لایق ہے
اس مین وزیر زادیان اور شہزادیان بیٹھین تو کیا مضایقہ ہے
یہہ بات اوس نشہ کی حالت مین نواب سعادتعلیخان کو بہت ناگوار گذری
و کلمہ نامناسب یعنی بجای تم کے تو کے لفظ سے میان صاحب کیطرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہہ کیا بات بیہودہ کہی اوسوقت میان صاحب
موصوف کو غصہ ضبط کرنیکی تاب نرہی۔ اور چہرے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا
کہ اے دختر شجاع الدولہ خموش۔ اگر دوبارہ ایسا کلمہ زبان سے
نکالا تو اسیوقت اپنی جان اور تمہاری جان ایک کر دونگا اور
سینہ پر چہر کر لہو پی جاونگا۔ یہہ سخن میان صاحب کی زبان سے
نواب سعادتعلیخان سنکر دم بخود ہو گئے اور گردن جھکالی۔ وہ
جلسہ درہم و برہم ہو گیا۔ میان صاحب موصوف چند ساعت توقف کر کے
اوٹھہ کہڑے ہوی اور سلام علیک کر کے نہایت ہوشیاری کے ساتھہ
دہنے بائین دیکھتے ہوے باغ مذکور سے نکلکر اپنی فنس مین سوار ہو کر
مکان پر چلے آئے۔ نواب سعادتعلیخان بہادر نے بہی فی الحقیقت
بپاس و لحاظ سادات نہایت تحمل کو کام فرمایا ورنہ حاکم اور محکوم

مین بڑا تفاوت ہے میان صاحب کی جان جانے مین کیا تامل تہا چنانچہ
اوسی دن سے نواب سعادت علیخان بہادر و میان صاحب موصوف
سے یکلخت ملاقات ترک ہوگئی و نواب صاحب نے دو پانصد روپیہ
ماہوار کہ جو عہد نواب آصف الدولہ بہادر سے میان صاحب کو ملتا چلا
آتا تہا بالکل بند کر دیا- پس از یک دو ماہ میان صاحب موصوف کو
تکلیف اخراجات وغیرہ کی ہونے لگی ہر چند کہ نواب محبت خان و
حضرت شاہ خواجہ حسن صاحب نے سید خواجہ حسین صاحب کو سمجہایا
اور فہمایش کی کہ تم بغیر طلب نواب سعادت علیخان بہادر کے پاس
چلے جاؤ اوسوقت نشہ کی حالت مین اوسے یہہ ایک حرکت خلاف
ہوگئی اور تمکو بہی غصہ آگیا جسوقت تمہارا اور اون کا سامنا ہو جائیگا
تو یقین ہے کہ باہم صفائی ہو جائیگی اور کدورت نہ رہیگی لیکن میان صاحب
موصوف نے یہی کہا کہ اب جبتک نواب سعادت علیخان از خود مجہے
طلب نکرینگے مین ہرگز نجاؤنگا- اسی وجہ سے جو ہو سو ہو یہان تک
کہ اسی بات کو عرصہ قریب آٹھ نو مہینے کے گذر گیا اور میان صاحب
کو سبب بند ہو جانے تنخواہ کے ہر طرح کی تکلیف ہونے لگی اسواسطے

کہ اخراجات میان صاحب کے نہایت کثیر تھے اور اولاد وغیرہ بھی کثرت سے
ہوگئی تھی لیکن ضد کی مارے نواب سعادت علیخان بہادر کا سامنا کرتے تھے اتفاقاً ایکروز نواب سعادت علیخان بہادر کو موسم گرما
مین یہہ خبر پہونچی کہ قریب نول گنج جو لکھنؤ سے سات کوس کے فاصلہ
پر واقع ہے اور اوس زمانہ مین گنج مذکور کے قریب بہت جنگل بھی
تھا کہ ایک شیر آگیا ہے اور اوس نے کسیقدر مویشی وغیرہ کو مارا
ہے۔ باشندگان نول گنج نہایت خائف و ترسان ہین نواب صاحب نے
فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کل ہم خود جاکر اوس شیر کا شکار کرینگے چنانچہ
روز دویم ایسا ہی کیا کہ جلوس شکار کے ساتھ جانب نول گنج روانہ ہوئے
یہہ خبر نواب محبت خان کو پہونچی چونکہ میان صاحب و نواب محبت خان و سید خواجہ
حسین صاحب کے کمال اتحاد تھا نواب صاحب موصوف نے [illegible]
سے ہوادار پر سوار ہوکر [illegible] میان صاحب اوسوقت حجا
[illegible] دور ہی سے ہوادار آتا دیکھہ و آفتابی وغیرہ جو نظر آئی تو
اپنے ایک ملازم سے کہا کہ دوڑکر دیکھہ تو کیا نواب محبت خان آتے ہین
اوس نے دیکھکر عرض کیا کہ پیر و مرشد نواب صاحب ہی تشریف لاتے [illegible]
میان صاحب اوسوقت خط بنوا رہے تھے و بیٹھے ہی اوٹھکر [illegible]

اور حسب معمول قدیم نواب صاحب موصوف کوتا بہ صحن مکان آکر لیگئے اور
فرمایا کہ برادر اسوقت تمنے کیون تکلیف کی مجکو طلب کر لیا ہوتا۔ نواب
صاحب نے یہ فرمایا کہ میان صاحب اسوقت مین بضرورت شدید تمہارے
پاس آیا ہون جو مین کہون وہ تم کو قبول کرنا پڑے گا میان صاحب
نے بجواب اوسکے فرمایا کہ برادر تمام اثاث البیت اور مکان اور لڑکے
بالے وغیرہ سب تمہارے ہین مجھسے کسی بات کی پوچھنے اور کہنے کی کیا
ضرورت ہے نواب صاحب نے فرمایا کہ وہ بات تمسے ہی کہنے کی ہے اور
تم کو ضرور اس وقت منظور کرنا ہوگی میان صاحب نے استفسار کیا تو
نواب صاحب نے فرمایا کہ تم میرے سر کی قسم کہالو کہ مین منظور کرون گا
تب مین بیان کرون گا۔ اول تو میان صاحب نے کچھہ عذر کیا جب نواب صاحب
نے اصرار کیا تو میان صاحب نے نواب صاحب کے سر کی قسم کھالی۔
اوس وقت نواب صاحب نے میان صاحب موصوف سے کہا کہ نواب
سعادت علیخان بہادر برائے شکار شیر جانب نول گنج تہہ اجمودہ ہوا
تشریف لیگئے ہین لہذا مین تمسے کہنے آیا ہون۔ وہ مراہی طیاری فیل سواری کا
بہی حکم دے آیا ہون تم اسوقت میری کہنے سے نواب صاحب موصوف العدر کے

پاس فوراً چلے جاؤ ورنہ مجھے ملال ہوگا۔ میان صاحب نے یہ بات
نواب صاحب کی زبان سے سنکر کسیقدر تامل اور انکار کیا نواب محبت خان
نے فرمایا کہ میان صاحب تم میرے سر کے قسم کھا چکے ہو۔ اسکا خیال
کرنا چاہیئے۔ دویم یہ کہ حضرت سید شاہ خواجہ حسن صاحب نے بھی سمجھایا
تو سید خواجہ حسین صاحب نے نہایت اپنا سر دہنا اور نواب صاحب سے کہا
کہ برادر تمنے اسوقت وہ کہے ہین اپنے سر کی قسم مجھسے لیلیے اچھا الامر
فوق الادب مین جاؤن گا۔ مین حجامت بنوا لون۔ نواب صاحب نے
فرمایا کہ حجامت اس وقت نہ بنوائیے میری کہنے سے سوار ہو جاؤ
ناچار میان صاحب موصوف نے او سیدم لباس پہنکر عمامہ سر پر
لپیٹا اور ہاتھ مین ہیراگی و پیش قبض کمر مین لگا کر فیل پر سوار ہو کر
جانب نول گنج روانہ ہوئے و نواب صاحب یعنی نواب سعادت علیخان
بہادر جو اوس مقام پر پہونچے تو جہان شیر کا پتہ لگا تھا ہانکہ وغیرہ
حسب معمول کیا گیا تو کہین شیر کا سُراغ نہ ملا۔ پس نواب صاحب
موصوف منغض اور بدمزہ ہو کر مقام مذکور سے پلٹے اور بسبب اسکی
کہ ہاتیون اور سوارون کے ہمراہ ہونے سے گرد بہت اڑتی تہی۔ لہذا

نواب صاحب نے حکم دیا کہ سب جلد ہمراہیان سواری بہت دور پیچھے
رہین فقط بذات خود فیلنشین بین سوار و چند کہار و خدمتگار نواب صاحب
کے ہمراہ رہے اور باقی سب لوگ پیچھے رہگئے اوسوقت جناب
میان صاحب پہونچے اور انہون نے بہی اپنا فیل سواری اونہین ہاتہونکے
ساتہہ جو کہ پیچھے نواب صاحب کے سواری کے آتی تھے ملایا اور آہستہ
آہستہ دیگر اشخاص سے باتین کرتے ہوے اسیس آتی آستکا ایک
نشیب مین نواب سعادت علیخان بہادر کی فیل اونتری اور لوگون کی
نظرون سے اوجہل ہوگئی چند ساعت کے بعد صلابت خان چیلہ کہ
جو میان صاحب کے خواصی مین بٹہیا تہا اوس نے جہک کر چپکے سے
میان صاحب کے کانمین کہا کہ ملاحظہ تو کیجیے مجہو نواب صاحب کی
فیل پر تلوار چمکتی نظر آتی ہے پس میان صاحب نے بہی جو غور سے
دیکہا تو اوس کا کہنا سچ معلوم ہوا لہذا میان صاحب نے فیلبان سے
کہا کہ ہاتہی دوڑا فیلبان نے موافق حکم میان صاحب کے ہاتھی
بہت تیز دوڑایا و دیگر ہمراہیان کو یہہ ثابت ہوا کہ شاید میان صاحب
کو نواب صاحب نے طلب فرمایا ہے جو یہہ اپنا ہاتہی اسقدر تیز بہگائی ہوئے

جاتے ہیں طرف بیگ کوال کی پاس اسی کو نظر [illegible] قریب

میاں صاحب معہ دوستوں قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے

فیل پر سوار ہے انہوں نے فیل بان سے فرمایا کہ اسے جلد ہاتھی

بٹھا اوس نے ہاتھی بٹھایا فیلبان ہنکانے کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ

میاں صاحب فوراً ہاتھی پر سے کود پڑے کہ جسکی سبب سے کسیقدر

صدمہ میاں صاحب کے ایک پاؤں میں آیا لیکن انہوں نے کچھہ خیال اوسکا

نکیا فوراً جھپٹ کر اوس شخص کو للکارا اور فرمایا کہ او مردود یہہ کیا

کرتا ہے اور میاں صاحب بہت قریب اوسکے جا پہونچے تھے کہ اوس

شخص نے فیل کو چھوڑ کر ایک تلوار میاں صاحب کے ماری میاں صاحب کے

ہاتھہ میں سپر آگئی تھی انہوں نے اوسکو سپر پر روکی اوس نے اور

دوسری تلوار ماری میاں صاحب نے وہ بھی سپر آگے پر روکی اور بہت

قریب اوس کے جا کر ڈھال سپر آگے کہا کہ اوسکے سر پر ماری کہ وہ شخص

اوس چوٹ کے صدمہ سے چکرا گیا اسپر میاں صاحب نے [illegible] ظاہر کر

اوس سپر کی کنارا اوس شخص کی گردن میں ڈالکر ایک جھٹکا زور سے مارا کہ

وہ زمین پر گر پڑا اور میاں صاحب بیٹھ قبضہ میں [illegible] لاکر [illegible]

چڑھا بیٹھے اور یہہ قصد کیا کہ اسے ہلاک کرون اس درمیان مین نواب
سعادت علیخان بہادر فیلش کی پٹ کہولکر باہر نکل آئے اور فرمایا کہ میان
صاحب تمہین میرے سر کی قسم اسکو مارتا ہون لہذا میان صاحب موصوف
نے ہاتہہ اپنا روک لیا اسی اثنا مین جملہ ملازمان وہمراہیان سواری
بہو آپہونچی اور اوس شخص کی مشکین باندہ لین بعد اوس کے اوس شخص
سے دریافت کیا کہ تو نے یہہ حرکت نالایق کسواسطے کی تو اوس نے
بیان کیا کہ مین فلان پلٹن مین بزمرہ تلنگان ملازم تہا عرصہ ہوا کہ تخفیف
مین آکر بیکار ہو گیا حتی کہ اب نوبت میری فاقہ کشی کی پہونچی تو دل مین
یہہ خیال آیا کہ تو مرتا تو ہے پس کسی ایسے شخص کو مار کر مرے کہ جس سے
نام دنیا مین رہجائے اسوجہ سے مین نے یہہ حرکت کی تہی غرض کہ نواب
سعادت علیخان بہادر بعد اس قصہ کے فیلش مین سوار ہوئے اور میان صاحب
سے فرمایا کہ ہمارے ساتہہ آؤ رفتہ رفتہ جب دولت خانہ پر پہونچے
اور جملہ ہمراہی پہونچا کر رخصت ہوئے تو میان صاحب کو نواب صاحب
اپنے ساتہہ کوٹہی مین لیگئے اور نہایت میان صاحب کی شکر گذاری اور
مدح و ثنا کی اور یہہ استگی غلامی خان خانساماں کو حکم دیا کہ کشتی ہای خلعت لاؤ

چنانچہ اوس نے فوراً اکیس کشتیان لاکر حاضر کین اوسوقت نواب صاحب نے
میان صاحب موصوف سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میانصاحب یہہ کشتیان خلعت
وغیرہ کی موجود ہین ہمراہ لیجاؤ۔ میانصاحب موصوف نے اوس کے قبول
کرنے مین انکار کیا اور کہا کہ نواب صاحب مین ان کشتیون کے لینے کا مستحق
نہین اگر یہہ کام آپ کے ملازمانِ میں سے کوئی رسالدار یا کمیدان و یا دیگر افسران
فوج مین سے کرتا تو البتہ اس انعام کا مستحق تہا مین بیچارہ ایک فقیر ٹکڑ گدا
کوئی انکا یا سپاہی نہین کہ یہہ انعام لون مجہسے جو کچہہ ظہور مین آیا یہہ سبب
فقط آپ کے اقبال کا باعث تہا ایک گنوار کو پکڑ لیا تو کیا فخر کیا مین یہہ
خلعت و انعام تمہارے سر کی قسم کسیطرح نہ لون گا اس سے مجہے
معاف رکہو ناچار نواب صاحب موصوف الصدر خاموش ہو گئے اور
دلمین سمجہہ لیا کہ میانصاحب ہرگز اسے قبول نکرینگے۔ بعد ازین میانصاحب
رخصت ہوکر اپنے مکان پر آئے۔ روز دویم نواب سعادت علیخان
بہادر نے جسقدر کہ تنخواہ میانصاحب کی چڑہی ہوئی تہی بحساب یکہزار روپیہ
ماہوار میان صاحب کے مکان پر بہجوادی اور میان صاحب کو طلب فرمایا
اوس روز سے صفائی کامل فیما بین نواب سعادت علیخان بہادر و حضرت

شاہ خواجہ حسین صاحب کی دوبارہ ہو گئی اور ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوا و آمد و
رفت میان صاحب موصوف کی۔ سابق دستور ہو گئی۔ نواب سعادت علیخان
بیش از پیشتر اعزاز و خاطرداری میان صاحب موصوف کی فرمانے لگے جب سے
وہ چہل روپیہ یا ہوار کہ نواب محبت خان میان صاحب موصوف کو دیا کرتے تھے
لینا موقوف کیا اور یہ فرمایا کہ جو اور یہ جاگیر میں روپیہ اب میری طرف سے
میرے پنچھون یعنے اپنی اخلاف کو برائی شیرینی دیا کرو ہر چند کہ نواب صاحب
موصوف نے اسباب میں اصرار کیا لیکن میان صاحب نے کسیطرح نہ مانا۔ مگر لباس
میرائی تمام عمر میانصاحب نے نواب محبت خان کے یہان کا پہنا۔ جو
دوشالہ رومال و خلعت وغیرہ میان صاحب کو نواب سعادت علیخان بہادر
کی سرکار سے عیدین و دیگر تقریبات وغیرہ مین ملتا تہا وہ اپنے فرزندونکو
دیا کرتے میان صاحب کو یعنے حضرت سید شاہ خواجہ حسن صاحب کو دیدیا
کرتے تھے کبھی خلعتی دوشالہ رومال خود نہین اوڑہا و نواب سعادت علیخان
نے بعد ازین اوس شخص کو کہ جسنے تلوارین نفس پر مارین تہین بہ سزائے
سخت ہلاک کرایا اور اون کہارون اور خدمتگارون وغیرہ کو بہی سزائے
سخت دین۔ مولف راقم الحروف نے کیفیت اس مذکور کی بچشم خود جناب میر محسن صاحب کے

پاس دیکھی ایک تلوار اون کے خم پر لگی تھی اور دوسری تلوار جا بجے گرفت
پہ مصروف لگی تھی کہ اوس تلوار سے بیراگی کو دو تین انگشت مثل قلم کے تراشا
تھا اگر سیعقدر اور بہیڑہ کرتی تو ضرور میان صاحب موصوف کے ہاتھہ کو صدمہ
پہونچتا - **بیان دیگر** - سید شاہ خواجہ حسین صاحب کے ہشت پسر
و دو دختر ایک ہی زوجہ سے تولد ہوسے کہ نام اونکے انشاء اللہ تعالی آئندہ
تحریر کئے جائینگے - بماہ صفر سنہ ۱۲ ہجری بعد نواب سعادت علیخان بہادر
جب نواب محبت خان کا انتقال ہوا تو میان صاحب موصوف کو اس قدر
رنج و ملال ہوا کہ قابل بیان نہین - اکثر نواب صاحب موصوف کو یاد کرتے
تھے اور زار زار روتے تھے اور یہہ معلوم ہوتا تہا کہ از خود روز بروز
گہلے جاتے ہین اور کم زور ہوئے جاتے ہین نواب محبت خانکی قبر پر کبھی
نہین گئے اور یہہ فرماتے تھے کہ اگر ہم نواب محبت خانکی قبر پر جائینگے - تو
پہر وہان سے زندہ پلٹکر نہ آئینگے وہین بیٹہ رہینگے یہہ فرمانا اون کا
صحیح تہا چنانچہ نواب صاحب موصوف کے عرس مین حضرت شاہ سید خواجہ حسین
صاحب ہمیشہ تشریف لیجایا کرتے تھے لیکن سید خواجہ حسین صاحب کبھی نہین
گئے وپس از چند سال بعد انتقال نواب محبت خان کے ہ انتہا سے زمانہ

غازی الدین حیدر شاہ اودھ نیدرہوین شوال کو سید شاہ خواجہ حسین صاحب
نے بعارضہ سِل انتقال کیا اور اپنے صحن بارہ دری کے گوشہ مین
جانب غرب زیر سایہ درخت تمر ہندی یعنے املی دفن ہوئے۔

بیان حال سید شاہ خواجہ حسن صاحب برادر کلان و عینی حضرت سید خواجہ حسین صاحب مرحوم

حضرت سید خواجہ حسن صاحب بابتداے عہد نواب آصف الدولہ بہادر لکھنؤ مین
تشریف لائے یہہ نہایت درویش کامل ہزمرہ اولیا شامل تھے گوشہ نشین عارف
باللہ کسی بادشاہ یا وزیر کے دربار مین کبھی نہین گئے ہمیشہ متوکل بخدا رہے
حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب کے مرید اور خلیفہ اور خالہ زاد بھائی بھی تھے
صاحب کشف و کرامات تھے اوقات بہت اشخاص انکے مرید تھے ان کا
انتقال پس از چند سال بعد رحلت سید خواجہ حسین صاحب کے ۱۲۴۷ھ ہجری
ماہ ذی حجہ مین ہوا چنانچہ تاریخ وفات انکی یہہ ہے۔ **تاریخ وفات**

وفات یافت حسن آفتاب فضل و کمال | کہ در زمانہ ما شبلی دوم بود
سروزماہ و سن رحلتش ندا آمد | دوشنبہ و دہ ذی الحجہ ۱۲۴۷ھ ہم بود

اورانسے ایک فرزند سید شاہ قطب اعظم صاحب و یک دختر صفحۂ ہستی پر

یادگار رہے شاہ قطب اعظم صاحب کا بعہد بابتدا نواب معتمد الدولہ
در روشن الدولہ تہرا اعزاز دو ور دورہ سرکار سلاطین اودہ این رہا
شاہ قطب اعظم صاحب نے سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین انتقال کیا چنانچہ تاریخ انتقال
اون کی یہہ ہے

تاریخ وفات

چو حضرت شاہ قطب اعظم | سجادہ عرش ساخت آباد
راسخ پئے سال انتقالش | بگفت کہ رحمت خدا باد

سنہ ۱۲۶۰ ہجری

اونکی اولاد سی پنج پسر و چند دختر تہین یعنی سید یوسف حسن و سید قطب حسن و سید محمد حسن و سید اقطاب حسن منجملہ اونکے ایک فرزند موجود و سید احمد حسن و ایک دختر خورد و غیرہ زوجہ نواب صاحب کالپی مرحوم موجود
ہین و دختر سید خواجہ حسن صاحب کی بہ سید ہاشم علی منعقد ہوئین اور اونسے
ایک ہی فرزند یعنے میر محتشم علی و ایک دختر باقی رہی میر محتشم علی صاحب نے
قبل از ایام غدر لاولد انتقال کیا۔ و اولاد ہمشیرہ میر محتشم علی مرحوم
سے سید عابد حسین وغیرہ اخلاف سید اعظم علی صاحب مرحوم و ایک دو دختر
ہنوز لکھنو موجود ہین۔

بیان اولاد سید شاہ خواجہ احسن حسین صاحب مرحوم

اول فرزند کلان سید محسن صاحب دوم سید احسن صاحب سوم سید بشیر صاحب

چہارم سید جعفر صاحب۔ پنجم سید تقی صاحب۔ ششم سید کبیر صاحب۔ ہفتم
سید امیر صاحب۔ ہشتم سید منیر صاحب۔ منجملہ انکے سید حسن صاحب نے
لاولد انتقال کیا۔ و سید حسین صاحب نے بمقام [illegible] بھی لاولد انتقال کیا۔ و
کبیر صاحب نے لاولد انتقال کیا۔ و اولاد سید جعفر صاحب سے بھی اب کوئی
مرد و زن باقی نہیں لیکن چار اشخاص کی اولاد سے کچھ مرد و زن ہنوز بشہر
لکھنؤ و شاہ آباد و بھوپال و ریاست بریلی وغیرہ موجود ہیں۔ و دختر سید
خواجہ حسین صاحب کی جو بنا عقد سید سلطان شاہ صاحب سید میرن صاحب
سے منعقد ہوئی تھی انکی اولاد سے بھی کچھ لوگ ہنوز باقی ہیں۔ و
سید حسین صاحب و دیگر بعض اخلاف سید خواجہ حسین صاحب مرحوم نے
اکثر سلاطین اودھ کے دربار داری کی اور حضرت سید [illegible] صاحب [illegible]
بشیر صاحب مرحوم ابن سید فقیر صاحب مغفور سرکار شاہان اودھ میں
بعہد سلطنت امجد علی شاہ و واجد علی شاہ وغیرہ [illegible] جلیلہ پر ملازم
رہے[1] و تا بزمانہ سلطنت حضرت واجد علیشاہ دو صد ۲۰۰ روپیہ ماہوار
کی منجملہ اولاد سید خواجہ حسین صاحب کو ملتی رہی اور اب بھی بعض اشخاص
اولاد میاں صاحب موصوف کے نام پر سرکار انگریزی سے [illegible]

[1] عقد اول خواجہ بشیر صاحب مرحوم کا بدختر خواجہ مرزا خان [illegible] ہمشیرہ مرزا احمد علی [illegible] صاحب مغفور کے ساتھ ہوا

تنخواہ بطور پرورش مقرر ہے۔ **بیان دیگر** ویک ہمشیرہ بھی
سید خواجہ حسین صاحب و سید خواجہ حسن صاحب مرحوم کی تہین۔ اونکی
تین دختر و سہ فرزند میر قاسم علی عرف بڑے مرزا صاحب و میر ہاشم علی و
میر کاظم علی تہے میر کاظم علی سے لاولد انتقال کیا و بڑے مرزا صاحب کی
فرزند سید ابن حسن صاحب ویک دختر تہی۔ چنانچہ سید ابن حسن کے پسر
سید آل حسن با اولاد ہنوز موجود ہین۔ داونکی دختر کے فرزند میر سید محمد تہے
اونکی اولاد بھی کچھ اتفاقاً موجود ہین۔ وہمشیرہ کلان بڑے مرزا صاحب کی سید شاہ
قطب اعظم صاحب سے منعقد ہوئین اور انکے بطن سے فقط ایک دختر شاہ صاحب
موصوف کے تولد ہوئین اور وہ دختر باولاد سوضع نگرام مین منعقد ہوئین
چنانچہ دختر دختر کلان شاہ صاحب موصوف کی بشہر لکہنو محلہ شاہ گنج سید حیدری
خلف میر معین صاحب کمیدان سے منعقد ہوئین ہنوز موجود ہ۔ وصاحب اولاد
ہین وہمشیرہ دویم بڑے مرزا صاحب کی سید محسن صاحب سے منعقد ہوئین
اونکے بطن سے سید امیر علی و سید کبیر علی مغفور تولد ہوے سید کبیر علی
صاحب کے فرزند سید حسین صاحب ہنوز موجود ہین۔ وہمشیرہ سوم بڑے
مرزا صاحب کے سید اصغر علی صاحب سے منعقد ہوئین اونکے ایک فرزند

سید نجم الدین صاحب مرحوم و یک دختر تولد ہوئے و ہمشیرہ سید نجم الدین
نے لاولد انتقال کیا۔ و سید نجم الدین کی دختر بسادات سہسوان میر محمد جعفر صاحب
سے منعقد ہوئین ہنوز شہر بڑودہ مین بقید حیات و صاحب اولاد ہین
و سید محسن صاحب کے ایک پسر مسمی سید احمد حسین بطن زوجہ دیگر سے ہنوز
موجود ہین۔ و سید محمد جعفر صاحب سے پانچ فرزند و تین دختر یادگار رہے
یعنے سید محبوب صاحب و سید یعقوب صاحب و سید جلال الدین صاحب و سید
منصور صاحب و سید فرزند حسین صاحب منجملہ انکے سید یعقوب و سید جلال الدین
صاحب کی اولاد سے اب کوئی باقی نہین و سید فرزند حسین صاحب خود بقید
حیات و صاحب اولاد ہین۔ و سید محبوب صاحب و سید منصور صاحب کی اولاد
بہی ہنوز موجود ہے۔ و اولاد دختران سید جعفر صاحب سے بہی کچھہ اشخاص
از مرد و زن رائے بریلی و آرا وغیرہ مین موجود ہین و سید فقیر صاحب
سے تین فرزند و دو دختر صفحہ ہستی پر یادگار رہے یعنی خواجہ محمد بشیر صاحب
و جناب حضرت صاحب و سید علی اکبر صاحب نے بسال حال بمقام بہوپال
انتقال کیا ایک پسر و یک دختر اونکی اولاد سے ہنوز موجود ہین۔ و اولاد
دختران فقیر صاحب سے بہی کچھہ اشخاص بہ شہر ٹینیا و آرا وغیرہ موجود ہین

حال اولاد میر محمد علی مرحوم [illegible]

وخواجہ محمد بشیر صاحب کا ایک پوتہ اور ایک پوتی اولاد وسید نظام الدین مرحوم وچند دختر صاحب اولاد موجود ہین۔ وجناب حضرت صاحب کے بڑے فرزند از بطن زوجہ اول سید فخرالدین حسین صاحب تخلص سخن صاحب دیوان وانکی تصانیف سے سروش سخن وبعض کتب اور بہی ہین وبمقام پٹنا سرکار انگریزی مین بعہدۂ جلیلہ ملازم وصاحب اولاد ہین اور بطن زوجہ دوم سے سید فریدالدین عرف فدین صاحب نہایت لایق وچند دختر ہین۔ وموضع حاجی پورہ وغیرہ انکی ننہالی جائداد سے ہے۔ واز بطن زوجہ سوم یعنے دختر میر اعظم علیصاحب مرحوم دو فرزند مسمیان سید رشید الدین وسید محمد حسن ویک دختر تولد ہوے چنانچہ وہ دختر بہ سید علی حسن خان خلف نواب محمد صدیق خان مرحوم بشہر بہوپال منعقد ہوئین۔ وسید امیر صاحب کی بہی ایک دختر صاحب اولاد موجود ہے۔ **بیان دیگر** بعد انتقال نواب بخت خان بہادر وسید خواجہ حسن صاحب وسید خواجہ حسین صاحب مرحومین کے فیما بین اولاد نواب صاحب موصوف الصدر وسید صاحبان موصوفین کے کمال اتحاد وموافقت رہی کہ یہہ بہرحال اونکے شریک اور وہ بہرحال انکے شریک

رہے ہے - اور نسب نامہ سید صاحبان موصوفین کا حضرت امام انام سید
تقی رح بن حضرت امام انام سید موسی رضا رح تک یوں پہونچتا ہے - سید
خواجہ حسن بن سید محمد ابراہیم ابن سید محمد غیاث الدین بن محمد شریف بن سید
محمد ابراہیم المشتہر خواجہ کہار سو دودی بن سید خواجہ محمد صالح بن سید
خواجہ سلطان محمد بن سید خواجہ احمد بن سید خواجہ محمد آفرین بن سید خواجہ
یحیی بن سید محمد قطب الدین بن سید خواجہ رکن الدین بن سید خواجہ
احمد بن سید قطب الدین سو دودی چشتی بن سید خواجہ یوسف بن سید
محمد سمعان بن سید محمد ابراہیم بن سید عبد اللہ بن سید حسین بن سید
حسن بن حضرت امام انام سید تقی رح بن حضرت امام انام سید موسی رضا
علیہ التحیۃ والثنا

بیان سید میر نصاحب

میر نصاحب بزمانہ ریاست نواب حافظ الملک بہادر بمصاحبت نواب عنایت خان
بہادر ملازم ہوئے - بعد ورہی ویرہی ریاست مذکور میں از چند سال
انتقال کیا اونکے بعد فرزند اونکے یعنی میر حیدر علیصاحب ملازم وکامدار
نواب علی اکبر خان خلف کلان نواب محبت خان بہادر شہباز جنگ کے

رہے اور اوسی ملازمت مین انتقال کیا۔ و مقبرہ نواب محبت خان مین
دفن ہوے بعدۂ اونکے پسر میرن صاحب چھوٹی شاہزادی صاحبہ کے
یہان بعہدہ داروغگی چند سال ملازم رہے عرصہ قریب پانچ سال کے
ہوا کہ میرن صاحب نے لاولد انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان مین قریب
اپنے والد کی قبر کے دفن ہوے۔

بیان مختصر احوال نواب حسین الدین خان مرحوم

نواب حسین الدین خان ذریات نواب قمر الدین خان بہادر وزیر اعظم
سلطنت دہلی سے تھے بعہد حکومت نواب آصف الدولہ بہادر شہر لکھنو
مین آکر مقیم ہوے و محلہ چہاونی قریب سعادت گنج شہر لکھنو جو واقع ہے
اونہین کے قیام کیوجہ سے آباد ہوا اور شہر لکھنو مین نہایت معزز و
ممتاز رہے انکے ایک فرزند نواب امام الدین خان عرف مرحم صاحب اور ایک صبیہ والا
سجیہ تھین۔ دختر نواب حسین الدین خان کی نواب نصیر الدولہ عرف محمد
علیشاہ خلف نواب سعادت علیخان بہادر سے منعقد ہوئین اور خطاب
ملکۂ آفاق کا پایا۔ چنانچہ اونکے بطن سے امجد علی شاہ و دو دختر تولد ہوئین
و نواب امام الدین خان با دختر نواب سعادت علیخان بہادر منعقد ہوے

دختر نواب امام الدین خان کی امجد علیشاہ سے منعقد ہوئیں اور ملکہ کشور کا
خطاب پایا اون کے بطن سے واجد علیشاہ و مرزا اسکندر حشمت جرنیل
صاحب بہادر و یک دختر تولد ہوئے و نواب امام الدین خان نے
ایک طوایف چہلکو نام کو بہی اپنے محل میں بٹہا لیا تہا چنانچہ اوس
طوائف نے بعد زمانہ عذر انتقال کیا و سرکار شاہی سے کچھہ مشاہرہ
اوسکے نام پر تا بحیات مقرر رہا و محلہ چہاونی کی دیوانی و فوجداری
بہی نواب حسین الدین خان و نواب امام الدین خان سے تا بحیات متعلق
رہی سلاطین اودہ اوسمین کچھہ مداخلت و دست اندازی نہ فرماتے
تہے چنانچہ محلہ چہاونی و کشور گنج و شاہ کا لی پہاڑ کا ٹیلہ وغیرہ بابت
والا مجیہ چہوٹی شاہزادی صاحبہ کہ سلسلہ انکے ننہیال کا نواب امام الدین
خان سے ملتا ہے اور یہہ حضرت واجد علی شاہ کی حقیقی بہانجی
اور بہو یعنے مرزا ولی عہد بہادر سابق کے زوجہ ہیں ابتک متعلق
ہے و معین الدولہ میر عنایت علی صاحب بہی انکے اقربا سے تہے
چنانچہ معین الدولہ بہادر بعہد محمد علیشاہ و امجد علی شاہ عہدہ ہاے
جلیلہ پر ممتاز رہے ابتک کچھہ اشخاص اونکی اولاد سے بہ محلہ

سعادت گنج قیام پذیر ہین - و صاحب میر وغیرہ بھی اونکے اقربا سے تھے اور ہمیشہ مرزا سکندر حشمت بہادر کے یہان بعہدہ داروغگی سرفراز رہے و ایام غدر مین جبریل صاحب کے مکان پر مارے گئے اونکی اولاد بھی ہنوز موجود ہے - نواب حسین الدین خان نے بعہد نواب سعادت علیخان بہادر انتقال کیا - اور بزمین شیخ پور شاہ کاسے پہاڑ کے ٹیلے پر دفن ہوے چنانچہ مقبرہ اون کا اور ایک مسجد تعمیر کرائی ہوئی نواب امام الدین خان کی مقام مذکور پر ہنوز موجود ہے اور نواب امام الدین خان نے بزمانہ سلطنت نصیرالدین حیدر شاہ اودہ انتقال کیا اور قریب کشور گنج کے دفن ہوے -

یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے - کہ حضرت خواجہ حسن صاحب و سید خواجہ حسین صاحب و نواب حسین الدین خان و نواب محبت خان و مرزا باقر بیگ خان رسالدار یک ٹھہ مرید حضرت سید شاہ علی اکبر صاحب مرحوم کے تھے شاہ صاحب موصوف کا قیام مدام شہر فیض آباد مین رہا اور وہین انتقال فرمایا اور وہین دفن ہوے گاہے گاہے لکھنؤ مین تشریف لاکر سید خواجہ حسین صاحب کے مکان پر قیام کرتے تھے

وشاہ صاحب موصوف و سید خواجہ حسن صاحب و سید خواجہ حسین صاحب

کے ہم جدی برادر بہی تہے و نواب حسین الدین خان و نواب الم الدین خان

قدیم اہل سنت والجماعت حنفی المذہب خاندان چشتیہ مین بعیت سے تہے

لیکن بعد انتقال نوابان مذکورین کے دیگر عزیز و اقارب اون کے

بوجہ مخالطت و قرابت نوابان و شاہان اودہ کے شیعہ مذہب ہو گئے

بیان دیگر اور ایک مقام جو متصل محلہ چہاؤنی بنیاد منزل کے نام سے

مشہور ہے عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین وہی جگہہ قیام گاہ نواب

یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کے تہی اور مرزا غازی الدین حیدر بہادر

اوسی مقام پر تولد ہوے اسوجہ سے نام اوس کا بنیاد منزل رکہا گیا۔

بیان احوال مرزا قاسم بیگ صاحب مرحوم

مرزا قاسم بیگ خلف مرزا اتقا بیگ قوم شریف مغل قدیم باشندگان شہر

بنارس سے تہے والد اونکے یعنے مرزا اتقا بیگ جو تبلاش روزگار مکان

سے نکلے تو پہر اون کا تپہ کچہہ نہ ملا کہ وہ کہان ہے اور کہان گئے بوجہ

گردش زمانہ خوشدامن مرزا اتقا بیگ یعنے نانی مرزا قاسم بیگ کی

بنارس سے پریشان ہو کر معہ اپنی دختر یعنے والدہ مرزا قاسم بیگ کے

شہر لکھنؤ مین ابین۔ و بعد انتقال نواب محبت خان کے اون کی
صاحبزادیون کے قرآن پڑہانے پر مشاہرہ دس روپیہ ماہوار و طعام
روزمرہ ملازم ہوئین چنانچہ مرزا آقا سمیع بیگ کہ بہیا و ندیون بہت کم سن
تہے ساتہ اپنی نانی اور والدہ کے ایام شباب خاندان نواب محبت خان
مین رہے اور پرورش پائی حتی کہ بعض مستورات خاندان نواب محبت خان
بہادر کہ جو کہو سال تہین ان سے پردہ بہی نہین کرتی تہین۔ بزمانہ نصیر الدین
حیدر شاہ اودہ جب نواب ملکہ زمانیہ کا عروج ہوا تو مرزا آقا سمیع بیگ
بعہدہ داروغگی بسرکار نواب ملکہ زمانیہ ملازم ہوگئے رفتہ رفتہ نہایت ثروت
اور مقدرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی اور مرزا آقا سمیع بیگ کی نانی جب
نواب محبت خان کی صاحبزادیون کو پڑہاتی تہین تو اون کی پانچ روپیہ ماہوار بطور
پنشن مقرر کردیا گیا اور بعد انتقال اونکے بہی وہ مبلغ پانچ روپیہ ماہوار
بنام مرزا آقا سمیع بیگ جاری رہا۔ و مرزا صاحب باوصف اِس مقدور کے
جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے پانچ روپیہ مہینہ بہی تا بہ ۱۸۵۶ء برابر لیتے
رہے اور جملہ خاندان نواب محبت خان سے برابر یگانہ وار ملتے تہے
کسیطرح کی غربت نہ پائی جاتی تہی جملہ رنج و راحت و شادی غمی مین شامل

عزیزون کی شرکت رہے۔ ۱۲ ہجری مین مرزا صاحب مذکور نے انتقال
کیا و متصل مقبرہ نواب محبت خان کے اپنے باغیچہ کی زمین مین جہان اونکی
والدہ دفن ہوئین تہین مدفون ہوے دو پسر سمیان مرزا محمد حسن بیگ
و مرزا حسین بیگ و ایک دختر مرزا قاسم بیگ سے یادگار رہے
چنانچہ مرزا احسن بیگ و حسین بیگ با دختران سید خواجہ محمد بشیر صاحب
منعقد ہوے پس از چند سال حسین بیگ نے لاولد انتقال کیا۔ و مرزا
قاسم بیگ کی دختر کا عقد عبدالحق پسر شیخ عبدالغنی تاجر کے ساتہہ ہوا
و مرزا احسن بیگ پسر کلان مرزا قاسم بیگ مرحوم بہی لاولد تہے
اسواسطے انہون نے اپنی ہمشیرہ کی منجہلی دختر کو متبنیٰ گردانا
چنانچہ اس لڑکی کا عقد ہمشیرہ زادہ راقم الحروف یعنی محمد باقر علیخان
کے ساتہہ ہوا۔ چند سال ہوے کہ محمد باقر علیخان کی زوجہ کا انتقال بمقام
حیدر آباد دکن ہوگیا۔ لیکن دو فرزند و یک دختر اوسکے بطن سے
ہنوز موجود ہین۔ و محمد باقر علیخان نے اپنا عقد ثانی حیدر آباد دکن
مین کیا اور اونہین روزون مرزا احسن بیگ کا انتقال بمقام اودے پور
ہوگیا۔ اس لڑکے کی انتقال کی خبر اونکو پہونچی۔ و نہ مرزا صاحب مرگ کی

خبر اوس لڑکی کو بہی پہنچ پائی یہ عجب اتفاق ہوا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ جب مرزا
قاسم بیگ کا انتقال ہوا تو قریب ایک لاکہہ روپیہ کے جائداد از قسم نقد و جنس
و دیہات و باغات و مکانات وغیرہ تہی لیکن مرزا حسن بیگ مرحوم نے
چار طرف از بس جلد جائداد متذکرہ بالا کو آٹہہ دس برس کے عرصہ مین مٹادیا
آخر کار بملازمت ریاست ٹونک عہدہ وکالت میواڑ پہ معمور ہو گئے۔
اور وہین انتقال کیا۔ چنانچہ اونکے برادر عمو زاد سلطان مرزا صاحب
ایک عرصہ سے راج جیپور مین بعہدہ کوٹ گشتی سایرات ملازم ہین۔ و
بہ قصبہ چاکسو قیام رکھتے ہین۔ اور صاحب اولاد بہی ہین۔ اون سے اور
راقم سے اوسیطرح کا میل جول یگانہ وار ہی و یک ہمشیرہ بہی اون کی
بقصبہ مذکور صاحب اولاد موجود ہین و ہمشیرہ مرزا حسن بیگ مرحوم بہی
شہر لکہنو مین بہ قید حیات ہین فقط

بیان اختیار خان چیلہ

اختیار خان عہد ریاست نواب حافظ الملک بہادر مین افسر دہ خاص
خیل کار بعد نوت اوسکے پسر اوس کا مسمی برکت اللہ خان و یک دختر
خدمت نواب محبت خان بہادر مین رہی پانزدہ روپیہ ماہوار سرکار نواب

محبت خان سے پاتا رہا۔ بعد فوت برکت اللہ خان کے دو پسر مسمیان فیض اللہ خان

وحبیب اللہ خان باقی رہے اور دختر اعتبار خان کا ایک پسر احمد علی خان

باقی رہا چنانچہ ماہانہ مذکورہ اشخاص کے نام پر تا بہ ۱۸۵۰ء جاری رہا۔

پسران برکت اللہ خان واحمد علی خان لاولد فوت ہوئے لیکن زوجہ احمد علیخان

مسماۃ دولہن جان ہنوز موجود ہے۔

کیفیت حکیم مرزا محمد علی صاحب افسر الاطبا

حکیم مرزا محمد علی صاحب کہ جو لکھنؤ کے اطبا مین نہایت مشاہیر سے گزرے ہین و

زمانہ شاہی مین بہت کچھہ عروج و اعزاز پایا۔ تاحیات خود خاندان نواب محبت خان

مرحوم مین بمشاہرہ پانزدہ روپیہ ہوار ازابتداء حکمت تا بزمانہ رحلت

لازم رہے و علاج جملہ خاندان نواب محبت خان کا تا بحیات حکیم صاحب

موصوف ہی سے متعلق رہا۔ و بروز جمعہ حکیم صاحب موصوف تا بحیات

خود بخیال ملازمت خاندان نواب محبت خان مین بلا طلب آیا کرتے تھے

اور نہایت ارتباط رکھتے تھے وباوصف اس عروج کے فرماتے تھے

کہ یہہ ہماری سرکار قدیم ہے۔

کیفیت مولوی خدا بخش و مولوی علی بخش مرحومین

مولوی خدا بخش و مولوی علی بخش پس از چند سال بعد انتقال نواب محبت خان مرحوم صغیر سنی مین کہ عمر خدا بخش قریب اٹھ یا نو سال و عمر علی بخش قریب پنج سال تھی ہمراہ اور خود آئے خدا بخش اور مادر ان کی خدمت نواب خدا یار خان ابن نواب محبت خان مین رہے - اور علی بخش نواب علی اکبر خان ابن نواب محبت خان کی خدمت مین رہے اور پڑھ لکھکر نہایت ہوشیار ہوئے اور عزت حاصل کی - عنی کہ بعد از غدر انتقال کیا و مقبرہ نواب محبت خان مین دفن ہوئی چنانچہ اونکے پسر منشی عبدالرحیم خوشنویس خاندان نواب محبت خان مین تا حال موجود اور صاحب اولاد ہین - و نسل خدا بخش سے دو پسر مسمیان محمد بخش و حافظ حسین بخش و یک دختر بھی محمد بخش بعد چند سال از ایام غدر بمقام کلکتہ ٹیابرج مین لاولد فوت ہوئے - حافظ حسین بخش نے چند سال ہوئی کہ لکھنؤ مین قضا کی و مقبرہ نواب محبت خان بہادر مین دفن ہوئے انکی دو پسر و دو یک دختر ہنوز موجود ہین و دختر خدا بخش کی بھی ایک دختر صاحب اولاد ہنوز موجود ہے - خدا بخش بزمانہ غدر عین تلاوت قران شریف مین کفار کے ہاتھ سے مارے گئے -

بیان دیگر و مولوی محمد ہادی علی صاحب خوشنویس ہفت قلم کہ جنکی بیسیون شاگرد و شاگردان شاگرد تا ایندم لکھنؤ و دیگر مقامات وغیرہ مین موجود ہین

ہمیشہ متعلق بخاندان نواب محبت خان رہے یہان تک کہ بزمانۂ غدر بشہر

بریلی بھی ان لوگون کے ساتھ مع عیال و اطفال گئے اور ایک مقام پر پٹھانون

کے ہاتھ سے ہنگامۂ غدر مین نہایت زخمی ہوئے لیکن چونکہ رشتۂ حیات قطع

نہین ہوا تھا بعد فرو ہونے بلوہ کے شہر لکھنو مین واپس آئے اور قریب

بیس پچیس سال کے اور زندہ رہے اس درمیان مین اکثر اشخاص

خوشنویس کر گئے اور کئی قرآن شریف اپنے ہاتھ سے تحریر کئے۔ بعد

انتقال ہو جانے کے اونکی قریب مسجد شاہ کاظم صاحب و شاہ تراب علی صاحب

دفن ہوئے اونکی اولاد [illegible] کچھ عرصہ و زندہ موجود ہین۔ و منشی شمس الدین

خوشنویس شفیق نستعلیق نہایت نامآور مشہور ہین۔ یہہ بھی شاگردان مولوی

اوحد علی صاحب مرحوم سے ہین۔ و ان کو بھی تعلق قدیمانہ خاندان نواب محبت خان سے

رہا۔ و مولوی محمد مہدی صاحب مرحوم خوشنویس کا بھی اکثر تعلق خاندان نواب محبت خان

مین رہا۔ اونکے فرزندون بزرگان مولوی محمد ہادی و میان شیخ احمد ہنوز

بقید حیات ہین۔ **بیان دیگر** و حافظ خان محمد خان رامپوری از نسل ملایت

مدام خاندان نواب محبت خان مین بمشاہرہ مبلغ دس روپیہ ماہوار ملازم رہے

و اکثر بزرگان نواب محبت خان کو پڑہایا لکھایا عرصہ دراز ہوا کہ حافظ صاحب مذکور

نے بعمر قریب نوے ۹۰ سال انتقال کیا۔ و بموضع چھمنڈہ رہیا بفاصلہ دو کروہ از لکھنؤ قریب
باغ نواب حیدر علیخان مرحوم دفن ہوئے اور اوسی مقام پر ایک چاہ تعمیر کردہ
حافظ صاحب مرحوم کا بھی ہے۔

کیفیت لعل محمد خان

لعل محمد خان از عہد خورد سالی نواب محمد فتحیاب خان کے سرکار مین ملازم ہوئے
اور کاردار رہے انجام کار بعد انتقال فتحیاب خان مرحوم کے مبلغ بیست روپیہ
ماہوار لعل محمد خان کا بھی مشاہرہ نواب فتحیاب خان سے مقرر کیا گیا۔ بعد زمانہ
چند لعل محمد خان فوت ہوئے انکے دو پسر مسمیان غلام غوث خان و غلام قادر خان
اور دو دختر رہین۔ ہر دو پسر لعل محمد خان کے لاولد فوت ہوئے۔ و اولاد ہر دو
دختران سے دو پسر ہنوز موجود ہین۔

بیان حالات فتح محمد و ڈھونو حجام

فتح محمد حجام از قدیم الایام بملازمت نواب محبت خان رہیلکھنڈ سے ساتھ آیا
اور ایک برادر اوس کا ڈھونو حجام بھی آیا تھا۔ بعد وفات فتح محمد ولی محمد پسر اوسکا
اوسی خاندان مین تاحیات ملازم رہا۔ ولی محمد کی زوجہ اول سے ایک پسر
علی محمد نام و زوجہ ثانیہ جو ولی محمد نے شہر لکھنؤ مین خانہ بہادری اپنی کی

تھی وہ عورت اپنے کو سیدانی بیان کرتی تھی واللہ اعلم بالصواب۔ اوس کے بطن سے
ولی محمد کے دو پسر مسمیان حسن محمد و حسین محمد تولد ہوئے لیکن ان دونون لڑکون کو
ولی محمد نے اپنا پیشہ تعلیم نہین کیا بعدہ دونون روزگار پیشہ ہیں اور ان دونو نکے
عقد بھی ولی محمد نے اپنی برادری مین نہین کئے بلکہ اوسکی اہل برادری نے
اپنی لڑکیان حسن محمد و حسین محمد کو دین حسین محمد لاولد فوت ہوا۔ اور حسن محمد کا
ایک پسر مہدی حسین وشاید کوئی دختر وغیرہ بھی ہنوز موجود ہے۔ و بعد وفات
مادر علی محمد ولی محمد نے اپنا عقد سوم اپنی قوم مین کیا چنانچہ اوس کے بطن سے
ایک پسر مسمی غلام محمد و یک دختر ہنوز موجود ہے۔ الغرض بعد ولی محمد کے اوسکا
پسر کلان یعنی علی محمد تا حیات خود خاندان نواب محبت خان مین خادم رہا۔ چند
سال ہوئے کہ اوس نے بھی قضا کی۔ مگر علی محمد کے دو یک پسر ہنوز و سالم موجود
ہین اور محلہ رستم نگر مین شیو حجام کا بنوایا ہوا ایک حمام بھی تھا وہ حمام بعد
وفات شیو حجام کے کہ وہ لاولد تھا ولی محمد حجام یعنی اوس کے بھتیجہ نے بحیات
خود بزمانہ سلطنت حضرت واجد علی شاہ نواب کاظم علیخان ابن نواب محمد
منصور خان کے ہاتھ فروخت کیا اور نواب نے وہ حمام کھدوا کر اپنے مکان
اور باغ مین ملا لیا بسیار عبد گیر بعض علمائے دین و مفتیان شرع متین بھی

خاندان نواب محبت خان سے موافق و بعض متعلق رہے جیسا کہ جناب مولوی انوار صاحب مرحوم۔ و مولوی عبدالوالی صاحب مغفور۔ و مولوی محمد مبین صاحب و جناب مولوی عبدالرزاق صاحب مرحوم و جناب مولوی عبدالحی صاحب و جناب مولوی محمد نعیم صاحب۔ و مولوی عبدالباسط صاحب۔ و مولوی عبدالوہاب صاحب۔ علما سے فرنگی محل و بعض علمائے دیگر جناب مولوی عبدالرشید صاحب۔ و جناب مولوی حکیم محمد لطف اللہ صاحب۔ و مولوی نور محمد صاحب۔ و مولوی محمد علی صاحب و جناب مولوی سلامت اللہ صاحب بدایونی۔ و مولوی صادق علی صاحب و مولوی عبدالغفور صاحب۔ و مولوی سید محمد صاحب۔ و مولوی تراب علی صاحب و جناب مولوی محمد سعد اللہ صاحب مرادآبادی۔ و جناب مولوی حسین احمد صاحب ملیح آبادی۔ و مولوی محمد اکرم صاحب خوشنویس۔ و مولوی فریدالدین صاحب و مولوی محمد مہدی صاحب خوشنویس۔ و مولوی محمد ہادی صاحب۔ ان سب علما سے رسم اتحاد رہی۔ و بعض ان حضرات سے بھی متعلق خاندان نواب محبت خان سے رہے۔ چنانچہ جناب مولوی حکیم محمد لطف اللہ صاحب مرحوم نے اکثر کتب حکمت حکیم نواب محمد حسین خان صاحب سے پڑھی ہیں۔ کہ نواب محمد حسین خان شاگرد ان حکیم مرزا محمد علی صاحب میں بنہایت نامور

و ممتاز تھے و مولوی نور محمد صاحب۔ و مولوی محمد علی صاحب و مولوی فضل علی صاحب
و حافظ خدا بخش و حافظ علی حسن خان خیرآبادی بہ تقریب نابینائی نواب محبت خان
مرحوم ملازم بھی رہے و میر قاسم علی صاحب داستان گو و میر حسن مصنف
مثنوی سحر البیان۔ و یحییٰ خان پھکیت رستم خانی اور ولی محمد پھکیت و میر
ولایت علی صاحب مشہور و بھی متعلق اسی خاندان سے رہے و جبار بیگ
صاحب نے اکثر نبیرگان نواب محبت خان کو بندوق لگانا تعلیم کیا
چنانچہ راقم الحروف کے بھی یہی استاد ہیں۔

اسامی بعض احباب قدیم و بے تکلف راقم الحروف

مرزا وزیر الدین حیدر خان عرف نواب وزیر خلف نواب صفدر علی خان
ابن نواب شجاع الدولہ بہادر نواب ہمایون مرزا صاحب تخلص ہمایون از
اولاد نواب شجاع الدولہ بہادر نواب مرزا محمد عسکری خان صاحب عرف
نواب مرزا تخلص کوکب خلف نواب جعفر علی خان صاحب مرحوم از خاندان
نیشاپور مولوی رفیع الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی تخلص رفیع۔
و سید یوسف صاحب۔ منشی برکت علی خان۔ و محمد سعید خان صاحب اخلاف
مفتی سراج الحسن صاحب ابن منشی عبدالکریم صاحب میر منشی گورنر جنرل سابق مصنف

تاریخ احمد شاہ درانی و محاربہ کابل و قندہار میر باقر علی و میر وزیر علی تخلص عنگر انبالوی میر اسمٰعیل
صاحب کمیدان باشندہ قدیم محلہ رستم نگر میر نعمت علی صاحب خلف میر حسن علی صاحب الہ آبادی
ٹھاکر [illegible] جان تخلص وحید و منشی محمد جان خوشنویس بن شیخ اعظم حسین مرحوم۔

اسمائے بعض حکام انگریزی کہ بعد زمانہ غدر راقم الحروف و جن صاحبوں سے ملا

جناب [illegible] جان انگلیشن صاحب بہادر چیف کمشنر ملک اودہ و جناب کوپر صاحب
بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر ملک اودہ و جناب ریٹ صاحب
بہادر کمشنر لکھنؤ و جناب بسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نواب گنج و جناب ینیم میجر
ہارسن فورڈ صاحب بہادر جو نیر سکتر۔ علاوہ ازین اور بھی اکثر صاحبان عالیشان
سے ملنے کا اتفاق ہوا کہ جنکے نام لکھنا باعث طول تحریر ہے۔ و قبل از ایام غدر بھی
خاکسار اکثر حکام سے ملتا رہا کہ اکثر چٹھیان عطیہ صاحبان والاشان خاکسار کے پاس
تھین۔ مگر بڑا افسوس کرتا ہون کہ زمانہ قریب پچیس سال کے گذرا بسبب آتش زدگی
مکان اور سامان کے ساتھ وہ چٹھیان بھی جل گئین۔ اور اپنے زمانہ وکالت ریاست
ٹونک مین بمقام چھاونی سیہور علاقہ ریاست بھوپال جن صاحبونکی خدمت مین
کہ حاضر رہا اونکی نقل چٹھیات بطور یادگار براے ملاحظہ صغار و کبار درج کتاب

کی گئین ۔

ترجمہ چٹھی انگریزی عطیہ کپتان سی ای کیمبال صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال

محمد سلیمان خان وکیل دربار ٹونک ۔ نبیرہ مشہور نواب حافظ الملک والئے روہیلکھنڈ پولٹیکل ایجنٹ بھوپال کی خدمت مین دو مہینہ تک ٹونک کیطرف سے وکیل رہے ۔ اس عرصہ مین اکثر مجھسے ملاقات کا اتفاق ہوا ۔ یہہ شخص شریف ہین ۔ مین انکے علم و دانست سے خوش ہوا اور اپنی ریاست کی بہتری دل سے چاہتے ہین ۔ المرقوم ۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۶ء

دستخط سی ای کیمبال پولٹیکل ایجنٹ بھوپال ۔

ترجمہ چٹھی انگریزی عطیہ میجر ایم جی میڈ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال

محمد سلیمان خان وکیل ریاست ٹونک بھوپال ایجنسی مین ہین جب سے ہم رخصت سے یہان پر واپس آیا ہون ۔ مینے ان کو لائق اور شریف آدمی پایا ہے اور یہہ عالی خاندان ہین ۔ اور مین انکی ان سرکاری عہدہ دارون کی عنایت کی جن سے کہ یہہ ملین سفارش کرتا ہون ۔ المرقوم ۲۹ر اپریل ۱۸۹۷ء دستخط

ایم جی میجر میڈ صاحب پولٹیکل ایجنٹ بھوپال ۔

ترجمہ چٹھی عطیہ ایل ایس نیوماچ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال

حامل ہذا محمد سلیمان خان صاحب کلان بہادر ملک بھوپال وغیرہ کی ایجنسی مین ریاست

ٹونک کی طرف سے جو کہ راجپوتانہ مین ایک معزز ریاست ہے متعین ہین
وہ ایک معزز افسر ہین اور اس لایق ہین کہ گورنمنٹ انگریزی کے تمامی
معزز افسران ان کا خیال کرین۔ مین انکی خواہش پر انکو یہ سرٹیفکیٹ دیتا
ہون۔ مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۴ء۔ دستخط ایل۔ ایس نیوماچ پولیٹکل ایجنٹ ہراوتی۔

ترجمہ چٹھی سی۔ ای۔ کپتان کیمبال صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ
سابق بھوپال از مقام جھالراپاٹن۔ ۲۲ مئی ۱۸۹۵ء

شفیق من۔ مین نے آپ کی چٹھی مورخہ ۱۴ ماہ حال کی بابت آپ کا شکریہ ادا
کرتا ہون۔ اور مین آپ کا میری خیریت دریافت کرنیکے بابت بہت ممنون
ہوا۔ مین خیریت سے ہون اور امید کرتا ہون کہ آپ بھی خیریت سے ہونگے
مین نیمچ سے آگیا ہون۔ اور اب میرے پاس جھالاواڑ ایجنسی کا چارج ہے
آپ کا مخلص۔ دستخط سی۔ ای۔ کیمبال

وبہنگام رخصت از سیہور سیڈ صاحب بہادر نے خاکسار کو لایسنس اسلحہ وغیرہ کا
بھی عنایت فرمایا۔ وبہنگام روانگی از ٹونک صاحب ایجنٹ پیڈوکس صاحب بہادر
ہراوتی ودیولی نے بھی لایسنس اسلحہ کا عنایت فرمایا تہا۔ وریاست ٹونک
وکفیل صاحب بہادر۔ وپریچرڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ ہراوتی وٹونک سے

بھی ملازمت حاصل کی۔ فی الحقیقت صاحب ایجنٹ بہادر کو میں نے نہایت خلیق

و شریف نواز و غریب پرور عادل و منتظم پایا۔ و جناب نیوہارچ صاحب بہادر

صاحب ایجنٹ بھوپال نے از راہِ قدردانی و مردم شناسی بر خلاف و کلائے دیگر

راقم الحروف کو بمقام سیہور کرسی اپنے جبوترے والان سے عنایت کیا اور اپنے

سامنے وسعتِ مکان کے بیٹھنے کی اجازت باصرار تمام فرمائی۔

بیان حال و اسمائے بعض ملازمان قدیم خاندان نواب محبت خاں بہادر

عباس خان۔ و عبدالرحیم خاں عرف بھالیخان۔ و فتح و کریم خان۔ و لشکری خان

و مرزا ابراہیم بیگ۔ و خواجہ افضل صاحب۔ و سید امیر صاحب۔ و شیر دل خان جمعدار

خاص برداران۔ و مرزا خیر اللہ بیگ داروغہ۔ و میر حمزہ علی۔ و فضل علی

و امیر خان خانساماں۔ و دو لطف مرزا۔ ابن کاکاجی پروانہ نویس مغلانی قدیم

و شیخ فتح علی مہرکن و شیخ غلام علی سادہ کار۔ و حبیب خان عطر ساز۔ و شیخ بندہ علی

و شیخ رمضان۔ و میر نہ بے علی۔ و میر احسان علی۔ و شیخ حسین علی بیڑہ باز۔ و

حسن خان حقہ بردار۔ و حسین خان۔ و قاسم علی۔ و حسین علی مرغ باز۔ و

بخشو جمعدار علم برداران۔ نذر علی۔ و شیخ سنگی۔ و من چوبدار۔ و لطف حسین بخش

چنور بردار - وعلیم اللہ خان - وعبدالرحیم ہرکارہ - وموسیٰ علی - وخیراتی خیاط وشاہ جی خدا بخش - ولبنا کلو دواساز - وطالب علی باورچی - وقادر داد خان جمعدار - برچھی برداران - وامیر اللہ خان افغان - وچھوٹی خان - وخیر اللہ فراش - وطرہ حقہ بردار - وغلام نبی بکنو عصا بردار - وحسین خان خورد جمعدار خدمتگاران - وکہو خان - وکلو خان - وہیرا خان - وممریز خان میواتی - وجہان خان کتہ بردار میواتی - وامان خان فیل بان - وشیخ اصغر علی وعبداللہ - ودل میر - ورحیم خان چیر کٹا - ودایم خان پنکھا بردار - ومیاں زاہد - وشیر خان - ورحم علی خان - ومحمد بیگ دربان - ولستبی خان وجہانو خان میواتی - وڈٹی خان میواتی - ومیر منڈیک - وٹیکا چپراسی - وسید نقیب - وکالکا پرشاد متصدی - وخیرو ولی محمد خاص تراش - وشیخ نجف علی - میر معصوم علی - وحاجی محسن خان - ومیر مردان علی محرر - وپیر خان - ومحمد خان - بندہ وپچی شکاری - ومنگو - ویوسف سقہ - ومدے خان دربان - وبہوانا - وسلاری خاک روب وغیرہ

بیان دیگر منجملہ اسمائی متذکرہ بالا کے مسمیان مرزا خیر اللہ بیگ داروغہ و میر حمزہ علی - وفضل علی خانساماں - ومیرزا ابراہیم بیگ - وشیخ

اصغر علی۔ و دولھا میرزا پسر مغلانی۔ و خواجہ افضل و شیخ نظر علی بازدار و شیخ نجف علی۔ و شیخ رمضانی۔ و شیخ سنگی چوبدار۔ و پیر خان۔ و جہاد خان و لکھو خان سیواتی۔ و بستی خان۔ و یوسف سقہ۔ و محمد خان۔ و عبداللہ خدمتگار و مانخان فیلبان۔ و شیخ بندہ علی۔ و لنبا کلو دواساز۔ و رستم علیخان وغیرہ کی اولاد سے کچھہ مرد و زن بشہر لکھنو و بعض دیگر مقامات پر جابجا ہنوز موجود ہین۔

بیان اسمائے بعض غلامان و خانہ زادان قدیم نواب

محبت خان بجا در

مسرور خواجہ سرائے۔ و خلیفہ علی قلی۔ و غلام علی۔ و حیدر قلی۔ و جیون خان۔ و چھوٹے خان۔ و رمضانی۔ و منگل خان و حسین بخش۔ و حبیب بخش۔ و بہادر و بانکا۔ و غلام محمد۔ و مراد علی۔ و محمد بخش۔ و محمد یار۔ و احمد خان۔ و پیر خان و غلام احمد۔ و حیدر بخش۔ و غلام قادر۔ و خدا بخش۔ و زین الدین۔ و مولا بخش و غلام حسین۔ و وزیر قلی۔ و محمد قلی۔ و اعظم علی۔ و اشرف۔ و سرفراز و نجف علی۔ پسر غلام علی۔ و احمد۔ و حسن علی۔ و غلام نبی۔ و نوروز علی۔ بیان دیگر منجملہ اسمائے متذکرہ بالا کے میان محمد بخش۔ و نوروز علی لاولد بقید حیات ہین

وحیدر قلی۔ وحسین بخش۔ وحبیب بخش۔ واعظم علی۔ واشرف مراد علی۔
وغیرہ کی اولاد سے کچھہ مرد و زن بشہر لکھنؤ و بریلی۔ وبعض دیگر مقامات پر
ہنوز موجود ہین۔ وبالفعل سلیمان وزیر خان۔ وعبد الکریم۔ وکفایت اللہ۔ و
نصیر محمد۔ وحافظ شیخ رحیم الدین باشندگان شہر ٹونک۔ وشمشیر خان
باشندہ سیہور راقم الحروف کے پاس ملازم ہین۔ بیان دیگر
منجملہ اشخاص مذکورین کے عباس خان۔ وحسن خان و اعظم علی۔ واشرف
وہیر خان ہزنامہ غدر بہمراہی نواب شمس الدین خان و نواب ضیاء الدین خان۔
عرف حکیم محمد حسین خان۔ و نواب قمر الدین خان دست مخالفان سے ناکردہ گناہ
گرفتار ہو گئے۔ اور مولوی ہادی علی صاحب وحسین بخش زخمی ہوکر بچگئے
و دوہامرزا سعد پسر منگل خان سے پسر رحم علی خان۔ ومحمد خان بہمراہی نواب
محمد عظیم خان بمقام غازی پور گرفتار ہوکر کنارہ دریائے ندو یا متصل بریلی پھانسی
ہلاک کئے گئے۔ ومحمد نسیم خان نے ہنگام تعدی جیلخانہ بریلی مین انتقال کیا
ومحمد سعد اللہ خان کو درحالت جنون بریلی مین پھانسی دیگئی۔ نیز مرتضی خان
بہی کسی مقام پر مارے گئے۔ وسرفراز خان بہمرہی نواب لطف اللہ خان قریب
بریلی بہیت دست بد معاشان سے مارا گیا۔ وغلام حسین کہ ہنگامہ غدر

ضرب گولی بندوق سے ہلاک ہوا۔ اور حیدر بخش بزمانہ شاہی شہر لکھنؤ مین ہنگام نواب وست عبد العلی سے ہلاک ہوا احمد بشہر لکھنؤ محلہ بی گنج ایک عورت فاحشہ کی وجہہ سے مارا گیا۔ اور قادر بخش ماہ محرم ۱۲۷۳ھ مین فوت ہوکر بمقبرہ نواب محبت خان دفن ہوا فقط و تاریخ شہادت حکیم نواب محمد حسین خان کی بطور یادگار یہہ ہے۔ تاریخ

چون محمد حسین خان نواب	رفت بر کافران چو تیر شہاب
روز آدینہ بستم رمضان	در مقامی بضرب تیغ و سنان
گشت اعد اشکال شیر ژیان	بعد جنگ و قتال بے پایان
کرد چون جرعۂ شہادت نوش	ای اسد گفت ہاتفم در گوش
مصرعۂ سال فوت بے مانند	وا اے امروز مرد رستم ہند
	سنہ ۱۲۷۴ھ

اسمای بعض زنان ملازمہ قدیم و بعض کنیزان وغیرہ

جگنا خانم عاشورن۔ نیرن زوجہ شاہ جی۔ خدا بخش امیر بائی۔ وزیرن مغلانی مُنڈہی پٹھانی۔ صاحب جان۔ پیاری خانم۔ ممو کی والدہ محل مُرادہ۔ خانم جان دولہن بیگم۔ امامی خانم۔ چُنڈہی پٹھانی۔ راجن مغلی۔ منگلو مغلی۔ حیاتن

پیش خدمت ۔ گلشن پیش خدمت ۔ آلہی جان پیش خدمت ۔ چاندنی پیش خدمت
رحمت پیش خدمت ۔ کرامت پیش خدمت ۔ کمن پیش خدمت

اسمائے بعض کنیزان قدیم

دولت مدام ۔ عنبر چنبیہ ۔ سرفراز و ۔ بخشی نجیبن ۔ روپا ۔ لچھمی ۔ بڑی محبوبن
چہوٹی محبوبن ۔ گنا ۔ دل افروز ۔ خدا بندی ۔ الہ بندی ۔ منی ۔ اوجاگر ۔
رای بیل ۔ پیاری ۔ عمدہ ۔ امن ۔ حسنا ۔ ماہ رتن ۔ سکھ چین ۔ وفادار
بنو ۔ کرنیا ۔ رحیمن ۔ پہول کلی ۔ شب رنگ ۔ عاشرن حسینی ۔ وزیرن
سکھ چین ۔ نیک قدم ۔ جمنا نجمن ۔ امیرن ۔ کمن ۔ زیبا ۔ دولت قدم ۔
بسنتی ۔ شرفو ۔ چہوٹی امن ۔ مہر پرور ۔ رہنما ۔ جہکو ۔ پری چہرہ ۔ منیرہ
سنا ۔ عزیزن ۔ خیراتن ۔ سندر ۔ حسینی ۔ امجدی ۔ چہوٹی پیاری ۔ ہرمزی ۔
صنوبر ۔ چمپا ۔ دولت قدم ۔ فرزانہ ۔ منجیا ۔ سازگار ۔ گل بہار
لاڈو ۔ دل افروز ۔ بختاور ۔

بیان زمانہ غدر شہر لکہنو و حال معزولی واجد علی شاہ بماہ صفر سنہ ۱۲۶۳ ہج

حضرت واجد علیشاہ تخت نشین ہوے ۔ تاریخ تخت نشینی یہ ہے ۵

جو زیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر ہوا ہی سال جلوس اپنا ملی چراغ ہند

شروع ۱۲۷۲ھ مین بعد شہادت مولوی سید امیر علیصاحب مرحوم کہ انہون

نے اپنی تاریخ حیات مین خود فرمائی تہی - تاریخ

بمگر بحق سراپا گوش دارم بپئے مہر علی در جوش دارم

شنو تاریخ من قبل از شہادت سر میدان کفن بر دوش دارم

چنانچہ ماہ صفر مین مولوی صاحب موصوف بمقام شجاع گنج شہید ہوی - اور

اوسی سال مین بعد دو سہ ماہ واجد علیشاہ بحکم سرکار انگریزی معزول کیے گئے

تاریخ معزولی یہہ ہے - مصرعہ لکھنوٗ شد خراب واویلا ۱۲۷۲ھ جب سے

ملک اودہ بہی شمول بملک سرکار انگریزی ہوگیا - اور واجد علیشاہ بطور

استغاثہ جانب کلکتہ تشریف لیگئے - بعد ہفتم ماہ شوال ۱۲۷۳ھ م ۱۸۵۷ء

بوجہ باغی ہوجانے فوج سرکار کی اکثر مقامات پر ہندوستان مین فتنہ و فساد

واقع ہوا - از انجملہ شہر لکہنؤ و شہر بانس بریلی مین بہی بتاریخ مذکورہ بالا

شورش پیدا ہوئی - لیکن بمقام لکہنؤ سپاہی چہاونی مڑیاون شہر مین داخل ہی

نکر سکے بالا بالا جانب دہلی روانہ ہوگئے مگر شہر مین عملداری سرکار انگریزی باقی

رہی اوسی زمانہ مین اندرون شہر روبرو سے مچہلی بہون سرکار انگریزی نے

نے بخیال اشتعال آتش بغاوت منشی رسول بخش کاکوروی کو معہ اونکی پسر و میر
عباس شاہ نہ دار کو پہانسیان دین۔ و مرزا حیدر شکوہ شاہزادہ دہلی۔ و رکن
الدولہ خلف نواب سعادت علیخان و نواب مرزا مصطفے علیخان بہادر کو بطور حراست
بیلی گارڈ مین مقید کر لیا چنانچہ نواب محمد حسن خان رکن الدولہ نے تو اوسی ایام قید
مین قلیل سو کر انتقال کیا اور بیلی گارڈ مین دفن ہوے۔ و مرزا حیدر شکوہ
و نواب مصطفے علیخان نے بعد فرو ہو جانے بلوہ کے رہائی پائی اور واجد علی شاہ
کو بہی بمقام کلکتہ مٹیا برج سے لیجا کر بہ قلعہ ولیم فورٹ بطور حراست رکہا چنانچہ
بعد غدر شاہ موصوف نے بہی قید سے رہائی پائی۔ اوس زمانہ مین خاکسار بعجز
راقم الحروف نے بہی ایک خط بحضور فیضگنجور چیف کمشنر ہنری لارنس صاحب بہادر
معرفت عزت اللہ خان وکیل باشندہ بانس بریلی کے باین مضمون پیش کیا۔ کہ
ہم لوگ قدیم سے متوسل سرکار انگریزی ہین۔ و سرکار نے بہر نوع ہم لوگون کا
اعزاز و پرورش فرمائی۔ لہذا ایسے ہنگام مین جو کچہہ کہ حکم میری نسبت فرمایا جاے
بجان و مال حاضر ہون۔ صاحب موصوف نے بجواب اوس کے ارشاد کیا کہ یہہ شورش
اور بلوہ رزیل آدمیون کا ہے ہمکو یہہ حکم سرکار نہین کہ ہم نشین بزرگان وثیقہ داران
معززکو انسے لڑوائین۔ افسوس کرتا ہون کہ مین نے اوس وقت مین کوئی چہٹی صاحب

موصوف سے نہین ملی - بعد ازین شہر ماہ ذیقعدہ سنہ الیہ لکھنو مین بھی بالکل غدر
ہوگیا - اور صاحبان انگریز بمقام عیش باغ باغیون سے شکست پاکر بیلی گارد و مچھی بھون
وغیرہ مین محصور ہوگئے و فوج باغی نے چہار طرف سے محاصرہ کرلیا اہل شہر کو لوٹ
مار سے طرح طرح کی تکلیفین دینے لگی خصوصًا اہل و تابعین اور ہنود مسلمان سرکار انگریزی
کے زیادہ تر دشمن تھے و مرزا رمضان علیخان برجیس قدر بہادر خلف واجد علیشاہ کو
بعمر ایازدہ سالگی مسند نشین ریاست لکھنو کیا - و نواب محمد ابراہیم خان شرف الدولہ کو نائب
اون کا کروانا لیکن جسطرح پر کہ ممکن ہوسکا جملہ اہل خاندان نواب محبت خان بہادر نے
اون باغیون کے ساتھہ سے اپنی جان و مال و عزت کی حفاظت رکھی اس درمیان مین
یہہ سنا کہ شہر بانس بریلی غدر ہوکر وہان پر خان بہادر خان ابن نواب ذوالفقار خان
خلف حافظ الملک بہادر کہ وہ اون روزون تمام اہل خاندان بریلی مین بڑے اور
معزز تھے - باہای صاحب کمشنر بریلی یعنی الک زنڈر صاحب بہادر مسند نشین ریاست
ہوئے اس خبر کے دریافت ہونیسے ہم سب اہل خاندان نواب محبت خان اولاد
نواب محمد یار خان ساکنان لکھنو کے دل مین یہہ خیال گذرا کہ اپنا جان و مال بچاکر
ہم لوگ کسیطرح اگر بریلی مین پہونچ جائین تو نہایت بہتر ہے - باغیون کے ہاتھہ سے امان
پائین لکھنو مین اوسکے جان و مال کا بچانا دشوار - آخرش بہزار تدبیر و تردد بیگم صاحبہ

یعنے حضرت محل صاحبہ والدہ مرزا برجیس قدر سے بسفارش نواب شرف الدولہ نائب ریاست رخصت حاصل کر کے بست و دوم ماہ صفر خانہ کوچ معہ عیال و اطفال و سامان وغیرہ ہزار بارہ سو آدمی کی جمعیت سے جانب بریلی روانہ ہوئے و تمامی اثاث البیت باقیماندہ و جملہ مکانات و باغات وغیرہ مرزا قاسم بیگ صاحب مرحوم کے بخیال اتحاد سابقہ سپرد کئے لیکن ہمارے عزیزون سے دو شخص مسمیان علی حسن خان و محمد سعید خان و چند مستورات وغیرہ لکھنؤ مین رہے راستے مین ہر منزل پر اشرارون و لٹیرون سے جان و مال بچانا دشوار تھا مگر بعنایت خدا بعد تحمل مشاقل گیارہوان روز قریب بریلی کے پہونچے وہان سے خان بہادر خان نے آمد ہم لوگون کی سنتے تو قریب دو کوس بیرون شہر استقبال کر کے اپنے ہمراہ شہر بریلی مین لے گئے اور جا بجا مکانات نزول شدہ مین ہمکو جگہہ رہنے کی دی۔ و بعض لوگ ہم مین سے اپنے عزیزون وغیرہ کے مکانات مین فروکش ہوئے وہان پہونچکر چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ خیال اول ہمارا غلط تھا یعنے یہہ کہ خان بہادر خان بصلاح کمشنر صاحب بہادر مسندنشین ریاست ہوئے ہین بظاہر بغاوت و بباطن صلح مد نظر ہے اونہون نے حقیقت مین بغاوت ہی پہ کمر باندھی تھی صلح مد نظر نہ تھی مشہور عام ہے کہ دو ایک روز قبل از غدر

شہر بریلی صاحب کمشنر بہادر نے خان بہادر خان سے فرمایا تھا کہ نواب صاحب
امروز فردا یہان بلوہ ہونے والا ہے چونکہ یہہ ملک آپ لوگون کا موروثی
ہے آپ کچھہ اس کا بندوبست کیجئے - خان بہادر خان نے انکار کیا اور کہا کہ
یہہ ملک ہم لوگون کے قبضہ سے عرصہ دراز ہوا - کہ نکل گیا آپ کے قبضہ مین
ہے جب آپ کچھہ بندوبست نہین کر سکتے تو مجھسے کیا ہوگا - بعد ایک دو روز
اسی گفتگو کے بلوہ ہو گیا صاحب کمشنر جان بچاکر نینی تال کو روانہ ہو گئے اوسی
روز تمام رعایائے شہر مدار علی خان و بخت خان وغیرہ نے ملکر خان بہادر خان
کو مسند نشین ریاست کیا و سلامی لی - و مساوی کی و نذرین گذرانین - القصہ
بریلی مین پہونچکر کیا ہو سکتا کہ چہار طرف آگ لگی ہوئی تھی کدہر جاتے اور کیا کرتے
ناچار سات مہینے تک بریلی مین رہے خان بہادر خان کو ہارے پہونچنے سے
قبل خطاب و خلعت منجانب شاہ دہلی مرزا ابو ظفر بہادر انتظام الدولہ محافظ الملک
خان بہادر خان بہادر ہزبر جنگ رئیس اعظم ملک روہیلکھنڈ کا آچکا تھا اور خان
بہادر خان نے ایک مہر بزمانہ حکومت اپنے یہہ کندہ کرایا تھا - الحکم لله
والملک لله - اور مہر قدیم پر اونکے یہہ سجع کندہ تھا -

سجع

شدیم خان بہادر بذوالفقار علی

جب بعد فتح لکھنؤ وغیرہ کے فوج سرکار انگریزی جانب ملک روہیلکھنڈ روانہ
ہوئے اور ناظم شاہجہان پور نظام علیخان جو خان بہادر خان کیطرف سے مامور تھے
شکست کھاکر گریزان ہوئے یہہ خبر بریلی مین پہونچی تو نانا صاحب راؤ اور
تانتیا راؤ بٹھور والے و رئیس فرخ آباد نواب تفضل حسین خان وغیرہ نے
اس حیلہ سے راہ فرار اختیار کی اور خان بہادر خان سے کہا کہ ہم اپنی اپنی
فوجین ہمراہ لیکر برائے مقابلہ شاہجہان پور کو جاتے ہین کچھہ فوج اپنی بھی
آپ ہمارے ہمراہ کر دین - خان بہادر خان نے بھی کسیقدر فوج اپنی کہ اوسمین
مین ساٹھہ ہزار مردان سپاہ از پیادہ و سوار روکنے ملازم تھے - ان اشخاص
کے ساتھہ دو چار ہزار آدمی کر دئے ان تینون سردارون نے بریلی سے
ایک دو منزل نکلکر پہاڑ کا راستہ لیا شاہجہان پور کیطرف رخ بھی نکیا -
بالآخر فوج سرکار انگریزی شاہجہان پور سے بڑہتے بڑہتے چہارشنبہ تاریخ
۱۹ - رمضان ۱۲۷۴ھ مطابق ۵ ماہ مئی ۱۸۵۸ء قریب بشہر اینس بریلی
کے داخل ہوئی اور لڑائی طرفین سے شروع ہوئی اسمین فوج خان بہادر خان
و مانڈلے خان و اسمعیل خان و واحد خان وغیرہ کی شامل تھی دو پہر
کامل لڑائی رہی فی الحقیقت اس لڑائی مین فیروز شاہ نے بڑی بہادری

اور دلیری کی بعد دو پہر کے یہہ تمام فوجین شکست کھا کر ہر طرف ادہر ادہر ہوئین
اور خان بہادر خان نے ہر چند فوج کو روکا اور بہاگنے پر بہت دشنام دیا
انجام کار بانسون سے پٹوایا مگر تمام سوار و پیادہ پل کی راہ کو چہوڑ کر دریا
میں تیر تیر کر نکل گئے۔ جب خان بہادر خان نے بہی ہمت چہوڑ دی شاہ
اوسی دن تین بجے بریلی سے کوچ کیا اور تمام شہر کے لوگ بہاگنے لگے۔
مگر فیروز شاہ نے قریب دو پہر رات تک بجنگ سوار پیادہ وغیرہ فوج انگریزی
کو اسی دن شہر بریلی مین نہ آنے دیا دو پہر رات گئے کہ بعد فیروز شاہ
بہی میدان خالی کر کے روانہ ہو گئے۔ ۳۰ رمضان المبارک کو مطابق ۶ ماہ
مئی سنہ مذکور الصدر کی فوج انگریزی مشرق و مغرب کی جانب سے داخل
شہر بریلی ہوئے اور حکم قتل عام اور لوٹ مار کا جاری ہوا ہم لوگ بہی
تہم ماہ رمضان المبارک کو شہر بریلی سے بے سرو سامان حیران و پریشان
مع عیال و اطفال بوقت شب تمامی اثاث البیت وہین چہوڑ کر نکلے بعد ازان
راہ مین دست باغیان و رہزنان سے طرح طرح کی خرابیان اور تکلیفین
اوٹہائین و ہشت کس از خاندان و بعض اکثر ملازمان آشنا راہ وغیرہ مین
جان سے مارے گئے و دو اشخاص کہ شہر لکہنو مین رہگئے تہی وہ لکہنو مین مارے گئے

دیکہ بنظام پر اسپ سواری راقم الحروف کہ جو قبل از غدر آغا احمد شیرازی مرحوم سے بقیمت مبلغ نہ صد و پنجاہ روپیہ خرید کیا تہا ضرب گولی آیا دنیز مخالفین ور نہ یہان سے مارا گیا اور بندوق بہی ٹوٹی اور خفیف سا زخم پوست مال میرے بائین گہٹنے پر بہی آیا غرضکہ بکمال بے سر و سامانی سترہ روز کے عرصہ مین بمقام قصبہ محمدی کہ وہ عملداری ملک اودہ مین واقع ہے پہونچے وہان احمد اللہ شاہ و خان بہادر خان و اسمعیل خان وغیرہ معہ اپنے اپنے لشکرون کے موجود تہے اور شاہجہان پور پر جنگ ہو رہی تہی چند روز قیام کر کے جب احمد اللہ شاہ موضع پوایان کی گڈہی پر ضرب گولی بندوق مارے گئے بعد اوسکے ہم لوگ براہ خیرآباد ہوئے اور وہان سے بہ قصبہ مچھریٹہ پہونچکر سکونت اختیار کی اون دنون وہان عملداری بہ قبضہ مر کی تہی اور باغیون کا جابجا مجمع تہا سرکار انگریزی کی عملداری فقط دو دو چار چار کوس تک شہر لکہنؤ کے باہر تہی حقیقت مین بزمانہ غدر لکہنؤ کے لوگ جس دلاوری کے ساتہہ لڑے تمام ہندوستان مین کہین کے لوگ اس جرأت کے ساتہہ نہین لڑے بیشک لکہنؤ والون نے انتہا کی بہادری کی - یہہ بہی معلوم کرنا چاہئے - کہ بزمانہ غدر یعنی ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ عیسوی راقم کو خوب یاد ہے کہ کوئی شخص از اولاد ملازمان

وغلامان وکنیزان وغیرہ مین ایسا زندہ نہ تہا کہ جسنے حافظ الملک بہادر کو اپنے
آنکہہ سے دیکہا ہو- القصہ قریب تین ماہ ہم لوگون کا قیام وہین یعنے مچہرٹہ
مین رہا تمام موسم بارش وہین گذرا اسی درمیان مین سرکار انگریزی سے اشتہار
عفو جرائم صادر ہوئے اور عملداری کمپنی کی اوٹہکر انتظام مملکت جناب
ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کی جانب سے شروع ہوا اور رعایا کو امن دیگئی
فقط وہ اشخاص کہ جو خاص ملازم سرکار تہے اور باغی ہوگئے یا وہ لوگ کہ
جنہون نے صاحبان انگریز بہادر کو بحالت مجبوری ہلاک کیا یا جن لوگون نے زن
اور بچون کو قتل کیا یہہ تین قسم کے لوگ عفو جرم سے مستثنے رکہے گئے
یعنے اونکی مجرمی دائم قائم رہی پس ہم لوگون نے یہی خبر سنکر ایک عرضی پوشیدہ
طور پر بدست ٹہیکا چپراسی ملازم معتبر اپنے کے برائے حصول اجازت
حاضری خود بہ شہر لکہنؤ خدمت مین کوانا صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لکہنؤ
ارسال کی چنانچہ صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ عرضی ہم لوگون کو
شہر مین آنیکی اجازت دیدی و پروانہ راہداری کا ازراہ عزت افزائی
مرحمت فرمایا ہم لوگ اوس حکم نامہ کو دیکہکر خوش ہوئے جو کہ یہ ظاہر
بعد لکہنؤ مین داخل ہونے کا بخوف باغیون کے نکرسکتے تہے کہ دس

اشخاص ہمارے خاندان کے دست باغیان وراہزنان سے متعلقات
متفرق پر معہ باز دیگر ملازمان ہمراہی ہلاک ہو چکے تھے لہذا بحیلہ روانگی
دیہات دیگر مین چھپتے چھپاتے جبکہ چند دن لکھنؤ مین داخل ہوے اور حسب
اپنے احباب اور دوستون کے مکانون مین فروکش ہوے کسواسطے کہ
مکانات ہم لوگون کے سرکار مین نزول ہو گئے تھے روز دویم کوتوالی مین
جاکر روبرو وڈ صاحب کوتوال شہر کے جملہ اظہارات دیکر جرم بغاوت سے
بری کئے گئے بعد ازین صاحب ڈپٹی کمشنر اسمیتھ صاحب بہادر کی
خدمت مین حاضر ہوکر اور تمامی اظہارات دیکے بیجرمی اپنی ثابت کرکے
صفائی حاصل کی اور مکانات و باغات ہم لوگون کی جو سرکار مین نزول ہوگئی
تھی بتاریخ ۸ جولائی ۱۸۵۹ء عیسوی رجسٹر نزول سے واگذاشت ہوکر
مرحمت ہوئی اوسکے بعد کچہری وثیقہ و پنشن مین گئے اوس زمانہ مین
یعنی بعد غدر ولیمس صاحب بہادر مہتمم خزانہ و دفتر پنشن و وثیقہ وغیرہ منجانب
سرکار مقرر تھے صاحب موصوف نے بعد اظہار لینے ہم لوگون کے
کسقدر انسانیت و دینوی کو کام فرمایا اور رحم دلی و عدالت نہ کی چونکہ
ہم لوگ اون روزون محض بے سروسامان بحال فلاکت و پریشانی

مبتلا تھے صاحب مذکور کے خدمت گذاری بخوبی نکرسکے اسوجہ سے ولیمس صاحب نے علی بخش خان رسالہ دار ساکن قدیم شہر بانس بریلی و میر واجد علی داروغہ کو کہ وہ حسب ہدایت صاحب مذکور کام کیا کرتے تھے گواہ قرار دیکر ہم لوگون کو باغی و پنشن دوامی قدیم ... کو جو عرصہ قریب سو برس سے نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطنٍ سرکار سے بعوض جاگیر املاک ریاست روہیلکھنڈ ملتی چلی آتی تھی و ذکر اس پنشن کا جلد دوم کتاب عہدنامہ جات مرتبہ مسٹر اچیسن صاحب بہادر مین موجود ہے حیاتی قرار دیکر رپورٹ ضبطی کی بسرکار مین گذرانی لیکن صاحب کمشنر ایجنٹ صاحب بہادر نے بہنگام الاخذ کے بقدر رحم دلی کو کام فرماکر بیہ رائے اپنی اوس رپورٹ مین شامل کی کہ جو لوگ اونمین سے کبیر السن صاحب قدمیں ازمرد وزن باقی ہین اون کے نام پر کچھہ بقدر پرورش سرکار سے تاحیات مقرر ہونا چاہئی باقی پنشن ضبط کیجائے چنانچہ حسب سفارش صاحب ممدوح کے جسقدر مرد وزن ضعیف اوس زمانہ مین زندہ تھے اون کے نام پر بصیغہ رسم پنشن قریب پانصد روپیہ ماہوار کی جاری ہوئی جو کہ اوس زمانہ مین عمو صاحب قبلہ نواب حیدر علی خان بزرگ خاندان و جناب والد ماجد خاکسار یعنے نواب محمد موسے خان اخلاف نواب محبت خان مرحوم

بقید حیات تھے اون لوگون نے سالہا سال اپنی پنشن مین استغاثہ کی کوشش
کی ہزارہا روپیہ کا مصارف ہوا کہ پچاس پچاس و ساٹھہ ساٹھہ روپیہ پایا اور وکلا کو
دینا پڑا مولوی نورالدین صاحب و مولوی شرف الدین اخلاف مولوی براتی صاحب
مرحوم سالہا سال پیروکار و مختار رہے گرما کان ملک اودہ نے کچھہ سماعت
نہ فرمائی ورائے صاحب مہتمم خزانہ بحال رکھی۔ بیان دیگر۔ در سنہ ۱۸۵۹ء مین یہہ
سنا کہ خان بہادر خان زیر دامن کوہ نیپال ہنگام جنگ شکست اسی سے گرکر
گرفتاری ہو گئی۔ دبحراست لکہنو مین آئے دہنگام روبکاری بحضور صاحب کمشنر
و چیف کمشنر بہادر فرش پر بیٹھہ گئے اور یہہ کہا کہ مدتون کرسی پر برابر بیٹھے اب
قیدیون کی جگہہ پر بیٹھنا چاہیئے لیکن صاحب چیف کمشنر بہادر نے نہ مانا اور فرمایا کہ
نواب صاحب آپ کرسی پر بیٹھین خان بہادر خان نے انکار کیا لیکن باصرار تمام صاحب
موصوف نے اونکی بغل مین ہاتھہ دیکر کرسی پر بٹھایا وقت بازپرس خان بہادر
خان نے تقریر مردانہ و دلیرانہ کی زیادہ لجاجت سے کام نہین رکھا سو جب اسکہ
ہر کہ دست از جان بشوید ؛ ہرچہ در دل آید بگوید ؛ یہہ کہا کہ مین نے از
خود بغاوت پر کمر نہین باندہی فوج سرکاری انگریزی باغی ہو گئی جس مین ملک
کا جو دعوے دار تہا اوسکو اوس مقام پر رئیس گردانا جو کہ بریلی شاہجہان پور

ویلی بہیت یعنے جملہ روہیلکھنڈ وغیرہ ہمارا ملک موروثی تہا اسوجہ سے نجت خان وجملہ رعایا نے مجتمع ہوکر مجہکو مسند نشین ریاست کیا مین نے نہ بلوہ کرایا اور نہ کسی انگریز یا زن وبچہ وغیرہ کو قتل کیا جسوقت آپ صاحبون نے ظلم فوج سے مجبور ہوکر ملک چہوڑ دیا جب مین نے اپنا قبضہ کیا باقی بلوائیونکو روک تہام اوس دم میری اختیار مین نہ تہی اونہون نے جو چاہا سو کیا بعد ازان لڑائیان جابجا سر میدان میری فوج اور آپ کی فوج سے البتہ ہوئین اونہین طرفین کا کشت وخون ہوا اسمین میری کیا خطا ہے

عروس ملک کسی در کنار گیرد تنگ   کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

این دولت وملک میرود دست بدست + اب مین آپ کے بس مین ہون جو چاہیے وہ میری نسبت حکم دیجئے۔ بعد سُننے اس گفتگو کے صاحب چیف کمشنر بہادر نے بخیال اینکہ قصہ زمین بر سر زمین چالان خان بہادر خان کا لکہنو سے بمقام بریلی کر دیا۔ اونہون نے ہنگام پیشی وہی تقریر جو کہ لکہنو مین کی تہی اوسیطرح صاحب کمشنر بہادر بریلی سے بہی کی جو کہ سرکار انگریزی کو منظور تہا سزاے موت خان بہادر خان کو دینا منظور تہا لہذا کچہہ اور الزامات اون پر قایم کر کے نئی کوتوالی کے سامنے لا کر پہانسی دیتے وقت پوچہا کہ آپ کو جو کچہہ نصیحت و وصیت کسیکو کرنا ہو کر دیجئے خان بہادر خان نے کہا کہ مجکو

کچھہ کسی سے کہنا نہین اور شیشہ پر آب ہو کر یہہ شعر زبان پر لائے ؎

بجرم کلمۂ حق میکشند عوغا نیست	زمرگ زندگیم میشود تماشائیست

اور کلمہ پڑہکر پھانسی اپنے ہاتہہ سے گلی مین ڈال لی گرا و سر وزاحتیاطاً تمامی

فوج انگریزی و توپخانہ وغیرہ بھی بنجیاں بلوا اہل شہر طیار کیا گیا اور جا بجا

ناکہ بندی کر دی گئی تہی کہ مبادا شورش یا کسیطرح کا فساد برپا ہو الغرض بعد

پھانسی دینے کے مسلمانان فوج انگریزی نے اونکی لاش لیکر بعد غسل و کفن

بحکم سرکار انگریزی جیلخانہ مین دفن کی **فاعتبروا یا اولی الابصار**

اور خطاب نوابی کا اونکے نام سے کم کر دیا گیا کہ آئندہ اونکے نام کے ساتہہ لفظ

نواب کا نہ لکہا جائے۔ ؎ دنیا کا عجیب کارخانہ دیکہا نہ یکسان کبہی

رنگ زمانہ دیکہا ؎ گر دشمین تہا جنکی سر پہ چتر زرین ہتر بتہ پہ نہ اونکی شامیانہ دیکہا

قطعہ

زہشت خلد اگر نیستی ولا مایوس	درین سرای سپنجی چہ گشتی مانوس
ببر بی ثباتی دنیا اگر شکی باشد	بخوان حکایت اصحاب کیف و دقیانوس
کجا شدند حکیمان فیلسوف جہان	چہ ہرمس و چہ لقمان و چہ بطلیموس
چہ رفت بر سر گردان گردش دوران	کہ بودہ اند ہمہ صاحبان دبدبوس

کجاست نغمهٔ داود و یو فونس الحانی	۷	سحر بگوش من آید همین صدای خروس
نه تخته نیست ز تخت مرصع بلقیس	۸	نه کرو فر سلیمان نه بارها جاسوس
وزیر آصف دوران امیر فوج افغان	۹	شکست خورده به پنجهٔ اجل محبوس
ز دست تهمتن اسفندیار روئین تن	۱۰	بیک خدنگ قضا سر نهاد بر قربوس
کجاست افسر زرین و چتر شاهانه	۱۱	صدای بوق کجا و کجاست نالهٔ کوس
شکست جام جم آئینهٔ سکندر هم	۱۲	نه آن درفش کیانی نه هست تخت طوس
کدام مملکت تاراج کرد فوج اجل	۱۳	چه هند و چین و چه ایران و شام چه روس
ز هر دو جانب بسته هست کی ز دار فنا	۱۴	جهود و هندو مسلم نصاری و چه مجوس
چه انبیاء و ولی و چه عالم و جاهل	۱۵	سپرده اند به یک قضا عتاق فروس
نه ماند حضرت یوسف نه حاتم و قارون	۱۶	حسین گذاشت نه اهل سخاوتی نه نحوس
نه ماند سام نه دارا رخش شناس کدام	۱۷	کجاست عیسی عمران و سام سالوس
نه ماند عیسی گردون نشین در این عالم	۱۸	برفت زیر فلک جاه عیسی نمود جالوس

کجاست نغمهٔ داود و بوطوس الحانی	۷	سحر بگوش من آید میان صد افسوس
نه تخت ثابت ز تخت مرصع بلقیس	۸	نه کر و فر سلیمان نه هدهد جاسوس
وزیر آصف دوران امیر فوج افغان	۹	شکست خورده و بسته پنجهٔ اجل محبوس
ز دست آهنین اسفندیار روئین تن	۱۰	بیک خدنگ قضا سر نهاده بر در بوس
کجاست افسر زرین و چتر شاه نه	۱۱	صدای بوق کجا و کجاست ناله کوس
شکست جام جم آیینهٔ سکندر هم	۱۲	نه آن درفش کیانی نه هیبت [illegible]
کدام مملکت تاج گرد فوج اجاک	۱۳	چه هند و چین و چه ایران و شام و چه روس
ز برد و جباب [illegible] که زد ار فنا	۱۴	چه هندو و هندو مسلم نصاری و چه مجوس
چه انبیا و ولی و چه عام و چه خاص	۱۵	همه رفته اند به [illegible]
نه ماند حضرت یوسف نه قارون	۱۶	[illegible]
نه ماند ساحر عهد [illegible] شناسی کدام	۱۷	کجاست موسی عمران [illegible]
نه ماند عیسی گردون نشین درین عالم	۱۸	برفت [illegible]

گذشت احمد مرسل ازین جهان بثبات	۱۹	چو او نه ماند نماند کسی ز اهل نفوس
نه ماند قیس ز داغ نه لیلی عذرا	۲۰	نشسته اند عاشق و معشوق با قضا مانوس
نماند از شعرا ایچ کس بملک سخن	۲۱	که سکه ها بزدند در اشتر نخ ملوس
قیام کرد نه اینجا عزیز بی عزت	۲۲	نه ماند صاحب عزت کدام که دید نفوس
بفصل دهر و جوان یا که نو جنت دنیا	۲۳	مدام شوهر نو خواست این عجوزه عروس
چه سیر گلشن دنیا و نغمه های هزار	۲۴	چه رنگ و بوی گلی تر چه جلوه طاووس
نوخفته آمده هر کو درین جهان خراب	۲۵	تا آن کهار زبیب اجل نشد با بوس
ز گرم و سرد جهان بر سرم گذشت	۲۶	نه تو نماند درینجا کدام شی نحوس
بخور ز نعمت عیش و طرب چه ماند ارد	۲۷	نمانک که هست تا فانی که صحبت کوس
به بینش اهل ولادت ازین یکجا یکدیگر	۲۸	چه هست بانگ آزار و چه نالیه ناقوس
بگو تو اشهد ان لا اله الا الله	۲۹	که کهنه نی باقی و فانی تو اشود محسوس

هر آنچه نقش شکست انچه هست است
چه هست نعمت و دنیا و زجهان سبوس

آمدم بر سر مطلب ساقی او مستی زمانه ایس

و نظام علی خان ناظمان شاہجہانپور و بدایون و بعض دیگر متعلقات و پرگنات وغیرہ

الغرض ساٹھ ہزار کس از پیادہ و سوار ملازم خان بہادر خان کے تھے و قریب چہل ضرب توپ

و زنبورک وغیرہ۔ و بزمانہ ریاست خان مسبوق الذکر محمد ابراہیم خان عرف نواب بہورا

خان خلف نواب اللہ یار خان ابن نواب حافظ الملک اور ایک پسر بہادر خان مسمی عبد الرحیم خان

عرف امی میان بمقام داتاگنج کسی مخالفت پر بمقابلہ نیاز محمد خان جرنیل مارے گئے۔

و بالفعل فرزند نیاز محمد خان مرحوم یعنے فضل محمد خان بریاست ٹونک بعہدہ تھانہ داری

بمقام نیاہیرہ معمور ہین و محمد ضیا خان نبیرہ کبیر شاہ خان مرحوم بھی اس ریاست مین

بعہدہ انسپکٹری ہنوز ملازم ہین۔ آمدم بر سر مطلب۔ حتیٰ کہ ماہ رجب ۱۲۸۰ھ ہجری

عمو صاحب قبلہ نواب حمید علیخان کا انتقال ہو گیا کہ تاریخ اونکے وفات کی کہی

ہوئی برادر احمد حسن خان جوشش مرحوم کی یہ ہے تاریخ بشہر رجب بود تشش

عموی من + بدست اجل نقد جان چون سپرد + بگفتم ز روی الم سال نزشاد کہ آہ

حمید علیخان شا بمرد + و بعد ازین جناب والد ماجد کا بھی انتقال ۱۲۹۰ھ ہجری تاریخ

۱۹ شہر ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ ہو گیا تاریخ انتقال جناب والد مرحوم در صنعت توشیح از خاکسار

تاریخ فوت و قضا چون والد من نواب محمد موسی خان رح غم بہرد و حواس حسین چنان کا آمد

بلبم آہ و فغان + یاد آمدہ از سر ہر مصرعہ تاریخ وفات زروی یاس شد + روتافتہ

از دنیا پدرم رخ کردسوی باغ رضوان۔ غرض کہ ان حضرات میں سے جو شخص وفات پاتا گیا اوسکی پنشن اوسکی اولاد کے نام پر ہرگز نہیں جاری ہوئی۔ بعد اسکے ہنگام دربار قیصری خاکسار نے چند اشعار بمدح جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا و قطعہ عرضی اپنی بذریعہ صاحب چیف کمشنر اودہ اینریبل ہنری جان انگلیش صاحب بہادر حضور وایسرا کشور ہند گذرانی ہنوز اوس عرضی کا جواب نہ آنے پایا تہا کہ جان انگلیش صاحب بہادر چیف کمشنر اودہ پنشن یاب ہوکر ولایت کو روانہ ہوئے چونکہ وہ حاکم رحیم دل شریف پرور تہے یقین تہا کہ اگر اونکی موجودگی میں میری عرضی کا جواب حضور وایسرائے کشور ہند سے آجاتا تو خاکسار اپنے حق سے محروم نہ رہتا۔ پس بجائے چیف کمشنر سابق کے کوبر صاحب بہادر کمشنر ملک اودہ و لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی مقرر ہوئے و ملک اودہ بھی شامل لفٹنٹی الہ آباد ہو گیا اوس وقت وہ عرضی بابت رعایت خاکسار کو واپس آئی کہ سائل بذریعہ لوکل گورنمنٹ پیش کرے بغیر ذریعہ لوکل گورنمنٹ کے وایسرائے ہند کوئی کاغذ ملاحظہ نہیں کرتے ناچار راقم نے وہ عرضی بحکم جناب وایسرائے کشور ہند بخدمت کوبر صاحب بہادر پیش کی صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ حکم تحقیقات کا صادر فرمایا چنانچہ دفتر وثیقہ و پنشن میں لکہی پہنچی تک تحقیقات اوس مقدمہ کی رہی۔ راقم نے بطور صفائی بعبارت خود و بثبوت

دوامی پنشن گواہی رؤسائے شہر لکھنو بحوالہ جلد دوم کتاب عہدنامجات مرتبہ مسٹر اچسن
صاحب بہادر کے جسمین اس پنشن کا بہی ذکر موجود ہے پیش کیا اور یہہ بہی تحریر کیا
کہ اگر کسی قسم کی بغاوت میری یا میری والد کی ذمہ پائی جاوے تو امیدوار ہون کہ او
عیوض مجکو اوسکی سزا ملجائے ورنہ ازراہ انصاف سرکار سے پنشن کا عطا ہونا کہ بعوض جائداد
ملک روہیلکہنڈ کے ہم لوگونکی مقرر تہی ضرور ہے مگر صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر گورنر
صاحب نے مطلق رحم دلی کو کام نفرمایا۔ اور رائے صاحب مہتمم خزانہ کہ سراسر
ناانصافی پر تہے بحال رکہی لیکن راقم اسپر بہی خاموش نرہا اور بارہا عرضیان
بحضور حاکمان عہد گذرانی لیکن بجز اوس جواب اول کے کہ جو رائی صاحب مہتمم خزانہ
وبمیل صاحب دربارہ ہم لوگون کے سابق مین ہوئے تہا ابتک کوئی جواب معقول نہین
پایا اسکا کیا علاج کہ زبردست مارے اور رونے نہ دے۔ حاکم و محکوم کا فرق تہے
ورنہ خاکسار ہر نوع مستحق پنشن پانے کا ہے۔ عرصہ قریب چار سال کےگذرا کہ بعہد
لفٹنٹی لائل صاحب بہادر راقم نے درخواست پنشن جو گذرانی تہی بعد ملاحظہ کاغذات
یہی حکم ہوا کہ رائی صاحب مہتمم خزانہ بحال ہے درخواست تمہاری نامنظور۔ افسوس کی
بات ہے کہ باوجود ثبوت استحقاق حاکمان وقت محض بخیال نقصان سرکاری اصلا
رحم دلی اور انصاف کو کام نہین فرماتے ہرچند جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا

کو بہ تکلیف پرورش رعایا و برایا و شریف نوازی ملحوظ خاطر اور استحقاق کسی حقدار کا تلف کرنا نہین چاہتین پس عطا کرنا اس بخشش قلیل کا کہ مبلغ دو ہزار اٹھہ سو بیاسی روپیہ چودہ آنہ چار پائی ماہوار اونکی سرکار عالیجاہ کی نزدیک کیا دشوار۔ اگر جناب ملکہ معظمہ کے کان تک یہہ خبر پہونچی تو یقین ہے کہ بعنایت خدا خاکسار اپنے حق سے محروم نہ رہے گا کرم کیا کیجیے۔ ؎

نہ تا بہ ہند نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بری | کسے ز بیکسی ما نمی برد خبری

تمت

تاریخ تصنیف کتاب ہذا از حضرت مصنف

لکھے ہین خاندانی اپنے حالات | رہین تا صفحہ ہستی پہ باقی
نہین از بسکہ جہوٹ اسمین سر مو | اسد کہدو یہہ سے تاریخ بہی

تاریخ تصنیف کتاب ہذا الطبعزاد سلطان احمد خان عرف نواب بہادر جری خلف اکبر حضرت مصنف ۱۲۱۴ ہجری

بشان و شوکت صد افسری نقش سلیمان است | کتاب ہمچو مہر خاوری نقش سلیمان است
عیان سازد چو جام جم ہمہ نیک و بد عالم | عجب آئینہ اسکندری نقش سلیمان است
کند پرواز عقل و ہوش از حسن تماشایش | بچشم اہل بینش چون پری نقش سلیمان است
ز حال حافظ الملک بہادر میکند واقف | کتاب یادگار آن جری نقش سلیمان است
نگین دل ز نامش حلقہ طاعت بجان دارد | کہ کندہ ہم برین انگشتری نقش سلیمان است

بجان و دل همه خلق خدا گشته بود مایل	نباشد چون جهان مشتری نقش سلیمان است
بسان مهر با عشاق دلملاقبت میگردد	از رشک همه اعظم نگری نقش سلیمان ست
بتاریخ تصنیفش جریری در گوش من گفت	ز آسیب جهان گفتا بری القش سلیمان ست

تاریخ از نتیجهٔ فکر میرزا محمد خان عرف میرزا سہاو خلف اصغر حضرت مصنف تخلص افشر

لکھے احوال قبلہ گاہی نے عجیب	تمامی انساب کی نشانی یہہ ہین
ہے بزم جہان مین بہر گوش شنوا	اور جری مغل کی ایک کہانی یہہ ہین
تصنیف کا سال تم یہہ افشر کہدو	جملہ حالات خاندانی یہہ ہین

تاریخ تصنیف کتاب ہذا از طبع سخن زا منشی لچھمی سہاے سوز خلعت منشی

راجکنوار صاحب رئیس قصبہ بالکنہ ضلع علیگڈھ کے شاگرد حضرت مصنف

بیان اس مین ہین قصہ ہاے عجیب	نکیونکر جہان مین ہو اسکا رواج
لکھو سال تصنیف تم بھی یہہ سوز	کہ زیبا ہے تاریخ نایاب آج

دیگر

کتاب اوستاد نے تصنیف وہ	دوسری جسکی مقابل ہی نہو
سوز مجکو فکر تھی تاریخ کی	بولا ہاتف با اتفاق اوبہی سے شنو
سال تصنیف اسکا بہر یادگار	تیغستان گاہ افغانی کہو

تاریخ تصنیف شاعر خوش بیان منشی جگناتھ پرشاد متخلص بہ شاد خلف منشی رشک بجاری لعل رشاگرد رمز تلمیذ حضرت مصنف

چون نوشت احوال خود استاد من	شہرہ و تصدیق او شد چار سو
شاد لرزد وی بیان تاریخ سال	بے بجا نقش سلیمان خان بگو

۱۲۱۴ھ

تاریخ ہائے طبع کتاب ہذا

تاریخ طبع از شاعر نامی گرامی جناب سید عبد الرزاق صاحب کلامی مصنف نظم فتوح الشام و صمصام الاسلام صاحب دیوان شاگرد جناب مولوی الٰہی بخش صاحب نازش مرحوم خیر آباد

اے اسد استاد فن شاعری	آپ نے تاریخ لکھی بے مثال
نثر طائر نثر پر اس کے فدا	نظم کے قایل ہیں سب اہل کمال
واہ کیا انشا ہے کیا انشا ہے	وہ دکھایا آنکھ سے لکھا جو حال
یہ کوئی تاریخ ہے یا جام جم	کیون اس پر جان خضر دھونڈھال
اس سے جو مردہ تھے وہ زندہ ہوئے	آب حیوان اسکے آگے کیا ہے مال
شادیان اس سے کلامی بھی ہوا	اور یہ چاہا کہ لکھون اس کا سال

از سر وجد اسطرح دل نے کہا

واہ یہ تاریخ ہے بس بے مثال

۶۱۹۰۴

قطعہ تاریخ شاعر نازک خیال محمد ابراہیم خان رمز شاگرد سید نیاز احمد حزیں تلمیذ حضرت مصنف

اوستاد نے چھپوائی جو مطبع مین کتاب	تاریخ نہین بلکہ ہے جان تاریخ
ای رمز برائے سال کہدو تم بہی	تدبیح ہے بر بدل بیان تاریخ
	۱۳۲۲ھ

دیگر

حضرت اوستاد نے چھپوائی وہ نادر کتاب	جسکا ثانی کوئی نسخہ آجتک دیکھا نہین
مصرع تاریخ بہی ہے رمز کیا بیساختہ	نقش نواب سلیمان خان بہادر آفرین
	۱۹۰۴ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر منیر محمد خان فرو خلف پنجمی حضرت ارشد شمس الدولہ عمدۃ الملک کرنیل غوث محمد خان صاحب بہادر صمصام جنگ مرحوم و مغفور شاگرد رمز تلمیذ حضرت مصنف

لکہی ہے اوستاد نے جو یہ کتاب	سطرین ہین یا سلک در انتخاب
رزم کا ہر لفظ ہے اک ذو الفقار	بزم کی ہر سطر ہے موج خوش آب
نقطے ہین عبرت دہ نجم فلک	دائرے ہین رشک دہ آفتاب
چھپنے سے جب اس کو فراغت ملی	دلکو مسرت سے ہوا اضطراب
تب قلم فرد نے از روئے جوش	لکہدیا تاریخ اسد لاجواب
	۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ رقم زدہ شمس مسیحی حافظ حامد خان خلف احمد خان کارپرداز صاحبزادہ محمد حامد خان صاحب بہادر شمشیر جنگ مرحوم شاگرد عالمگیر خان کیف تلمیذ حضرت مصنف

چھپ گئی استاد کی تصنیف واہ	فخر تصانیف ہے جو آج کل
کاٹ کے ای شمس سر بد نظر	لکھدو کہ تاریخ اسد بے بدل

۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد عالم شیر خان تخلص آثم شاگرد حضرت مصنف

جناب اسد ہین وہ رشک نظامی	کہ اسوقت ہین ہند مین فخر جامی
نہین اب جہان مین کوئی اونکا ہمسر	ثناخوان ہین اونکے سخندان تمامی
اونھون نے وہ چھپوایا نایاب نسخہ	نمایان ہوئی جس سے معجز کلامی
یہ نقش سلیمان ہے یا اسم اعظم	کہ تسخیر ہین جسکی پریان دوامی

اسد کے قدم لیکے آثم یہ کہدو

ہے تاریخ اس کی تواریخ نامی

۱۳۲۲ھ

چونکہ اسامی جمیع اخلاف نواب محبت خان کے اول تحریر ہو چکے ہیں لہذا بخیال اختصار
اس مقام پر شجرہ اولاد خلف نواب صاحب موصوف العدد نہ کا لکھا گیا اگر کسی کی اولاد سے
کچھ ہر دو زن ہنوز موجود ہیں کہ شجرے میں جس نام پر کہ "غ" لکھا ہوا ہے وہ ان کی طرف اشارہ ہے
کہ شہاب اس شخص کا غیر ہے قالہ حافظ رحمت خان شیر خانی

(هذه شجرة)

حافظ الملک نواب محبت خان بہادر

محمد حافظ خان فوت
محمد ابو سعید خان فوت
حیدر علی خان فوت
لطف علی خان فوت
محمد صفدر خان فوت
محمد محتشم خان فوت
محمد موسیٰ خان فوت
اسلام خان فوت
محمد شمس الدین خان فوت
محمد سلیمان خان
سلطان علی خان
دختر غ
پسر غ
پسر غ
دختر غ
باقر علی خان
اشرف علی خان
حسین علی خان
علی اصغر خان فوت
علی حسین خان فوت
کاظم علی خان فوت
محمد حسن خان فوت
سعادت خان فوت
حسین علی خان فوت

شجرہ اولاد نواب محمد دیدار خان کا جنکی اولاد سے ہنوز

کچھہ مرد و زن فی الحال موجود ہیں



صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۸	۹	مہمانداری	مہمانوازی	۹۴	۲	سے ہے	ہے
۷۹	۵	اوسیطرف	اوسطرف	؍؍	۴	اتفاقت	رفاقت
۸۱	۳	سے نے	۰	۹۵	۲	بکن	بکین
؍؍	؍؍	۰	کیا	؍؍	۰	۰	و
۸۲	۷	جمیعت	جمعیت	۹۶	۱۱	اوسوقت	اسوقت
؍؍	؍؍	۰	دریا جنگ سے	۹۷	۲	۰	سے
۸۳	۱۵	و	۰	؍؍	۴	ورنہ	ونہ
۸۴	۴	۰	کے	؍؍	۸	و	ہ
؍؍	۱۰	۰	کیا	۱۰۰	۵	شگفتہ دور تر وا چمن کی کلیاں	۰
۸۵	۶	مندل	صندل	۱۰۰	۹	بہرکر	ہوکر
۸۶	۱۵	چاپکین	چابکین	؍؍	۱۴	کیگئے	کیے گئے
۸۷	۵	تقاضہ ہی	تقاضہ	۱۰۱	۵	بدور	بردو
۸۹	۲	ہوگی	ہوگئی	؍؍	۹	عرق	غرق
؍؍	۶	مین	مین سے نے	؍؍	۱۱	کے	کہ
؍؍	۲	چاہی	چاہیے	؍؍	۱۴	۰	ایک
؍؍	۱۰	سے ہے	مین	۱۰۲	۱	چیند چیند	چند
؍؍	۱۱	بطور	بہ ہر طور	؍؍	۳	۰	و
۹۰	۷	ہر مین گئے	ہر مین	؍؍	۶	اوس نے	اوس
۹۱	۱۱	کا	کے	؍؍	۱۰	بنا .	یا
؍؍	؍؍	سے ہے	ہ	؍؍	؍؍	جانشان	جان نثاران

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۱۰	کپتال	کپتان	۱۳۲	۹	مشانہ	مثانہ
۱۰۳	۵	کے	سے	۱۳۳	۸	لطیف	لطف
۱۰۴	۱	۰	سنہ ۱۱۶۶ء کے	״	۱۲	لونے	لو
״	۱۳	۰	خان	۱۳۹	۱۵	سنہ ۱۲۹۱	سنہ ۱۲۹۱ھ
۱۰۵	۲	حافظ الملک	حافظ ملک	۱۴۱	۵	بعہدہ	۰
״	۹	سیپیر	سپہر	۱۴۳	۸	یمن	۰
۱۰۷	۸	باعت	باعث	۱۴۳	۹	تشیئنی	تسکین
۱۰۸	۱	بکیا	تحریر کیا	۱۵۱	۱۴	۰	سے
۱۱۱	۳	جروت	جبروت	۱۵۲	۱۵	سے	۰
۱۱۲	۴	لسپاہ	دہ سپاہ	۱۵۳	۱۳	نے	کے
۱۱۳	۱	مشخصہ	مشخصہ	۱۵۵	۷	لیا	لینا
״	۹	ہوسئے	ہوئے	۱۵۶	۳	براسئے	بہتر
۱۱۵	۱۵	ہنور	ہنوز	۱۶۲	۱۵	و	ہے
۱۱۸	۶	قبض	قبضے	۱۶۴	۱۸	سنہ ۱۳۲۳	سنہ ۱۲۲۳ھ
۱۲۴	۵	حافظ رحمت بہادر	حافظ رحمت خان بہادر	״	۱۶	۰	سنہ ۱۲۲۳ھ
۱۲۷	۱۰	و	۰	۱۷۲	۱۰	اصفر	اصغر
۱۲۹	۵	گیراہ	گیرہ	۱۷۳	۲	خال	خان
״	۷	״	״	۱۷۶	۶	۰	نواب
۱۳۰	۳	״	״	۱۷۸	۱۰	۰	سعادتمند خان
״	۷	مذکورہ	مذکور	۱۹۰	۶	بعد	بعدہ

صحت نامہ کتاب نقش سلیمان فی البیان حالات نواب حافظ الملک بہادر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	قیوم	و	۲۳	۸	سرا	میرا
۷	۹	پستو	پشتو	۲۴	۱۰	مراج	مزاج
۹	۷	سشروغا	مشروغا	،،	۱۵	ایسی	اسی
۱۰	۲	جیالہ	جبالہ	۲۵	۳	مرے	میرے
۱۱	۱	ہانس	بانس	،،	،،	کہے	کہنے
۱۱	۱۵	پر	برہا	،،	۸	مری	میری
۱۲	۴	ادو	اور	،،	۹	،،	،،
۱۳	۱	چالتون	جالٹون	،،	۱۳	مرے	میرے
۱۴	۵	سرے	میرے	۲۷	۸	مرا	میرا
،،	۱۱	زیادہ	زیادہ	،،	۱۰	کہٹر	کھیٹر
۱۵	۱۴	لہذ	لہذا	،،	،،	،،	،،
۱۸	۳	بیاید	بباید	،،	،،	،،	،،
،،	۱۰	دار	دارد	۲۸	۱	پیشیگا	پیشگاہ
۱۹	۸	پرگناب	پرگنات	۲۹	۱۴	محمد شاہ	حضرت محمد شاہ
،،	۹	محمد علی	علی محمد	،،	۱۵	اسی	اِس
،،	۱۲	درجا	دوجا	۳۱	۸	خط	خطر
،،	،،	لارہون	لارہون	،،	۱۳	پمر	پہیر
۲۳	۴	دیکہیے	دیکھنے	۳۲	۱۵		سے
،،	۷	تخلیبہ	تخلیہ	۳۳	۱۴	روہیکہنڈ	روہیلکہنڈ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴	۶	۰	کہ	۵۲	۱۴	اند	انداز
۳۶	۹	برپا	پانچہا	״	۱۵	اسس	۰
۳۷	۱۵	سیرے	ہیرے	۵۴	۱	خود	۰
۳۸	۴	مہرے	بیہرے	۵۵	۹	دفعتہ	دفعتہً
۳۹	۱۵	ثہ	۰	۵۷	۱۴	[illegible]	[illegible]
۴۰	۱۴	لحظ	لخت	۵۹	۱۵	اقرائی	افزائی
۴۲	۱۵	امراو خوشیالی	امرا و خویشان	۶۰	۳	مارا	ہارا
۴۴	۴	گہری	گہیری	״	۶	اشرف النواب	اشرف الوزرا
۴۵	۵	۰	اسکے	۶۱	۳	بلہارراؤ	ملہارراؤ
״	״	۰	پر	۶۴	۱	اند	۰
״	۲	جب	حسب	״	״	فنتہ	فتنہ
״	۷	لازمان	ملازمان	״	۱۰	۰	سے
״	۹	اتھی	ہاتھی	۶۵	۲	دبراے	براسے
״	۱۱	بسبب	سبب	۶۷	۸	سعدالتہ	سعدالله خان
״	۱۵	ادجہیانی	ادجیانی	۶۹	۱	وخاندان نواب امیرالدولہ بہادر	وخاندان [illegible]
۴۸	۵	۰	کبھی کے	۷۱	۸	لائے	لانے
״	۸	ملیش	۰	״	۱۳	رنج تعلق	رنج و تعلق
״	۹	تہا	۰	۷۲	۳	درین	مین
״	۱۵	ملازوست	ملازمت	۷۴	۱۱	پیادہ سوار	پیادہ و سوار
۵۲	۱۱	آہیکی	انکی	۷۵	۴	کثرت جبر [illegible]	کثرت [illegible]